بسمہ سبحانہ

پیامِ کلیم

مجموعۂ نعت و قصائد، منقبت و سلام و نوحہ

علامہ السید ذیشان حیدر جوادی کلیم

ناشر
خادمان تنظیم المکاتب ۔ گولہ گنج لکھنؤ (انڈیا)
فون وفیکس:- 215115

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب	پیام کلیم
شاعر	علامہ السید ذیشان حیدر جوادی کلیم
کتابت	جعفر مرزا لکھنوی
سنہ طباعت	ستمبر ۱۹۹۶ء
پہلا اڈیشن	ایک ہزار
ناشر	تنظیم المکاتب گولہ گنج لکھنؤ (انڈیا)
مطبوعہ	اے ۔ بی ۔ سی پریس دہلی
صفحات	۳۲۷
قیمت	

ملنے کے پتے

- دفتر تنظیم المکاتب ۔ گولہ گنج لکھنؤ ۱۸
- جامعہ انوار العلوم ۔ مرزا غالب روڈ ۔ الہ آباد
- جامعہ جوادیہ ، پرہلاد گھاٹ ، بنارس
- مولانا سید انیس الحسن صاحب قبلہ A 1 نوشکت سوسائٹی
  ۱۹ نوروجی ہل روڈ ۔ ڈونگری بمبئی
- مولانا محمد علی آصف صاحب قبلہ ، غازی پور ڈاکخانہ گوگان ضلع مظفر نگر
- جناب غلام علی گلزار صاحب ، حسن آباد رعناواری سرینگر کشمیر

قال اللہ تعالیٰ

الا الذین آمنوا وعملوا الصالحات وذکروا اللہ کثیرًا وانتصروا من بعد ما ظُلِمُوا وسیعلم الذین ظَلَموا ایّ منقلبٍ ینقلبون ٥

فہرست

عرض تنظیم	۵
عرض شاعر	۷
نعت پیغمبرؐ	۱۱ تا ۲۴
قصائد و منقبت	۲۵ تا ۲۱۵
سلام	۲۱۷ تا ۲۷۸
نوحہ جات	۲۷۹ تا ۳۰۳
منظومات	۳۰۵ تا ۳۲۷

باسمہ سبحانہ

عرض تنظیم

کلام کلیمؔ، اور سلام کلیمؔ کے بعد

"**پیام کلیم**" جناب کلیم الہ آبادی کا تیسرا مجموعہ کلام اور صدر ادارہ علامہ **ذیشان حیدر جوادی** مدظلہ کی ایک سو سے زیادہ تصنیفات میں جدید ترین تصنیف ہے۔ خدا کرے یہ سلسلہ اسی طرح جاری رہے اور نظم و نثر دونوں بہرہ مند ہوتے رہیں۔

پیام کلیم بھی گذشتہ شعری مجموعوں کی طرح قصائد، منقبت، سلاموں اور نوحوں پر مشتمل ہے ہماری مجلسوں اور محفلوں کی ضرورت اور قوم کے لئے قیمتی تحفہ ہے ادارہ علامہ موصوف کی دیگر تصانیف کی طرح اس کی اشاعت کا شرف بھی حاصل کر رہا ہے۔ بارگاہ الٰہی میں دعا ہے کہ مالک حقیقی علامہ موصوف اور تنظیم المکاتب دونوں کی مساعی کو قبول فرمائے۔ اور محترم ڈاکٹر سید اسد صادق (نیوجرسی) کو اجر جزیل عنایت فرمائے کہ انھوں نے اپنی والدہ مرحومہ کے ایصال ثواب کے لئے اس مجموعہ کی اشاعت میں بھرپور تعاون فرمایا۔

والسّلام

سکریٹری

بسمہ سبحانہٗ

عرض شاعر

عزیزان گرامی! یہ میرا تیسرا اور شائد آخری مجموعۂ کلام ہے جو آپ حضرات کی خدمت میں پیش کیا جا رہا ہے۔ تین چار سال کے اندر تین مجموعہائے قصائد و سلام کا منظر پر آجانا مولا کا وہ کرم ہے جس کا تا حیات شکریہ ادا نہیں کیا جا سکتا ہے اور بیشک اس کے کرم میں کوئی کمی اور کوتاہی نہیں ہے۔ ساری کوتاہی اپنی تنگ دامانی فکر میں ہے اور اسی بنا پر اس مجموعہ کو آخری تصور کیا جا رہا ہے کہ تصنیف و تالیف کے مشاغل نے اس قدر مصروف کر لیا ہے کہ اب فکر سخن کا موقع ہی نہیں ملتا ہے اور سچی بات یہ ہے کہ میرے کلام میں فکر سخن ہے ہی نہیں کہ اس کے بارے میں یہ معذرت کی جائے کہ موقع نہیں ملتا ہے۔ آپ یقین کریں کہ اس پورے مجموعہ میں شائد ہی چند ایسے اشعار ہوں جن کی تخلیق کے لئے کرسی یا فرش پر بیٹھ کر تا دیر عالم استغراق میں غوطہ لگانا پڑا ہو یا بستر پر کروٹیں بدلنا پڑی ہوں۔ سارے اشعار ٹرین۔ بس اور ہوائی جہاز کی تنہائیوں کا نتیجہ ہیں۔ گویا کہ یہی اشعار میرے انیس تنہائی بھی ہیں اور میرے مولا کے اس کرم کا مظہر ہیں کہ وہ وہاں بھی مہربانی فرماتے ہیں جہاں کوئی خیریت پوچھنے والا بھی نہیں ہوتا ہے۔

دعا یہ ہے کہ جس طرح یہ اشعار یہاں انیس تنہائی بن کر منظر عام پر

آئے ہیں۔ اسی طرح قبر کی تنہائی میں بھی انیس و مونس کی شکل میں سامنے آئیں اور کرم پروردگار سے امید یہی ہے کہ یہ کلام انشاءاللہ وہاں بھی کام آئے گا۔

خدا کا شکر ہے کہ اس نے موزوں طبیعت عنایت فرمائی ہے اور میں بعض اوقات نثر اور نظم کے لکھنے میں زیادہ فرق محسوس نہیں کرتا ہوں لیکن اس سے زیادہ شکر اس امر کا ہے کہ اس نے اس صلاحیت کو صحیح راستہ پر لگا دیا ہے ورنہ دنیا میں بے شمار ایسے بے توفیق شاعر پائے جاتے ہیں جنھوں نے بدکردار معشوق یا معشوقہ کی مدح سرائی میں ساری زندگی صرف کردی ہے اور اپنے سامعین کے جنسی جذبات کو ابھار کر غلط راستہ پر لگا دینے کے علاوہ کچھ نہیں کیا ہے اور اسی بنیاد پر انھیں اپنے دور کا عظیم ترین شاعر اور ادیب تسلیم کیا جاتا ہے۔ لیکن ان بدقسمت افراد کو ایک شعر بھی کسی معصوم کی مدح میں لکھنے کی توفیق نہیں ہوتی ہے اور بکمال بے حیائی یہ معذرت کرتے ہیں کہ میں قصیدہ کا شاعر نہیں ہوں۔ ان بیچاروں کو یہی خبر نہیں ہے کہ قصیدہ کا شاعر بننا توفیق الٰہی چاہتا ہے۔ اس کیلئے شکوہ الفاظ۔ حفظ مراتب۔ عظمت علم و عرفان درکار ہے۔ وہ کوئی سڑک چھاپ شاعری نہیں ہے جو بریلی کا بازار بنارس کی سحر اور لکھنؤ کی شام دیکھ کر تیار ہو جائے۔ اس کیلئے کتابوں کا مطالعہ کرنا پڑتا ہے۔ ذہن و دماغ کی تطہیر کرنا پڑتی ہے۔ اپنے کو ممدوح کے کردار سے ہم آہنگ کرنا پڑتا ہے تب کہیں جا کر قصیدہ کا ایک واقعی شعر منزل تخلیق پر آتا ہے۔

میں نے ایک موقع پر ادبا و شعراء کرام کے مجمع میں یہ بات

کہی تھی کہ ادبی دنیا سے قصیدہ، سلام، مرثیہ جیسے اصناف کو نکال دیا جائے تو ادب ایک بے ادبی اور بدتہذیبی کے سوا کچھ نہیں ہے۔ کس قدر افسوسناک بات ہے کہ ہمارے اردو ادب کے ماہ و مہر اپنی زندگی نسائیات پر صرف کردیں یا خمریات پر وقت کا ایک بڑا حصہ باغ و بہار کی تعریف میں برباد کردیں اور دوسرا حصہ عشق و محبت کے فضائل میں اور انھیں اصلاح معاشرہ کا خیال بھی نہ آئے بلکہ کوئی اس راہ میں قدم بڑھائے تو اسے ادبی دنیا سے برخواست کردیں اور بکمال بے غیرتی یہ اعلان کریں کہ ان اصناف سخن کا ادب سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

ادب ابتدائی مرحلہ میں جاہلیت زدہ تھا۔ اس وقت ساتوں قصائد عورت، گھوڑے، اونٹ اور تلوار یا شراب کی نذر ہوگئے تھے تو بات سمجھ میں آتی تھی لیکن اب تو دنیا ترقی کرچکی ہے۔ انسان تعلیم یافتہ ہوچکا ہے۔ شاعر کو حالات زمانہ کا علم ہے اور وہ ماحول کی کجرفتاری کو دیکھ رہا ہے تو اس کی غیرت کس طرح گوارا کرتی ہے کہ اپنی فنی صلاحیتوں کو مہمل نظموں یا گانوں پر صرف کردے۔ صرف اس لئے کہ اس طرح عوامی شاعر کا لقب مل جائے گا اور فلم انڈسٹریز سے کوئی معاہدہ ہوجائیگا اور زندگی آرام سے گذر جائے گی۔

کیا اس مسلمان کی نظر میں صرف یہ چند روزہ زندگی ہے اور کوئی دوسری زندگی نہیں ہے۔ یا یہ عوامی جذبات سے کھیلنے ہی کا نام شاعری اور ادب رکھتا ہے۔ یاد رکھئے روز محشر دور نہیں ہے۔ ہر ایک کو اپنی فکر کا حساب دینا ہے۔ آج جنھیں قوم نے ادبیات کا مہر و ماہ بنا دیا ہے

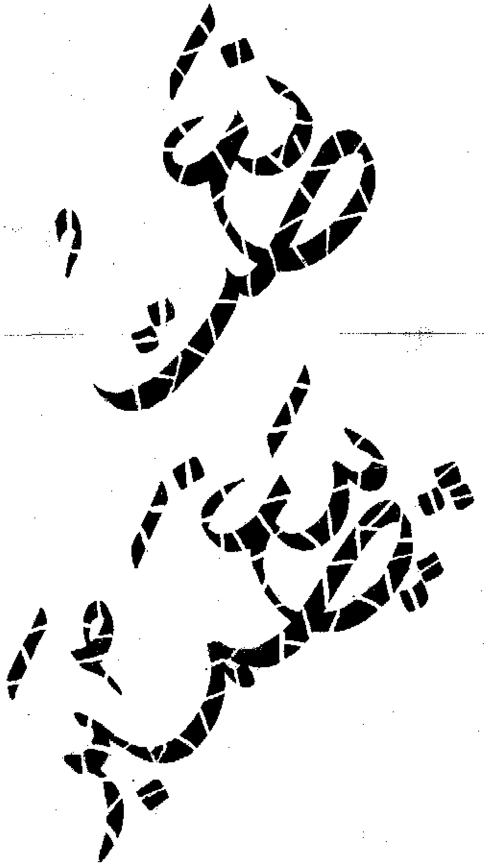

کل انھیں کو جہنم کا کندہ بننا پڑے گا کہ انھوں نے قومی دھارے کا رُخ غلطی کی طرف موڑ دیا ہے اور مالک کی دی ہوئی بے پناہ صلاحیت کا بالکل غلط استعمال کیا ہے۔

موقع غنیمت ہے۔ ہمارے باشعور شعرا اس نکتہ کی طرف توجہ دیں اور جاہلیت زدہ شعرا کی تقلید کرنے کے بجائے فکری میدان میں قدم رکھیں۔ قوم کی اصلاح کریں۔ معصوم کرداروں کی تعریف کریں۔ غلط روش پر تنقید کریں انشا اس بے ادب دنیا میں بھی انھیں ادبی مقام حاصل ہو جائے گا جس طرح مرثیہ گو شعرا کی عظمت کے سامنے سارے بے ادب افراد کے سر تسلیم خم ہیں اور جس طرح اقبال کو بہر حال شاعر مشرق تسلیم کر لیا گیا۔ خدا کا شکر ہے کہ ایسے حضراتِ شعرا نے اپنے کمال سے اپنی شخصیت کو تسلیم کرایا ہے اور ان کی عظمت نہ کسی فلم کی ممنون کرم ہے اور نہ کسی مغنیہ کی آواز کی۔

مذہبی اور اصلاحی شاعری کا کمال یہ ہے کہ وہ مالک کی توفیق سے منظر عام پر آتی ہے اور اسی کی امداد سے قبول عام کی سند حاصل کرتی ہے۔ اس پر نہ کسی فلمی ہیرو کا احسان ہے اور نہ کسی رقاصہ اور مغنیہ کا۔

رب کریم ہمارے باشعور شعرا کرام کو اس دردِ دل کے محسوس کرنے کی توفیق دے اور انھیں اس راہ میں قدم آگے بڑھانے کی سعادت عطا فرمائے۔

ایں دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد

کلیم الہ آبادی

نعت مرسل اعظمؐ

کون جانے کس بلندی پر مرے سرکارؐ ہیں
سب جہاں مجبور ہیں یہ احمدؐ مختار ہیں
کہدو یہ اُن سے جو حق کے طالب دیدار ہیں
حق سے ملنے کے مدینہ ہی میں کچھ آثار ہیں
آسماں والے بھی کرتے ہیں مدینہ کا طواف
عرش اعظم سے بھی اونچے یہ درودیوار ہیں
کیوں نہ آنکھوں سے لگائیں ہم مدینہ کی زمیں
اس پہ خود سرکار کے قدموں کے بھی آثار ہیں
شکر خالق ہم درِ سرکار پر تنہا نہیں
آسماں والے بھی استادہ پسِ دیوار ہیں
آسماں والوں کی کُل اوقات دیکھی ہے یہیں
گھر میں نوکر ہیں تو دروازہ پہ چوکیدار ہیں

یہ بھی ہے سرکار کے گھر کا اک ادنیٰ معجزہ
اس گھرانے میں سبھی سرکار ہی سرکار ہیں
کیا کہوں سرکار کی عظمت کی منزل ہے کہاں
اِن پہ جو قربان ہیں وہ حیدرِ کرار ہیں
گو بظاہر قبر اقدس پر نہیں جلتا چراغ
غور سے دیکھو تو پھر انوار ہی انوار ہیں
ہم نے دیکھا ہے مدینہ میں قیامت کا سماں
سنتے تھے اک دوسرے کے پاس نور و نار ہیں
قبر تک جانے کی پابندی سے چلتا ہے پتہ
کچھ پرانی دشمنی کے آج تک آثار ہیں
ہے اِسی شہر مدینہ میں وہ میدانِ احد
کوہ پر جس کے بڑے اصحاب کے آثار ہیں
مسجدیں تو ہیں بہت میدان خندق میں مگر
فاتح اعظم فقط اک حیدر کرار ہیں
ہم سے پہلے کیوں نہ آجاتے مدینہ میں کلیم
اک زمانے سے وہ ان کے طالب دیدار ہیں

مقام مصطفےٰ

بلند ہوتا نہ کیسے مقام احمدؐ کا
اَحَدُ کے نام سے نکلا ہے نام احمدؐ کا
فلک نے رکھا ہے نعلین پاک کو سر پر
کیا ہے عرش نے یوم احترام احمدؐ کا
بشر زمیں پہ ملک رک گیا ہے سدرہ پر
خدایا تو ہی بتا اب مقام احمدؐ کا
اب اس سے بڑھ کے بشر کا عروج کیا ہوگا
ہوا ہے عرش خدا پہ قیام احمدؐ کا
تھا نور فاطمہؑ زہرا وسیلہ معراج
بلا سبب نہ تھا در پر سلام احمدؐ کا
وہ پھینکے سنگ تو اللہ مَارَمَیْتَ کہے
خدا کا ہو گیا جو بھی تھا کام احمدؐ کا

زمیں پہ دینِ خدا کس طرح نہ ہو قائم
نظام، حق کا ہے اور انتظام احمدؐ کا
قدم کو مہرِ نبوت پہ ملتی ہے معراج
بنے تو کوئی حقیقی غلام احمدؐ کا
امیں نہ ہوتا اگر عرشِ کبریا کا کلیم
تو ہوتا آج یہ قرآں کلام احمدؐ کا

قطعہ

بیٹھو نبیؐ کے پاس جو فرمان چاہیے
جاؤ علیؑ کے پاس جو ایمان چاہیے
آواز دے رہا ہے جہاں کو مرے صیام
زہراؑ کے گھر میں آؤ جو قرآن چاہیے

نعت مصطفےٰ

جہاں میں وہ ازل کے حُسن کا آئینہ دار آیا
کہ جس کو دیکھ کر خود خالقِ اکبر کو پیار آیا
حَسیں ایسا کہ اُس کے حُسن پر یوسف بھی ہو قرباں
اُسی کے عکسِ رُخ سے حُسنِ یوسف پر نکھار آیا
وہ جس کی زندگی تھی اک نمونہ حُسنِ سیرت کا
وہ جس کی بندگی سے بندگی کا اعتبار آیا
فرشتے اب اُسی کے نام کی تسبیح پڑھتے ہیں
وہ بن کر اُس کمالِ حُسن کا آئینہ دار آیا
گئے تھے جستجو میں جس کی کوہِ طور تک موسیٰ
مدینہ میں نظر ہم کو وہ نورِ کردگار آیا
زمانہ مضطرب تھا آدمیت محوِ گریہ تھی
وہ آیا تو جہاں کی بے قراری کو قرار آیا

سمجھ کر خاکِ پا ہم نے بنایا آنکھ کا سُرمہ
مدینہ کی طرف سے جب کبھی اُڑ کر غبار آیا

فلک پر کاش کوئی عیسیِ دوراں سے کہدیتا
وہ جس کا مدتوں سے آپ کو تھا انتظار آیا

ہوا محسوس جیسے آیا ہوں معراج سے واپس
مدینہ میں کبھی دو چار لمحہ گر گذار آیا

کسی محفل میں جب بھی آیا ذکر جلوۂ خالق
زباں پر نامِ محبوبِ خدا بے اختیار آیا

قطعہ

دنیا میں جب علیؑ کا دل و جان آگیا
سمجھو بشر کی شکل میں ایمان آگیا
ہونا تھا نبیؐ پہ بعد میں آیات کا نزول
اور فاطمہؑ کی گود میں قرآن آگیا

مِعراج

اتنا شرف ہی کافی ہے اس رات کے لئے
یہ رات تھی خدا کی ملاقات کے لئے

سوچو وہ ذات ہوگی بھلا کس قدر بلند
تخلیقِ کائنات ہو جس ذات کے لئے

اللہ نے بچا کے رکھا نورِ فاطمہؑ
معراج میں رسولؐ کی سوغات کے لئے

نامِ رسولؐ نقش کرو اپنے قلب پر
تعویذ یہ ضروری ہے آفات کے لئے

قربانی رسولؐ نے ثابت یہ کر دیا
دیتے ہیں جان اہلِ شرف بات کے لئے

صد شکر جب سے کی ہے غلامی رسولؐ کی
ملتا نہیں ہے وقت خرافات کے لئے

انعام کا تو اہل نہیں ہے مگر کلیم
آیا ہے آل پاک کی خیرات کے لئے

قطعہ

زہرا کے گھر پہ زیست کا سامان چاہیے
جبریل جیسا خادم و دربان چاہیے
پیوند کو اگر کبھی ہو ضرورت لباس کی
درزی کے بدلے خلد کا رضوان چاہیے

پتھر

جب بھی ظالم نے کبھی ہم پہ اٹھایا پتھر
بن گیا رحمت معبود کا سایہ پتھر
حق نے جب چاہا تو ایسا بھی بنایا پتھر
ہوگیا رتبہ میں تاجوں سے بھی بالا پتھر
کون کہتا ہے کہ ہوتا نہیں گویا پتھر
دست مرسل پہ تو پڑھ سکتا ہے کلمہ پتھر
شق دیوار حرم ہے مرے دعویٰ کا ثبوت
خوب پہچانتا ہے اپنا پرایہ پتھر
نسبت حق نے بنا ڈالا ہے خالق کا حرم
ورنہ تھا مکہ کا یہ سارا علاقہ پتھر
ہاجرہ سے کوئی پتھر کی کرامت پوچھے -
ایک قطرہ کے عوض دیتا ہے چشمہ پتھر

سر اٹھائے نہ بھلا کیسے صفا اور مروہ
بن گیا حق کی کرامت کا نمونہ پتھر
مسئلہ تھا کہ اٹھے کس طرح دیوار حرم
بہر امداد نبی خلد سے آیا پتھر
پھر حفاظت کے لئے آیا جو غیبی لشکر
وہ بھی ہتھیار کوئی لایا تو لایا پتھر
سارے عالم کے مصلیٰ کا شرف پاتا ہے
رکھتا ہے سینہ پر جب نقش کف پا پتھر
کیسے اسلام نبیؐ بنتا نہ پتھر کی لکیر
منبر اوّلِ اسلام بنا تھا پتھر
پھینکتا تھا کوئی کافر جو نبیؐ کی جانب
اصل میں عقل پر کفّار کی پڑتا پتھر
شرط بس یہ ہے کہ ہو سنگ در پاک رسولؐ
کیا تعجب ہے کہ ہو قابل سجدہ پتھر
کی جو غداری نبیؐ سے تو یہ پائی ہے سزا
بن گئے تینوں ہی شیطان سراپا پتھر

وقت پڑنے پہ امامت کی گواہی دیدے
چشم تاریخ نے دیکھا ہے اک ایسا پتھر
چشم ایماں نے اک ایسی بھی کرامت دیکھی
قطرہ آب سے پیدا ہو چمکتا پتھر
چومتا ہے کبھی انسان اسی پتھر کو
لب انساں کو کبھی دیتا ہے بوسہ پتھر
کبھی کچھ لوگ بنا دیتے ہیں جب اس کو خدا
صرف بن جانے پہ دوزخ میں ہے جلتا پتھر
دیکھنے میں یہ پہاڑوں پہ نظر آتا ہے
پھر بھی ہوگا نہیں انسان سے اونچا پتھر
اپنے دامن کے خزانوں سے یہ بنتا ہے غنی
بخل کرتا ہے تو کھاتا ہے ہتھوڑا پتھر
داستاں جنگ احد کی نہ مورخ بتلائیں
غور سے سنئے سنائے گا یہ قصہ پتھر
جبکہ ساتھی کوئی میداں میں نہیں رکتا ہے
دل سے دیتا ہے پیمبر کو سہارا پتھر

قصائد و منقبت

غرق بیٹا ہوا کشتی سرِ جودی ٹھہری
دیتا ہے اہلِ سفینہ کو ٹھکانا پتھر

اصل نسبت ہے نہیں رنگ کی قیمت کوئی
بوسہ دینے کا سزاوار ہے کالا پتھر

کام آجاتی ہے سینہ کی حرارت یونہی
جیسے چنگاری سے کرتا ہے اُجالا پتھر

سنگِ اسود کو مسلماں کہے بے سود و زیاں
اس جسارت کا بھی لے گا کبھی بدلہ پتھر

پیروِ آلؑ نہ کیوں قبلہ و کعبہ بن جائے
بیت سے مل کے جو بن جاتا ہے قبلہ پتھر

چند لوگوں نے پہاڑوں کو بھی بدنام کیا
کیوں نہ تا حشر پڑھے ان کا پہاڑہ پتھر

کیوں نہ پتھر کے کرامات بیاں کرتا کلیمؔ
راس آتا ہے کلیمی کو ہمیشہ پتھر

مدح مولائے کائنات

اگر شاعر کوئی مداح حیدر ہو نہیں سکتا
تو پھر فردوس میں اس کا کوئی گھر ہو نہیں سکتا
نہیں کہتا بشر دنیا سے برتر ہو نہیں سکتا
مگر نفس خدا سے کوئی بہتر ہو نہیں سکتا
تعجب کیا جو کوئی مثل حیدر ہو نہیں سکتا
کہ قطرہ تو سمندر کے برابر ہو نہیں سکتا
جو جسم بانی اسلام کا سر ہو نہیں سکتا
وہ بنت احمدؐ مرسل کا ہمسر ہو نہیں سکتا
اگر بنت رسولؐ کبریا جزء رسالت ہے
تو پھر نا اہل داماد پیمبرؐ ہو نہیں سکتا
یہ کہہ کر ہم نے ٹھوکر ماردی ارباب دنیا کو
غلام مرتضیٰ غیروں کا نوکر ہو نہیں سکتا

جناب میثم تمار نے اپنایا تھا جس کو
خدا شاہد ہے اس سے اونچا منبر ہو نہیں سکتا

شب ہجرت کے افسانہ سے ہم اتنا ہی سمجھے ہیں
کہ ہر اک راکب دوش پیمبر ہو نہیں سکتا

وہ جس کی آنکھ میں آجائیں آنسو سانپ کے ڈر سے
وہ یار غار ہو سکتا ہے حیدرؑ ہو نہیں سکتا

جو جھوٹوں پر نہ کر سکتا ہو لعنت. بر سر میداں
صحابی ہو تو ہو نفس پیمبر ہو نہیں سکتا

جو دنیا میں پلا سکتا نہ ہو قاتل کو بھی شربت
بروز حشر وہ ساقی کوثر ہو نہیں سکتا

کسی کرار کو دیدیں علم اسلام کا حضرت!
کہ اب ان بزدلوں سے فتح خیبر ہو نہیں سکتا

یہ دست حیدرؑ کرار کی تاثیر تھی ورنہ
در خیبر گل تر سے سبک تر ہو نہیں سکتا

طواف خانہ کعبہ کریں مولود سے ہٹ کر
تکلف برطرف ہم سے یہ چکر ہو نہیں سکتا

میرا علیؑ

ہے بظاہر خانہ زاد کبریا میرا علیؑ
اصل میں ہے دہر کا قبلہ نما میرا علیؑ

جبکہ ہے اس کا زچہ خانہ ہدیٰ للعالمین
کیوں نہ ہوتا دو جہاں کا رہنما میرا علیؑ

ذوالعشیرہ سے غدیر خم کا رشتہ دیکھئے
ابتدا میرا علیؑ ہے انتہا میرا علیؑ

خانہ کعبہ سے لے کر پردۂ اسرار تک
جلوہ گر ہے سلسلہ در سلسلہ میرا علیؑ

غیر ممکن ہے کہ ٹوٹے زندگی میں اُسکی آس
دہر میں بن جائے جس کا آسرا میرا علیؑ

ہم نے مانا جنگ میں تھے سیکڑوں مرد جواں
سب فتی تھے۔ صرف تھا اک لافتیٰ میرا علیؑ

جس کی عظمت پر ہزاروں تختِ شاہی ہوں نثار
دے گیا اسلام کو وہ بوریہ میرا علیؑ

کون لا سکتا ہے دنیا میں بھلا اس کا جواب
جو بزیرِ تیغ، سجدہ کر گیا میرا علیؑ

تا ابد دینِ رسولِ حق رہے گا سرخرو
اس قدر اسلام کو خوں دے گیا میرا علیؑ

سر کٹا سکتا ہے لیکن سر جھکا سکتا نہیں
کر نہیں سکتا کبھی ایسی خطا میرا علیؑ

مرضیٔ حق کی دعائیں کام آسکتی نہیں
ہو گیا گر اے مسلماں تو خفا میرا علیؑ

حاکم شامی کا کچھ نام و نشاں ملتا نہیں
زندہ جاوید لیکن ہو گیا میرا علیؑ

میرے اس دعویٰ کا شاہد ہے کلیم کبریا
ہے اندھیرا شام اور نورِ خدا میرا علیؑ

مدح مولائے کائنات

خدا کے گھر کا یہ منظر بھی کیسا کیف پرور ہے
نبیؐ کعبہ کے باہر ہے وصی کعبہ کے اندر ہے

مرے مولا سدا یوں اوج پر اپنا مقدر ہے
جہاں سرکار کا در ہے وہیں اپنا جھکا سر ہے

عجب کیا ہے اگر افلاک سے اونچا ترا گھر ہے
یہاں رضوان درزی ہے یہاں جبریل نوکر ہے

جہاں آیات نازل ہوں وہ مولا آپ کا گھر ہے
نبیؐ بہر سلام آئیں جہاں وہ آپ کا در ہے

علیؑ کو کر کے پیدا اپنے گھر میں کہدیا حق نے
مبارک ہو مرے بندے مرا گھر تھا ترا گھر ہے

ولادت قسمتی سودا ہے اس میں بس نہیں چلتا
علیؑ پیدا ہوئے کعبہ میں یہ اُن کا مقدر ہے

عبادت اور ضیافت کا ہوا ہے فرق یوں روشن
جو ہے سب کے لئے دیوار، مہماں کے لئے در ہے

برہمن نے سجایا طاق کعبہ میں خدا کہہ کر
علیؑ نے توڑ کر اس طرح پھینکا جیسے پتھر ہے

لسان اللہ کے معنی حرم میں یوں ہوئے روشن
جو قرآں ہے نبیؐ کے دل میں وہ حیدر کے لب پر ہے

وہ عیسیٰؑ ہے کرے جو مہد میں انجیل کا دعویٰ
سنا دے جو صحیفے سب اُسی کا نام حیدر ہے

لیکن جب مٹھیاں حیدر کی اک محشر ہوا برپا
ہیں اس دعویٰ کے دو شاہد یہ اژدر ہے وہ خیبر ہے

علیؑ کو دیکھ کر دوش نبیؐ پر سب پکار اٹھے
شجر وہ ہے ثمر یہ ہے - نبیؐ تن ہے علیؑ سر ہے

عدالت پر علیؑ کی کلۂ اژدر بھی ہے شاہد
کئے ہیں اس طرح ٹکڑے کہ ہر ٹکڑا برابر ہے

— ابو طالبؑ! مسلماں جب حرم کے آج ہیں خادم
خدا کا شکر ہے وہ بھی تمہارے لال کا گھر ہے

— طوافِ بیت کرتے ہیں مکیں سے دور رہتے ہیں
طواف اس کو نہیں کہتے ہیں یہ قسمت کا چکر ہے

بشر کا کل شرف ہے با، بسم اللہ کا صدقہ
الگ ہو جائے اس با سے تو انساں کچھ نہیں شر ہے

کلیمؔ اپنے عقیدہ میں علیؑ ہیں باپ امت کے
ہمیں یہ فخر ہے کعبہ ہمارے باپ کا گھر ہے

یوں مرتضیٰؑ تھے احمدؐ مختار کی جا
ہر دار جیسے ہوتا ہے کردار کی جا

قطعہ

الزام ضعف صلح حسنؑ پر محال ہے
اس کو ملی ہے حیدرِ کرار کی جگہ

مدحِ مولائے کائنات

ہم سے مت پوچھئے حیدرؑ کی جلالت کیا ہے
آپ بتلائیے کعبہ میں ولادت کیا ہے
غیر معصوم کو بھی آپ بناتے ہیں امام
یہ تو بتلائیے اللہ کی سیرت کیا ہے
ہم سے مت کہئے نبیؐ سے سرِ میداں کہئے
یا علیؑ کہنے کی سرکار ضرورت کیا ہے
ہم سے کہتے ہیں کہ ہم آلؑ سے الفت نہ کریں
یہ تو فرمائیے پھر اجرِ رسالت کیا ہے
آج تک کرتے ہیں سب مولدِ حیدرؑ کا طواف
دیکھ لی ہم نے مسلماں کی حقیقت کیا ہے
خادمِ مولدِ حیدر رہیں سلاطینِ جہاں
اب کھلا راز کہ حیدرؑ کی جلالت کیا ہے

نسبتوں سے جو زمانے میں بنے تھے حاکم
وہ بھی اب پوچھتے ہیں ہم سے کہ نسبت کیا ہے
جن کو سرکار نکالیں انھیں ہم سر پہ بٹھائیں
یہ بھی سنت ہے تو فرمائیے بدعت کیا ہے
کم نگاہو! ابوطالب جو نہیں ہیں مومن
ان کے فرزند کی کعبہ میں ولادت کیا ہے
خانۂ حق میں بھی مل جائے ولادت کا شرف
یہ نہیں ہے جو فضیلت تو فضیلت کیا ہے
دشمنی آلؑ سے کی ہے تو ملا ہے یہ طوق
شیخ جی خوب سمجھتے ہیں کہ لعنت کیا ہے
چند آیاتِ خدا، چند احادیثِ رسولؐ
اس تلاوت کے سوا اور مری مدحت کیا ہے

علیؑ سے گر رابطہ نہیں ہے

علیؑ نبیؐ سے جدا نہیں ہے نبیؐ علیؑ سے جدا نہیں ہے
علیؑ سے گر رابطہ نہیں ہے نبیؐ کا بھی آسرا نہیں ہے
نہیں علیؑ کا اگر سہارا تو کام کوئی بنا نہیں ہے
کہ دو جہاں میں سوا علیؑ کے کوئی بھی مشکل کشا نہیں ہے
یہ رازِ قدرت ہے اے نصیری مگر کسی سے چھپا نہیں ہے
خدا خدا ہے مگر علیؑ ہے علیؑ علیؑ ہے خدا نہیں ہے
جہاں نبوت کی انتہا ہے وہیں پہ ہے ابتدائے حیدر
جہاں پہ حیدرؑ کی انتہا ہو وہاں کوئی ابتدا نہیں ہے
علیؑ ہے مختار مرضی رب یہ کہہ دو ہر طالب رضا سے
دعا سے پہلے یہ دیکھ لینا کہیں علیؑ تو خفا نہیں ہے

نبیؐ کی گودی میں پڑھ کے قرآن علیؑ نے دنیا کو یہ صدا دی
دیا ہے میں نے جہاں کو قرآن مگر کسی سے لیا نہیں ہے
نزولِ قرآں سے پہلے قرآن علیؑ سے سب نے سنا ہے لیکن
علیؑ وہ قاری ہے جس نے قرآن رسولؐ سے بھی سنا نہیں ہے
وہ جس کا نفس رسولؐ حق سے نہیں ہے دنیا میں کوئی رشتہ
وہ لاکھ عاشق ہو مصطفیٰؐ کا مگر کوئی فائدہ نہیں ہے
جدار کعبہ نے دیدیا ہے جناب بنت اسد کو رستہ
یہ میزبانی کا اک طریقہ ہے یہ کوئی حادثہ نہیں ہے
سنا ہے بوڑھے بھی رو دیے ہیں جہاں بھی دیکھا ہے سانپ کوئی
وہ ایک بچہ تھا مہد میں بھی جو اژدہے سے ڈرا نہیں ہے
کلیم سے کہہ دو آکے دیکھیں خدا کے گھر میں خدا کا جلوہ
یہ جلوہ جلوہ ہے کبریا کا مگر یہ جلوہ خدا نہیں ہے

مشکلکشا تم ہو

مرے مولا خدا شاہد زمانے سے جدا تم ہو
کبھی نفسِ نبیؐ تم ہو کبھی نفسِ خدا تم ہو
جہاں کوئی نہ کام آئے وہاں حاجت روا تم ہو
دلِ مخلص سے جو نکلے وہ راتوں کی دعا تم ہو
اسے طوفاں کا کیا ڈر ہے کہ جس کا آسرا تم ہو
سفینہ اس کا کیا ڈوبے کہ جس کے ناخدا تم ہو
بچایا ہے نبیوں کو پڑھایا ہے فرشتوں کو
زمیں و آسماں دونوں ہی کے مشکلکشا تم ہو
نظر دونوں اٹھی تھی کوئی سنبھلا کوئی بہکا
ہمارے ناخدا تم ہو نصیری کے خدا تم ہو
تمہاری شان میں آیا کبھی سورہ کبھی آیہ
ولیِ انّما تم ہو سخیِ ہل اتیٰ تم ہو

صدا اسلام کی پھیلی تمہارے دم سے دنیا میں
وہ کیسے بے نوا ہوگا کہ جس کے ہمنوا تم ہو
نہ جانے کیا وہ سمجھے تھے نہ جانے تم نے کیا دیکھا
محمدؐ تھے فدا تم پر محمدؐ پر فدا تم ہو
نبیؐ محبوبِ خالق تھے تو تم مطلوب ہو اُس کے
محمد مصطفیٰؐ وہ تھے علیؑ مرتضیٰ تم ہو
تمہیں مانگا پیمبرؐ نے تمہیں چاہا ہے خالق نے
پیمبرؐ کی دعا تم ہو خدا کا مدعا تم ہو
تمہارا کیا تقابل دشمنوں سے اے معاذاللہ
جفا وہ تھے وفا تم ہو خطا وہ تھے عطا تم ہو
دعائیں مانگتے تھے وہ خریدا تم نے ہجرت میں
طلب گارِ رضا وہ تھے خریدارِ رضا تم ہو
پلانا شربتِ دیدار وقتِ نزع اے مولا
سنا ہے یہ کہ دردِ لا دوا کی بھی دوا تم ہو
کلیمِ بے نوا سوئے جہنم جا نہیں سکتا
اُدھر جائے گا وہ کیسے کہ جس کے رہنما تم ہو

نفس پیمبرؐ کا جواب

یوں تو ہے ممکن ہر اک بہتر سے بہتر کا جواب
پر نہیں ممکن کہیں نفسِ پیمبرؐ کا جواب

مرتضیٰؑ ہیں نفسِ پیغمبرؐ بقولِ کبریا
ان کا ہوگا مثل جو ہوگا پیمبرؐ کا جواب

جب نہیں ممکن ہے کوئی بیت داور کی مثال
ہوگا کیسے خانہ زادِ بیت داور کا جواب

اس لئے قدرت نے گودی میں نبیؐ کی دیدیا
کہہ نہ دے کوئی ۔ یہ ہے اس کے برابر کا جواب

مرتضیٰ کے سارے گھر کا ایک ہی کردار ہے
پھول سے دیتے ہیں اس گھر والے پتھر کا جواب

جس پہ قدرت خود ابھارے نقشِ پائے بوتراب
سنگِ اسود بھی نہیں ہے ایسے پتھر کا جواب

جنگ میں اسلام رہتا تھا ہمیشہ مطمئن
اک سپاہی ہے جو ہے اک پورے لشکر کا جواب

خانہ کعبہ اُدھر ہے مسجد کوفہ اِدھر
مثل گھر والے کا ممکن ہے نہ ہے گھر کا جواب

صبح کے ہنگام یوں دی نفس احمدؐ نے اذاں
حشر تک ہوگا نہ اِس اللہ اکبر کا جواب

وہ تہِ شمشیر سجدہ کیوں نہ ہوتا بے مثال
مثل کیا سجدہ کا ہوگا جب نہیں سر کا جواب

مسجد کوفہ کو دیکھیں کیوں نہ حیرت سے کلیم
نورِ سجدہ بن گیا مہر منور کا جواب

علیؑ کی الفت

مصطفٰؐ سے الفت ہے آل سے عداوت ہے
اس کی ویسی سیرت ہے جس کی جیسی فطرت ہے

اصل سے محبت ہے نفس سے عداوت ہے
کون جانے یاروں کی کونسی شرافت ہے

آؤ ہم بتائیں گے کیا علیؑ کی الفت ہے
نفس کی شرافت ہے نسل کی علامت ہے

کوئی کفر کے گھر میں کوئی خانۂ حق میں
منزل ولادت بھی اپنی اپنی قسمت ہے

گر علیؑ کی مدحت بھی کوئی جرم ہے یارو
ان کے مدح خوانوں میں کس لئے مشیت ہے

اس کو کہتے ہیں سورت اس کو کہتے ہیں آیت
یہ علیؑ کی صورت ہے وہ علیؑ کی سیرت ہے

ہر قدم پہ ملتے ہیں لاکھوں قاری قرآں
پر نزول سے پہلے ایک ہی تلاوت ہے

حق تو یہ ہے یہ سب کچھ اس کے گھر کا ہے صدقہ
جس کا نام کوثر ہے جس کا نام جنّت ہے

کیوں نہ اُس کی ہستی پھر مرکز فضائل ہو
جبکہ نام نامی بھی مستقل فضیلت ہے

کس بشر سے ممکن ہے اُس کے اوج تک جانا
جبکہ اس کے قدموں میں خاتم نبوت ہے

جس کو دیکھ کر اکثر رو دیے ہیں بوڑھے بھی
اس کو کر دیا ٹکڑے یہ علیؑ کی طاقت ہے

کارزار ہستی میں رزم حق و باطل میں
اس کے نام نامی کی آج بھی ضرورت ہے

بزم کُل منور ہے میرے اک قصیدہ سے
مرتضیٰ کا صدقہ ہے اپنی جو بھی عزّت ہے

در نیا

کھولنا تھا باب فضلِ حیدرِ صفدر نیا
اس لئے حق نے بنایا اپنے گھر میں در نیا

جو بناتے رہتے ہیں ہر روز اک رہبر نیا
کیا تعجب گر بنا لیں کوئی پیغمبرؐ نیا

دل میں بت رکھ کر یہ کرتے ہیں طواف بیت حق
شیخ صاحب روز لے آتے ہیں اک چکر نیا

کب جواں ہو سکتا ہے تعریف سے پیر کہن
کوئی ملبوسِ کہن ہوتا نہیں دُھل کر نیا

مدتوں سے کرتے ہیں ہم ایک ہی گھر کا طواف
عاشق حیدرؑ نہیں رکھتے کوئی چکر نیا

سیکڑوں برسوں سے ہے اک سنگ اسود محترم
روز جنت سے نہیں آتا کوئی پتھر بنا

اک نئے انداز سے ہونا تھا اعلان شرف
اس لئے حق نے بنایا گھر کے اندر گھر نیا

جب بناتے ہیں مسلماں روز تازہ اہلبیتؑ
کیوں بنا لیتے نہیں تطہیر کا اک گھر نیا

اس صحیفہ میں تو ہے ہر گام پر ذکر علےؑ
کہہ دو لائے کوئی مصحف دشمن حیدر نیا

کی صحیفوں کی تلاوت مصطفےٰ کی گود میں
یا علیؑ نے کھولا ہے اعجاز کا دفتر بنا

کوئی چکی پیستا ہے کوئی لاتا ہے لباس
خانۂ حیدرؑ میں دیکھا روز اک نوکر نیا

شکر خالق ہے سلامت فاتح خیبر کا لال
کہہ دو دنیا سے بنائے پھر در خیبر نیا

حیدر صفدر کا ہر وارث ہے حیدرؑ کی طرح
شک اگر ہے تو لاؤ کلۂ اژدر نیا

روز ہم لکھتے ہیں مدح مرتضیٰؑ میں ایک بیت
روز کھلتا ہے ہمارے واسطے اک در نیا

علیؑ ہے بندہ

قسم خدا کی علیؑ ہے بندہ مگر اُسی کا جو لامکاں ہے
علیؑ کا چرچا وہاں وہاں ہے خدا کی دنیا جہاں جہاں ہے

اِدھر ہے دوشِ رسولؐ برحق اُدھر ہے عرشِ خدا کا پردہ
علیؑ کا جلوہ نظر نظر ہے کہیں عیاں ہے کہیں نہاں ہے

سکوں ملا ہے دلِ نبیؐ کو یہ دیکھ کر عرشِ کبریا پہ
وہی ہے میرے علیؑ کا لہجہ جو میرے معبود کی زباں ہے

علیؑ کا مل جائے گر سہارا تو مصحفِ حق بھی بولتا ہے گویا
علیؑ زباں کو جو بند کر لیں تو مصحفِ حق بھی بے زباں ہے

ہر ایک سورت میں اُس کی صورت ہر ایک آیت میں اس کی آیت
وہ جس کو کہتے ہیں حق کا قرآں علیؑ کی سیرت کی داستاں ہے

حریمِ ارضِ حرم سے لے کر فرازِ دوشِ رسولؐ حق تک
وہ جس جگہ بھی قدم جما دے زمیں نہیں ہے وہ آسماں ہے

نہ عرش خالی نہ فرش خالی یہ نورِ اقدس بھی لامکاں ہے
یہاں علیؑ ہے وہاں نبیؐ ہے نبیؐ یہاں ہے علیؑ وہاں ہے

اُدھر ہیں بس کبریا کی باتیں اِدھر ہے لہجہ خدا کا لہجہ
علیؑ کو جو مرتبہ ملا ہے کلیم کا وہ شرف کہاں ہے

قطعہ

ہم جانتے ہیں دین میں کردار کی جگہ
رکھتے نہیں صلح کو بیکار کی جگہ
نوکِ قلم سے کاٹتے ہیں شہرِ ستم
ہم جب قلم اٹھاتے ہیں تلوار کی جگہ

مدحِ علیؑ

صاف یوں مدحِ علیؑ کا راستہ ہونے کو ہے
خود کتابِ حق بھی اب مدحت سرا ہونے کو ہے

اس طرف بندوں کی مدحت اُس طرف مدحِ خدا
فرش سے تا عرش مدحِ مرتضیٰ ہونے کو ہے

کہہ کے یہ آئی ہے کعبہ کے قریب روحِ خلیل
آج ممنونِ اثر میری دعا ہونے کو ہے

جس کے باعث ہو گیا معمارِ کعبہ ابراہیم
آج وہ جانِ حرم جلوہ نما ہونے کو ہے

بت شکن تھا میں تو میرا لال بھی ہے بت شکن
دیکھ لینا اب بتوں کا خاتمہ ہونے کو ہے

کر دیا تھا ظالموں نے بیتِ حق کو بت کدہ
بت کدہ پھر آج سے بیتِ خدا ہونے کو ہے

جیسے بیتِ حق سے مریم کا ہوا تھا خارجہ
ویسے ہی گھر میں کسی کا داخلہ ہونے کو ہے

اب کریں گے شوق سے جن و بشر اس کا طواف
اب بتوں سے پاک بیتِ کبریا ہونے کو ہے

حشر تک قائم رہے گا اُس امامت کا نظام
بیتِ حق سے آج جس کی ابتدا ہونے کو ہے

تا بہ کے اللہ کے گھر پر یہ قبضہ تا بہ کے
ایک دن تو غاصبوں کا فیصلہ ہونے کو ہے

مدحِ مولائے کائناتؑ

شرف یہ خاص تھا دنیا میں بس علیؑ کے لئے
کہ جان دی ہے تو ایماں کی زندگی کے لئے

بزیرِ تیغ بھی سر خم ہو بندگی کے لئے
یہی ہے منزلِ معراج آدمی کے لئے

شرف نہ کیسے شہادت ہو آدمی کے لئے
یہ موت ایک وسیلہ ہے زندگی کے لئے

خدا کے گھر میں ہو پیدا خدا کے گھر میں شہید
یہ ربطِ خاص مقدر تھا بس علیؑ کے لئے

صدا یہ دیتا ہے کعبہ کا ربط کوفہ سے
نبیؐ علیؑ کے لئے ہیں علیؑ نبیؐ کے لئے

خدا کے گھر میں اٹھی اک قیامتِ کبریٰ
جھکا جو فرقِ علیؑ حق کی بندگی کے لئے

وہ اک چراغ بھی کوفہ میں ہو گیا خاموش
جلا تھا کعبہ میں جو حق کی روشنی کے لئے

سبب یہ تھا کہ تھے استادِ جبرئیل علیؑ
وگرنہ روتے ہیں جبریل کب کسی کے لئے

مٹی کو اتنا ارفع و اعلیٰ بنا دیا
نقشِ قدم کو صورتِ کعبہ بنا دیا

قطعہ

کل جس زمیں کو کہتے تھے صحرائے کربلا
اس کو بھی کربلائے معلّٰی بنا دیا

حیدرؑ کی تلوار

یہ سچ ہے کہ مذہب میں حق کا اقرار نہیں تو کچھ بھی نہیں
لیکن یہ سمجھ لو باطل کا انکار نہیں تو کچھ بھی نہیں

کچھ لوگ سمجھتے ہیں دیں میں گفتار نہیں تو کچھ بھی نہیں
اپنا یہ عقیدہ ہے لیکن کردار نہیں تو کچھ بھی نہیں

جس طرح خلیفہ بنتے تھے ممکن ہے نبی بھی بن جائیں
جب دین خدا میں منصب کا معیار نہیں تو کچھ بھی نہیں

مانا کہ یہ مذہب پھیلا ہے اخلاق پیمبرؐ سے لیکن
میدان وغا میں حیدرؑ کی تلوار نہیں تو کچھ بھی نہیں

خیبر میں یہ سب نے دیکھ لیا جب دین کا علم حیدرؑ کو ملا
فرار ہوں کتنے ہی لیکن کرار نہیں تو کچھ بھی نہیں

میداں سے جو کل تک بھاگے تھے وہ آج بھی سب سے آگے تھے
کہتی تھی نگاہِ پیغمبرؐ حق دار نہیں تو کچھ بھی نہیں

مسجد میں لاکھ نمازی ہوں میدان میں ہزاروں غازی ہوں
خندق میں کل ایماں کا اک وار نہیں تو کچھ بھی نہیں

اس واسطے ساری امت کا حیدرؑ کو بنایا تھا مولا
ہو قافلہ کتنا ہی او نچا سالار نہیں تو کچھ بھی نہیں

جب بزم شرافت میں چرچا ہوتا ہے کبھی دروازہ کا
کچھ اہل نجف یہ کہتے ہیں دیوار نہیں تو کچھ بھی نہیں

اول بھی وہی اوسط بھی وہی آخر بھی وہی اور کل بھی وہی
اس نام گرامی کی یارو تکرار نہیں تو کچھ بھی نہیں

نفس پیمبرؐ

نفس پیمبرؐ۔ فاتح خیبر جس کو ترا عرفان نہیں
لاکھ کہے اپنے کو مسلماں اس کا کوئی ایمان نہیں
تو تھا سدا سرکار پہ صدقے وہ تھے سدا تجھ پر قربان
کیسے بھلا وہ ہو گا مسلماں۔ تجھ پر جو قربان نہیں
نفس خدا سے تجھ کو عداوت نفس نبی سے نفرت ہے
شیخ حرم اسلام میں تیرے جسم ہے لیکن جان نہیں
دیکھا ہر میدان وغا میں نفس پیمبرؐ کا جلوہ
جہاں نہ ہو وہ نفس پیمبرؐ کوہ ہے وہ میدان نہیں
جو نہ کرے آدمؑ کو سجدہ اس کا نام تو ہے ابلیس
جو نہ کرے خالق کی اطاعت کیا وہ کوئی شیطان نہیں
بیماری کا کر کے بہانہ قول نبیؐ کو ٹھکرایا
کاش کوئی جاہل کو بتاتا وحی ہے یہ ہذیان نہیں

کہہ کے یہ میرے مولا نے کر دئے اژدر کے ٹکڑے
میرے علاوہ حسب نسب کی اور کوئی پہچان نہیں
دشمن حیدرؑ کی بستی میں یوں تو مسلماں لاکھوں ہیں
شکر خدا اس آبادی میں کوئی بھی سلمانؓ نہیں
ہر سورت میں ان کی صورت ہر آیت میں ان کی ثنا
جس میں نہ ہو حیدرؑ کا جلوہ اور ہے کچھ قرآن نہیں
ساری فضا میں گھوم کے زہرہ آیا تری چوکھٹ پر
اس کو ترا عرفان ہے حاصل تارہ ہے انسان نہیں
وحی جو تیرے گھر میں نہ لائے وہ نہیں ہوتا روح امیں
کپڑے جو تیرے در پہ نہ لائے درزی وہ رضوان نہیں
شان خدا کی شان میں جس دم پڑھا قصیدہ محفل میں
آئی صدا اس شاعر جیسا کوئی بھی ذیشان نہیں

ثنائے مرتضیٰ

بڑی مشکل ثنائے مرتضیٰ ہے
مرے مولا کا ہے پہلا شرف یہ
بنا دیوار میں جس دم نیا در
بنا ہے اس لئے دیوار میں در
خدا کا گھر ہو یا شہر پیمبر
علیؑ سے دوسروں کو مت ملاؤ
وہاں بھی میرا مولا لا فتیٰ تھا
تمہارے گھر کا بوڑھا بھی ہے بچہ
تمہارے گھر میں اقرار جہالت
رضا کی آرزو قسمت تمہاری
ترا مولا نہیں بندہ خدا کا
فلک پر کہتے ہیں جس کو فرشتہ

قلم بھی اس جگہ جھک کر چلا ہے
کہ بیت حق زچہ خانہ بنا ہے
صدا آئی کہ یہ مشکل کشا ہے
الگ دنیا سے ان کا راستہ ہے
جہاں دیکھو "علیؑ بابہا" ہے
زمین و آسماں کا فاصلہ ہے
جہاں کا ہر سپاہی لا پتہ ہے
ہمارے گھر کا بچہ بھی بڑا ہے
ہمارے گھر سلونی کی صدا ہے
ہمارے گھر ارضا ہے
مرا مولا خریدار رضا ہے
مرا مولا نصیری کا خدا ہے
در سرکار کا وہ اک گدا ہے

ستارہ کیوں نہ آتا ان کے در پر — شرف کا راستہ پہچانتا ہے
کہاں ہے قاری قرآں علیؑ سا — نبیؐ کی گود میں قرآں پڑھا ہے
جو پلٹا سکتا ہو مغرب سے سورج — سمجھ لو اس کا ہر سجدہ ادا ہے
رجز پڑھتا ہے یوں میداں میں اگر — وہ چپ رہتا ہے اور رن بولتا ہے
جواب عقد زہرا غیر ممکن — یہ پہلا نور کا رشتہ ہوا ہے
خدا و مصطفیٰؐ کے گھر ہے شادی — کہ اس گھر کی بنی اُس کا بنا ہے
علیؑ کے لال جو بستی بسا دیں — وہاں کی خاک بھی خاک شفا ہے

انجام نصیری

چاہتے ہیں گر کمال حق کا جلوہ دیکھئے
آئیے آلِ محمدؐ کا سراپا دیکھئے
کیا ضرورت ہے کہ دنیا کا تماشہ دیکھئے
جس میں ہو معبود کا جلوہ وہ چہرہ دیکھئے
پہلے زندہ کس طرح ہوتا ہے مردہ دیکھئے
پھر کوئی کس طرح کر دیتا ہے زندہ دیکھئے
معرفت میں رکھئے انجام نصیری پر نظر
کس طرح ہو جاتا ہے نظروں کو دھوکہ دیکھئے
سب سے اونچی کونسی نعمت ملی معبود سے
سب سے منہ کو موڑیے بس سوئے کعبہ دیکھئے
دیکھنا وجہ الٰہی کا کوئی آساں نہیں
گر نہ ہو جائے نگاہِ عشق خیرہ دیکھئے

عرش تک چلئے مگر نظروں پہ رکھئے اختیار
دیکھئے مت پشتِ پردہ صرف پردہ دیکھئے

★ ★ ★ ★ ★

حضرت علی اکبرؑ

آلِ نبیؐ میں جتنے صغیر و کبیر ہیں
سب ورثہ دار زورِ شہ قلعہ گیر ہیں
بے مثل و بے جواب ہیں اور بے نظیر ہیں
اپنی جگہ پہ سب ہی جناب امیرؑ ہیں
بے تیغ جنگ جیتے تو اصغرؑ کہیں اسے
اس سے بھی ہو بزرگ تو اکبرؑ کہیں اسے

مولودِ حرم

ممکن ہے کہ بچھ جائے یارو روز ایک مصلیٰ کعبہ میں
اتنا تو بتادو کیا کوئی ہو سکتا ہے پیدا کعبہ میں

ہر جا پہ اتارے مالک نے مصحفِ صامت کے پارے
جو مصحفِ ناطق تھا اُس کو مالک نے اتارا کعبہ میں

ہے عرشِ معلّیٰ سے اونچی تقدیر تمھاری بنتِ اسد
چمکا ہے تمھاری قسمت کا نایاب ستارہ کعبہ میں

جو جس کا دُلارا ہوتا ہے وہ اس کے گھر میں آتا ہے
اس واسطے شائد آیا ہے اللہ کا پیارا کعبہ میں

مولودِ حرم کے آتے ہی یوں منھ کے بل اصنام گرے
باطل کی خدائی کا دیکھا اُلٹا ہوا نقشہ کعبہ میں

یہ خاک پہ پیشانی رکھ کر بچے نے کیا پہلا سجدہ
یا اپنی عبادت کا سکہ بچے نے جمایا کعبہ میں

کیا طور پہ رکھا ہے موسیٰؑ دیدار وہاں ہوگا کس کا
آؤ کہ خدائی جلووں کا ہوتا ہے نظارہ کعبہ میں

گو دید سے بالاتر ہے خدا لیکن یہ نظر کا دھوکہ نہیں
خالق کی قسم دیکھا ہم نے اللہ کا چہرہ کعبہ میں

تا حشر کلیم اب لگتے رہیں کعبہ کے چکر شام و سحر
قسمت سے جسے بھی ہونا تھا وہ ہو چکا پیدا کعبہ میں

مدحِ علیؑ

رہ نہیں سکتے کبھی ہم مدحِ حیدرؑ کے بغیر
دینِ حق بے جان ہے نفسِ پیمبرؐ کے بغیر
دار سے یہ میثمِ تمار دیتے تھے صدا
چھن گئے منبر تو مدحت ہوگی منبر کے بغیر

مشکلکشائی کے لئے

ہے یہی کافی مقدر کی رسائی کے لئے
چن لیا ہے باب حیدرؑ جبہ سائی کے لئے
مشکلیں جب بھی بڑھیں مجھ پر چڑھائی کے لئے
آگیا مولا مرا مشکل کشائی کے لئے
ذکر کیا کعبہ کا ہے میداں بھی ہوجاتے ہیں صاف
جب اٹھاتے ہیں قدم حیدرؑ صفائی کے لئے
جز علیؑ ملتی تو کس کو ملتی حق سے ذوالفقار
ہاتھ بھی تو شرط تھے تیغ آزمائی کے لئے
اس کو کیا ہوگی بھلا باطل خدائی سے غرض
تخت کو جو مار دے ٹھوکر چٹائی کے لئے
کیا زمیں کے آدمی اور کیا ستارے چرخ کے
سب درِ حیدرؑ پہ آئے جبہ سائی کے لئے

بے سبب دنیا نہیں قربانِ جانِ مصطفیٰؐ
کچھ ادائیں بھی ہیں لازم دلبرائی کے لئے
اُس کا بیڑا تا قیامت غرق ہو سکتا نہیں
چن لیا جس نے علیؑ کو ناخدائی کے لئے
عشقِ حیدرؑ خود بلندی کی ضمانت ہے کلیمؔ
فرش بھی ہے عرش حیدرؑ کے فدائی کے لئے

حضرت علی اکبرؑ

اتنا خدا نے بہتر و برتر بنا دیا
جانِ علیؑ شبیہ پیمبرؐ بنا دیا
اب اس سے بڑھ کے ہوگا بھلا کونسا شرف
پہلے علیؑ بنایا پھر اکبرؑ بنا دیا

مدحِ مولائے کائناتؑ

خدا کے دین میں علیؑ کا رتبہ وہ جس سے بیش نظر نہیں ہے
سمجھ لو دینِ خدا میں اس کو کسی بھی شے کی خبر نہیں ہے
بتاؤ کیا ہے علیؑ کا جلوہ یہ جلوۂ حق اگر نہیں ہے
علیؑ کا جلوہ ہے جلوۂ حق مگر جہاں کو خبر نہیں ہے
علیؑ کے رتبے پہ آپ کیا ہیں بڑوں بڑوں کی نظر نہیں ہے
علیؑ بشر ہے مگر ہے ایسا کہ ایسا کوئی بشر نہیں ہے
جہاں نہ جھک جائے قلبِ مومن وہ میرے مولا کا در نہیں ہے
علیؑ کا جس میں نہیں ہے سودا وہ مردِ مومن کا سر نہیں ہے
جو بابِ علمِ رسولِ حق پر کسی بشر کی نظر نہیں ہے
تو اُس کی قسمت میں ایسا گھر ہے کہ جس میں کوئی بھی در نہیں ہے

علیؑ کو کعبہ میں کر کے پیدا خدا نے اس کو دیا ہے قبضہ
سوائے کعبہ کے اب جہاں میں علیؑ کا کوئی بھی گھر نہیں ہے
یہی وہ مہتاب دینِ حق ہے کہ جس کے آگے [illegible] بدر نہیں ہے
جو خود ہی صبح ڈوب جائے یہ ایسا کوئی قمر نہیں ہے
نہیں ہے میدان میں آشکارا علیؑ کا کوئی بھی ہمسر نہیں ہے
تو گویا قسمت میں آدمی کی کوئی بھی فتح و ظفر نہیں ہے

علیؑ

عجیب شان یہ حق سے علیؑ نے پائی ہے
کہ خود ہیں بندہ مگر ہاتھ میں خدائی ہے
علیؑ کی تیغ جب آئی کسی کے سر کے قریب
یقین ہو گیا ظالم کو موت آئی ہے

حیدرِ کرار کے بغیر

کعبہ ہے یونہی حیدرِ کرار کے بغیر
جیسے مدینہ احمدِ مختار کے بغیر

حاجی کا ہر طواف ہے بیکار و بے اثر
مولا تمھارے سایۂ دیوار کے بغیر

ممکن نہیں کہ قوم کا بن جائے رہنما
مذہب میں کوئی عصمتِ کردار کے بغیر

مذہب میں معرکہ کا تصور محال ہے
تلوار اور حیدرِ کرار کے بغیر

کیا جانے روزِ حشر وہ جائیں گے کس طرف
چلتے نہیں جو دین میں فرار کے بغیر

مولا کے دونوں لال ہیں سردارِ باغِ خلد
جاؤ گے کیسے خلد میں سردار کے بغیر

کہتا ہے یہ زمانے سے حیدر کا بوریہ
اسلام یونہی چلتا ہے دربار کے بغیر

ممکن نہیں کہ دین کا کوئی سلسلہ کلیم
چل جائے ذکرِ حیدرِ کرار کے بغیر

حضرت علی اکبرؑ

عکسِ جمالِ مرسلِ اعظم رہے ہیں آپ
یا افتخارِ عالم و آدم رہے ہیں آپ

ہمشکلِ مصطفٰے کی ثنا کس طرح کریں
اکبرؑ کہیں امام تو ہم کیا کہیں آپ

دیدارِ خدا

بزم میں یوں ذکرِ ممدوحِ خدا ہونے کو ہے
عرش سے اونچا زمیں کا مرتبہ ہونے کو ہے

پورا ارمانِ کلیمِ کبریا ہونے کو ہے
سنتے ہیں کعبہ میں دیدارِ خدا ہونے کو ہے

ہو رہی ہے کفر کے ہر سلسلہ کی انتہا
دیں کے ایسے سلسلہ کی ابتدا ہونے کو ہے

آنے والا ہے خدا کے گھر ابو طالب کا لال
بحثِ ایمان کا مکمل فیصلہ ہونے کو ہے

آ رہا ہے بیتِ حق میں وارثِ دینِ خدا
غاصبوں سے کہہ دو ان کا خاتمہ ہونے کو ہے

گونجنے والی ہے کعبہ سے صدائے جبرئیل
سازِ باطل اب سدا کو بے صدا ہونے کو ہے

ہر صحیفہ کی تلاوت کرنے والا آ گیا
بیتِ حق سے حرفِ حق کی ابتدا ہونے کو ہے

مدحِ مولائے کائنات

جو دل میں حُبّ علیؑ بے حساب رکھتے ہیں
وہ ہر سوال کا زندہ جواب رکھتے ہیں

جنابِ شیخ کو نام علیؑ سے ہے نفرت
نہ جانے کیا دلِ خانہ خراب رکھتے ہیں

ولائے حیدرِ صفدر ہے اجرت سرکار
حضوؐر اپنا مکمل حساب رکھتے ہیں

علیؑ ہیں محوِ تلاوت نبیؐ کی گودی میں
کہ سب کتاب یہ علمِ کتاب رکھتے ہیں

ہے بے مثال نبیؐ اور علیؑ ہے اسکی مثال
ہمیں جواب ہیں لاجواب رکھتے ہیں

علیؑ کے بابِ فضیلت میں بس یہ کافی ہے
کہ یہ حرم میں الگ اپنا باب رکھتے ہیں

یہ کہہ کے ہٹ گئے جبریل بھی شبِ ہجرت
یہ حوصلہ تو فقط بوتراب رکھتے ہیں

جنابِ شیخ کو سردار تو نہ آئے نظر
مگر نگاہ میں جنت کا باب رکھتے ہیں

علیؑ کے باپ کے ایمان پہ نہ بحث کرو
کہ ہم ہر اک کے حسب کا حساب رکھتے ہیں

کلیمؑ جس کی جھلک کے تھے منتظر سرِ طور
ہم اپنے دل میں وہی آفتاب رکھتے ہیں

قصیدہ در مدح معصومۂ عالمؑ

سیکڑوں معبود ہیں لیکن خدا کوئی نہیں
انبیا لاکھوں ہیں شاہِ انبیاء کوئی نہیں
مرد میداں ہیں کروڑوں لافتیٰ کوئی نہیں
ماسوا زہرؑا کے بنت مصطفیٰ کوئی نہیں
اور اگر ہے بھی تو مثل فاطمہؑ کوئی نہیں

خانۂ زہرؑا ہے وہ دُرہائے عصمت کا صدف
ہے جہاں لعل یمن کوئی کوئی درِ نجف
ایک ہی سب کی روش اور ایک ہی سب کا ہدف
سچ تو یہ ہے اس طرح کا ذی شرف بیت الشرف
سلسلہ در سلسلہ کوئی نہیں

اس گھرانے میں سبھی عصمت کے سانچے میں ڈھلے
شیر عصمت سے بڑھے آغوش عصمت میں پلے

حکم خالق پر اٹھے راہِ مشیت پر چلے
رفعت کونین کیوں رہتی نہ قدموں کے تلے
ہے یہی وہ گھر جہاں چھوٹا بڑا کوئی نہیں

عظمت بنت نبیؐ میں بحث ہے کارِ فضول
فروعِ دیں اعمال ان کے ان کی باتیں ہیں اصول
غازہ روئے ملائک آپ کے قدموں کی دھول
مدح کرتا ہے خدا تعظیم کرتے ہیں رسولؐ
اس سے بڑھ کر دو جہاں میں مرتبہ کوئی نہیں

گرچہ کچھ آسان نہ تھا باغ فدک کا مرحلہ
پھر بھی زہرؑا کی نظر میں تھا فقط اک مسئلہ
ٹوٹ جائے روزِ اول کفر کا ہر حوصلہ
بت پرستی کا رہا باقی اگر یہ سلسلہ
ایک دن کہہ دیں گے یہ ظالم خدا کوئی نہیں

دشمنیِ فاطمہؑ کا بس یہی انجام ہے
امت اسلامیہ ہر عہد میں بدنام ہے
اب تو یہ لفظ مسلماں داخل دشنام ہے

ان مسلمانوں کے گھر میں جو بھی اب اسلام ہے
ایک الجھی ڈور ہے جس کا سرا کوئی نہیں
دیکھئے باغ جناں میں آمد زہراؑ کی دھوم
ہر طرف اہل ولا بکھرے ہوئے مثل نجوم
یہ وہ گلشن ہے جہاں چلتی نہیں بادِ سموم
دوستان فاطمہؑ کا چار جانب ہے ہجوم
اور عدوئے فاطمہؑ چھوٹا بڑا کوئی نہیں

علی اکبرؑ

شبیرؑ یہ اذان ہے اس بات کی گواہ
اسلام آل پاک پیمبرؐ کے ساتھ ہے
تنہا نہیں ہے آپ کا اکبرؑ اذان میں
اللہ خود بھی آپ کے اکبرؑ کے ساتھ ہے

عید

حیات وقف ہو خالق کی بندگی کے لئے
تو ہر زمانہ ہے اک عید آدمی کے لئے
لباس خلد سے آئے نبیؐ بنے ناقہ
یہ عید خاص تھی بس دلبر علیؑ کے لئے
یہ امتیاز تھا بس دلبران زہراؑ کا
لباس آیا نہ جنت سے پھر کسی کے لئے
ہمارے واسطے اب سارا سال ہے عاشور
کہاں ہے عید کوئی عاشقِ علیؑ کے لئے
خدا کی راہ میں کیونکر نہ جان دیتے ہم
یہ راہ ہم نے نکالی ہے زندگی کے لئے
وہ قوم جس کو شہادت کا راز ہے معلوم
وہ بھیک مانگ نہیں سکتی زندگی کے لئے

خدا کا شکر کہ مسجد[1] میں ہم کو مارا ہے
اب اور چاہیے کیا پیروِ علیؑ کے لئے

نہیں ہے اُن کے فسانے میں کوئی بھی سرخی
جو جان دیتے نہیں حق کی بندگی کے لئے

امام باڑے نہیں اپنے شمع کے محتاج
ہمارا خون ہی کافی ہے روشنی کے لئے

غضب خدا کا کہ اب اُن کو کہتے ہیں کافر
کہ جن کا سر نہیں جھکتا کبھی کسی کے لئے

وجود اُن کا ہے دراصل اپنا ہی صدقہ
جو ہم کو مارتے ہیں اپنی زندگی کے لئے

[1] کراچی میں شیعیانِ حیدرِ کرار کے قتل سے متاثر ہو کر۔

قصیدہ در مدح جنابِ سیّدہ سلام اللہ علیہا

کہاں ممکن بھلا اُس کی ثنا ہے
کہ جس کا مدح خواں خود کبریا ہے

نہیں کچھ ہوں نہ کچھ میری ثنا ہے
قصیدہ فاطمہؑ کا ہل اتیٰ ہے

وہ عصمت جس کی مریم ابتدا ہے
اسی عصمت کی زہراؑ انتہا ہے

جہاں عورت کا جو بھی مرتبہ ہے
فقط اک بنتِ احمدؐ کی عطا ہے

وہ جس کا نام بھی خالق نے رکھا
وہ پوری صنف میں اک فاطمہؑ ہے

فلک پر جس کو کہتے ہیں فرشتہ
درِ زہراؑ کا وہ بھی اک گدا ہے

زمیں والے ہیں انجانے سے لیکن
فرشتہ فاطمہؑ کو جانتا ہے
تھے منصب دار سب چادر میں لیکن
تعارف سب کا زہراؑ سے ہوا ہے
درِ زہراؑ پہ آتا کیوں نہ رضواں
یہی جنّت کا سیدھا راستہ ہے
جسے کہتے ہیں حسنینؑ اپنی جنّت
ترا نقشِ قدم اے سیّدہ ہے
بکثرت کیوں نہ ہوتی نسل تیری
تجھے اللہ نے کوثر کہا ہے
ترا فرزند کیوں ہوتا نہ قائمؑ
جو تو نے مانگی ہے یہ وہ دعا ہے
کنیزوں کے سروں پر ہے جو چادر
ترا ظلِ کرم اے سیّدہ ہے
پئے معراجِ مومن تیری تسبیح
فلک پر اُدنُ منّی کی صدا ہے

حکومت کو رلا کر تو نے چھوڑا
جہاد ایسا فقط تو نے کیا ہے
ہے ساکت صاحبِ نہج البلاغہ
ترا خطبہ فضا میں گونجتا ہے
ترے بچوں نے جیتا ہے جو میداں
اسی کا نام ارضِ کربلا ہے
نبیؐ کے ضعف کو بخشی ہے قوت
تری چادر نبوت کی دوا ہے
جہاں بہہ جائے تیرا خون زہراؑ
وہاں کی خاک بھی خاکِ شفا ہے
یہ مانا تھیں نبیؐ کی چار دختر
بتاؤ کون ان میں فاطمہؑ ہے
عداوت اور بنتِ مصطفےٰؐ سے
نہیں تیری۔ بزرگوں کی خطا ہے
کلیمِ طورِ مدحِ فاطمہؑ ہوں
مجھے اک مصحفِ زہراؑ ملا ہے

تحفۂ معراج

عترت سے دشمنی ہے پیمبرؐ سے پیار ہے
تبلاؤ ایسے دیں کا کوئی اعتبار ہے

زہراؑ رسولؐ پاک کے زیبِ کنار ہے
قبضہ میں ساری رحمت پروردگار ہے

لاریب کردگار کا اک شاہکار ہے
وہ جس پہ جان و دل سے پیمبرؐ نثار ہے

تحفہ نبیؐ کو پردۂ معراج سے ملا
زہراؑ ہے ایک رازِ نبیؐ رازدار ہے

اس کے جہادِ نفس کی ممکن نہیں مثال
ہر لفظ جس کے خطبہ کا اک ذوالفقار ہے

حیدرؑ کی ایک ضرب پہ ثقلین تھے فدا
زہراؑ کے ہر عمل پہ زمانہ نثار ہے

مانا کہ دخترانِ پیمبرؐ تھیں بے شمار
تبلاؤ کیا کسی کی کوئی یادگار ہے

باقی ہے صرف اک گل گلزارِ فاطمہؑ
قائم اسی کے دم سے یہ ساری بہار ہے

امنِ جہاں کے راستے سب بند ہو گئے
اس جانِ فاطمہؑ کا مگر انتظار ہے

نقشِ قدم پہ تیرے چلا ہے امامِ وقت
اے بنتِ مصطفیٰ یہ ترا اعتبار ہے

فضہ تری کنیز، ابوذر ترا غلام
ایسا جہاں میں کب کوئی سرمایہ دار ہے

سرمہ پئے ملک ہے تو غازہ برائے حور
جو تری رہ گذار کا اڑتا غبار ہے

جس سمت چاہیں زلفِ رسالت کو موڑ دیں
اتنا تو تیرے لال کو بھی اختیار ہے

سائل کبھی بنیں، کبھی خادم بنیں ترے
اب اہلِ آسماں کا یہی افتخار ہے

پیشِ نبیؐ جو آتا ہے بن کر امینِ وحی
زہرؑا کے در پہ آئے تو خدمت گذار رہے
کل جس کی اک جھلک نظر آئی تھی اے کلیم
ارضِ حرم پہ نور وہی جلوہ بار رہے

حضرت علی اکبرؑ

وہ شکل دی کہ دہر کو ششدر بنا دیا
اور نام دے کے ثانی حیدرؑ بنا دیا
ہونا علیؑ ہی کافی تھا عظمت کے واسطے
اس پر مزید یہ ہے کہ اکبرؑ بنا دیا

مدحِ صدیقۂ طاہرہؑ

وہ جس کے دل میں آلِ پیمبرؐ سے خار رہے
سمجھو کہ اہلِ دین کی نظروں میں خوار رہے
کچھ لوگ تھے رسولؐ کے پہلو میں اس طرح
جس طرح گل کے پہلو میں گلشن میں خار رہے
دل کی کلی خدیجہؓ کی کس طرح کھل نہ جائے
زہرؑا رسولِ حق کے چمن کی بہار رہے
جس کے دماغ میں نہ ہو سودائے اہلِ بیتؑ
سمجھو کہ اس کی عقل پہ شیطاں سوار رہے
نجمِ فلک نے آ کے بتایا جہان کو
زہرؑا کا آسمان پہ بھی اختیار رہے
زلفِ رسولؐ ہاتھ میں زہرؑا کے لال کے
قبضہ میں گویا رحمتِ پروردگار رہے

چکی نہیں ہے ہاتھ میں بنت رسولؐ کے
قبضہ میں گویا گردش لیل و نہار کے

موسیٰ سے کہدو طور کے بدلے حرم میں آئیں
زہراؑ کا نور جلوۂ پروردگار ہے

دست علیؑ میں دیکھی ہے میداں میں ذوالفقار
زہراؑ کے لفظ میں اک ذوالفقار ہے

نام رسولؐ لیتے ہیں عترت کو چھوڑ کر
بتلاؤ ایسے دین کا کیا اعتبار ہے

بنتِ رسولؐ

کہاں کے خادم ملائکہ ہیں جو بنت احمد کا گھر نہیں ہے
کہاں فرشتوں نے بھیک مانگی جو فاطمہؑ کا وہ در نہیں ہے
ہر ایک غاصب سے روز محشر کلیمؑ پوچھیں گے یہ پیمبرؐ
بتاؤ کیا یہ ہماری دختر ہماری لخت جگر نہیں ہے

تعظیمِ فاطمہؑ

یوں اہل حق ہیں آلِ پیمبرؐ کے ساتھ ساتھ
جیسے رہیں فقیر تونگر کے ساتھ ساتھ

جو چل سکے نہ مرضیِ داور کے ساتھ ساتھ
کیا فائدہ رہے جو پیمبرؐ کے ساتھ ساتھ

آئے نہ کیوں بتولؑ کے در پر پئے سلام
رہتے تھے جو ہمیشہ پیمبرؐ کے ساتھ ساتھ

گر شوق تھا کہ نجم فلک کا ملے خطاب
آتے در بتولؑ پہ اختر کے ساتھ ساتھ

آساں نہیں ہے منزلِ تعظیمِ فاطمہؑ
لازم ہے دل بھی جھکتا رہے سر کے ساتھ ساتھ

بیٹی کوئی زمانے میں ایسی ہوئی نہیں
ماں کا خطاب پائے جو دختر کے ساتھ ساتھ

ہم عشقِ آلِ پاکؑ کا سودا کریں گے کیوں
سودا یہ ہم کو حق نے دیا سر کے ساتھ ساتھ

لازم ہے باغِ خلد کے مشتاق کے لئے
چلتا رہے بتولؑ کے دلبر کے ساتھ ساتھ

ہر بارگاہِ آلؑ پہ جھکتا ہے اپنا سر
گویا کہ آگے بڑھتا ہے سرور کے ساتھ ساتھ

کیوں چادرِ بتولؑ نہ کردار ساز ہو
اسلام جبکہ رہتا تھا چادر کے ساتھ ساتھ

ہوتا نہ کیسے رشتۂ زہراؑ و مرتضٰیؑ
آئے تھے دونوں نورِ پیمبرؐ کے ساتھ ساتھ

کتنی حسیں برات تھی جب چل رہے تھے سب
کوثر کی سمت ساقیِ کوثر کے ساتھ ساتھ

اس انقلابِ دہر کے قربان اے کلیم
غیروں کا نام آتا ہے حیدرؑ کے ساتھ ساتھ

خانۂ زہراؑ

جس کا پیغمبرؐ ہے کوئی مصطفٰیؐ کے ماسوا
اس کا خالق بھی کوئی ہوگا خدا کے ماسوا

جس کا مولا ہوگا کوئی مرتضٰیؑ کے ماسوا
اُس کا پیغمبر بھی ہوگا مصطفٰیؐ کے ماسوا

عصمتِ کردار کی امید ان سے کیا کریں
جن کی فطرت میں نہیں کچھ بھی خطا کے ماسوا

خانۂ زہراؑ میں یوں سمٹی ہے ساری کائنات
خشک و تر سب کچھ یہاں ہے اک خطا کے ماسوا

اس کا کیا کہنا کہ جس کی زندگی میں صبح و شام
مشغلہ کوئی نہ ہو ذکرِ خدا کے ماسوا

کہہ دو دنیا سے کہ لائے اس قناعت کا جواب
کچھ نہیں فاقوں میں بھی شکرِ خدا کے ماسوا

ان کے در کے سائلوں کو دیکھ کر آیا خیال
چرخ پر کوئی نہیں ان کے گدا کے ماسوا

ان کے در ہی کے علاوہ کیا ہے رضوانِ جناں
کیا ہے جبریلِ امیں ان کے گدا کے ماسوا

بھیک مانگی روشنی کی کس کے در سے عرش نے
کس کے گھر اترا ہے تارہ فاطمہؑ کے ماسوا

کس کی ساری نسل نے پایا سیادت کا شرف
کون ایسا ذی شرف ہے سیدہؑ کے ماسوا

خانہ زادِ مصطفیٰؐ کی کون کرتا ہمسری
دہر میں اک خانہ زادِ کبریا کے ماسوا

دینِ خالق پر بھی ہے احسانِ بنتِ مصطفیٰؐ
کون تھا دیں کا محافظ کربلا کے ماسوا

غیر ممکن ہے دوا سے دردِ عصیاں کا علاج
چارہ گر کوئی نہیں خاکِ شفا کے ماسوا

ضعفِ پیغمبرؐ میں تھے اصحاب بھی ازواج بھی
کام کوئی بھی نہ آیا اک ردا کے ماسوا

جس کی مدحت کا قصیدہ ہل اتیٰ ہو اے کلیم
ہے عطا کس کی عطائے فاطمہؑ کے ماسوا

قطعہ

بشر ہے سارے جہاں سے غافل اگر نبیؐ کی خبر نہیں ہے
نہیں ہے اہلِ نظر مسلماں اگر علیؑ پر نظر نہیں ہے
ہزار چکر لگائے لیکن جھکے گا بنتِ نبیؐ کے در پر
کلیم یہ عرش کا ہے تارہ یہ اس زمیں کا بشر نہیں ہے

بنت پیمبرؐ

بنت پیمبرؐ تیری جیسی کسی بشر کی شان نہیں
کسی کے گھر کا بچہ بچہ دین نہیں ایمان نہیں

تیرے گھر کی شان میں اتری آیت بھی اور سورت بھی
جس میں نہیں ہے تیری مدحت وہ حق کا قرآن نہیں

وحی جو تیرے گھر میں نہ لائے وہ نہیں ہو تا روح امیں
کپڑے جو تیرے در پہ نہ لائے وہ درزی رضوان نہیں

گھر پہ ترے رہتا ہے ہمیشہ وحی الٰہی کا پہرہ
مانا کہ تیرے دروازہ پر کوئی بھی دربان نہیں

اجر رسالت تیری محبت بن گئی مذہب کا معیار
اس کے سوا مسلم کا فر کی اور کوئی پہچان نہیں

ساری فضا میں گھوم کے زُہرہ آیا تیری چوکھٹ پر
یہ تری منزل کا عارف ہے تارہ ہے انسان نہیں

سب کی حقیقت ہو گئی روشن ایک فدک کے لٹنے سے
غیر کے مال کو جو کھا جائے وہ تو کوئی انسان نہیں

میرے شرف کو یہی ہے کافی تیرے در کا خادم ہوں
گھر میں نہیں میری گنجائش مسلم ہوں سلمان نہیں

حضرت علی اکبرؑ

اہل زباں سے پوچھو نہ اہل بیان سے
اس کا شرف بلند ہے سارے جہان سے
آیا ہے اس کا نام بھی نام خدا کے ساتھ
اکبرؑ کا شرف ہے یہ پوچھو اذان سے

مدح زہراؑ

عجب شرف ہے یہ زہراؑ کے مدح خواں کیلئے
زباں ملتی ہے قرآں کی بیاں کیلئے
نہ وہ زمیں کے لئے ہے نہ آسماں کیلئے
جو سر ہے وقف فقط اُن کے آستاں کیلئے
زمیں پہ آگئے اِس در کو دیکھ کر وہ سب
جنھیں خدا نے بنایا تھا آسماں کیلئے
ستارہ سجدہ کرے اور نبیؐ سلام کرے
شرف یہ خاص ہے زہراؑ کے آستاں کیلئے
عجب ہے کیا جو بنات نبیؐ کو کہہ دیں چار
بڑھا بھی دیتے ہیں کچھ زیب داستاں کیلئے
خدا کرے رہے قائم گلِ ریاضِ بتولؑ
یہ پھول کافی ہے اک پورے گلستاں کیلئے

ولائے آلِ محمدؐ کے ماسوا یارو
کوئی وسیلہ نہیں عمرِ جاوداں کیلئے
اُسی کی ڈیوڑھی پہ ہم کو سدا تلاش کرو
خدا نے ہم کو بنایا ہے جس مکاں کیلئے
ملا جو نقشِ کفِ پائے مادرِ حسنینؑ
تو دل نے چھوڑ دیا سوچنا جناں کیلئے

قطعہ

ہے کیا یہ سارا جہاں بتاؤ نبیؐ کا صدقہ اگر نہیں ہے
جو منحرف ان کی آل سے ہو وہ شر تو ہوگا بشر نہیں ہے
عجیب اندھے ہیں یہ مسلماں نہیں ہے عترت پہ جن کا ایماں
بتاؤ یہ بھی نظر ہے کوئی کہ جس میں نورِ نظر نہیں ہے

مدح امام حسنؑ

اس کی ثنا بشر کے قلم سے محال ہے
مداح جس کے حُسن کا خود ذو الجلال ہے

وہ جس کا نام بھی کرم ذو الجلال ہے
اس زندگی میں عیب کا ہونا محال ہے

دنیا میں بس یہ صلح کو حاصل کمال ہے
مظلوم کی ہے تیغ مجاہد کی ڈھال ہے

لاسیف مدحتِ اسد ذو الجلال ہے
فتح مبیں کا شور قلم کا کمال ہے

کہتے ہیں جس کو جنگ علیؑ کا کمال ہے
کہتے ہیں جس کو صلح نبیؐ کا جمال ہے

باطل کا سر کٹے یہ ہے تلوار کا کمال
کٹ جائیں جو صلے یہ قلم کا کمال ہے

مائل ہوا ہے صلح پہ کیوں حرب کا پسر
جس کا نہیں جواب یہی وہ سوال ہے

تحریر صلح لکھی ہے کچھ ایسی شان سے
نوک قلم ہے تیغ تو قرطاس ڈھال ہے

اقرار ظلم شام کے حاکم سے لے لیا
یہ صلح ہے اگر تو بڑی بے مثال ہے

اب ہر طرف سے آتی ہے بس صلح کی صدا
اب آفتاب حرب کا وقت زوال ہے

کتنے ہی نام موت کے دھارے میں بہہ گئے
اک نام اہلبیتؑ ہے جو لازوال ہے

اک دوسرے کے مثل ہیں سب آل مصطفیٰ
یہ اور بات ہے کہ ہر اک بے مثال ہے

زلف رسولؐ بھول گئے عاشقانِ حق
بس سب کو یاد ریش مبارک کا بال ہے

حیرت ہے کیا حسنؑ ہیں جو دوش رسولؐ پر
اُتنا عروج پایا ہے جتنا کمال ہے

اس کی جبیں پہ سجدۂ خالق کا ہے نشاں
تیور سے آشکار علیؑ کا جلال ہے
خاموشیِ حسنؑ سے بھی لرزاں ہے ارضِ شام
اس کے جمال میں بھی علیؑ کا جلال ہے

الفاظ کو پیام کا جوہر بنا دیا
یعنی نقیبِ دینِ پیمبرؐ بنا دیا

حضرت علی اکبرؑ

گلدستہ کی بلندی سے کیونکر نہ ہو اذان
اکبرؑ نے اس اذاں کو بھی اکبر بنا دیا

حسن حسنؑ

سوچا تھا ہوگا کیا حسنِ ازل کا شاہکار
آگیا لب پر مرے نام حسنؑ بے اختیار
یوں زباں پر آگیا نام حسنؑ بے اختیار
جیسے آجائے کسی اجڑے بیاباں میں بہار
وہ حسنؑ جو ہے بظاہر فاطمہؑ کا گلعذار
پر یہ وہ گل ہے کہ جس پر ہیں بہاریں بھی نثار
وہ حسنؑ جس سے امامت کی جلالت آشکار
وہ حسنؑ جس سے نکھرتا ہے نبوت کا وقار
وہ حسنؑ کھلتی ہے جس سے قلبِ زہراؑ کی کلی
وہ حسنؑ ملتا ہے جس سے روحِ حیدرؑ کو قرار
وہ حسنؑ مٹھی میں جس کی زلف پیچانِ رسولؐ
وہ حسنؑ قبضہ میں جس کے رحمتِ پروردگار

وہ حسنؑ جس کے تبسم میں جمالِ مصطفیٰؐ
وہ حسنؑ جس کے تکلم میں جلالِ کردگار
وہ حسنؑ جس کی رگوں میں شیرِ پاک فاطمہؑ
وہ حسنؑ جس کے جگر میں عزمِ شیرِ کردگار
وہ حسنؑ جس کی زباں میں فاتحِ خیبر کا نطق
وہ حسنؑ جس کے قلم میں ہے جلالِ ذوالفقار
وہ حسنؑ جو گھر کے اندر زیبِ آغوشِ بتولؑ
وہ حسنؑ جو گھر کے باہر دوشِ احمدؐ کا سوار
وہ حسنؑ جو سجدۂ احمد میں سجدوں کا فروغ
وہ حسنؑ جو منبرِ احمدؐ پہ منبر کا وقار
وہ حسنؑ تمجید جس کی منصبِ روح الامیں
وہ حسنؑ تائید جس کی رحمتِ حق کا شعار
وہ حسنؑ جس کا تحمل ہے سقیفہ سے عیاں
وہ حسنؑ جس کا تجمل ہے جمل سے آشکار
وہ حسنؑ جس کی ادا ضعفِ پیمبرؐ کا علاج
وہ حسنؑ جس کی ولا دینِ پیمبرؐ کا وقار

وہ حسنؑ وجہِ شرف ہے جس کے ہاتھوں کی عطا
وہ حسنؑ درِ نجف سے جس کے قدموں کا غبار
وہ حسنؑ جس کی محبت خنکیِ چشمِ رسولؐ
وہ حسنؑ جس کی عداوت دیدۂ دشمن کا خار
وہ حسنؑ جس سے گریبانِ سیاست چاک چاک
وہ حسنؑ جس سے ہے دامانِ خلافت تار تار
اُس کی خاطر حق نے بدلا ہے نظامِ کائنات
آسماں کے رہنے والے بن گئے خدمت گذار
سرمۂ چشمِ بصیرت کوچۂ اقدس کی خاک
غازۂ روئے ملائک اس کے قدموں کا غبار
صلح اس کی کیوں نہ ہو تمہیدِ جنگِ کربلا
کر گیا اُس کا قلم ہموار راہِ ذوالفقار
کیا ضرورت تاج کی اُس کو کہ جس کی جوتیاں
جو بھی رکھ لے سر پہ اپنے بس وہی ہے تاجدار
اس کی مدحت نے بنایا ہے مجھے ایسا کلیم
سارے جلوے ہیں نظر میں پھر بھی دل ہے ہوشیار

قلم

مدح امام حسنؑ

یہی بہت ہے قلم تیری برتری کے لئے
ہمیشہ جھکتا ہے تو حق کی بندگی کے لئے

اگرچہ تھی تری تخلیق ہر کسی کے لئے
نبیؐ نے وقف تجھے کر دیا علیؑ کے لئے

یہ کہہ رہی ہے تمنائے مرسلِ اعظمؐ
ترا سہارا تھا درکار خود نبیؐ کے لئے

پیامِ دینِ خدا کائنات میں پھیلا
چنا جو تجھ کو نبیؐ نے پیمبری کے لئے

ترے وسیلہ سے ہر حرفِ خیر زندہ ہے
ترا وجود ضمانت ہے زندگی کے لئے

تو اہلِ علم کے ہاتھوں کی اک امانت ہے
ترا وجود نہیں جاہل و غبی کے لئے

زباں تو مل گئی حیوان کو بھی دنیا میں
مگر ہے تیرا شرف صرف آدمی کے لئے

وہاں بھی صفحۂ قرطاس پر چلا ہے تو
تھی راہ بند جہاں تیغِ حیدری کے لئے

حسنؑ کے ہاتھوں میں آکر ملا یہ تجھ کو شرف
کہ تو نقیب ہے ہر صلح و آشتی کے لئے

جو تجھ کو چھوڑ کے ہو جائے کھانے میں مصروف
محال ہے کہ وہ کاتب بنے نبیؐ کے لئے

قطعہ

کہتے ہو تم کہ تم کو ہے ذکرِ خدا پسند
پھر کیوں نہیں ہے تذکرۂ مرتضیٰ پسند
ذکرِ حسنؑ ہے ذکرِ نبیؐ ذکرِ کبریا
بتلاؤ صاف اس میں ہے کیا تم کو ناپسند

درمدح امام حسنؑ مجتبیٰ

مداح اہلِ فن ہے نہ اہلِ سخن میں ہے
پھر بھی حسنؑ ہے بات کہ مدحِ حسنؑ میں ہے
پہلی بہارِ گلشنِ خیبر شکن میں ہے
یعنی یہ ہے نمونہ کہ کیا کیا چمن میں ہے
قرآں کا اقتدار حسنؑ کے سخن میں ہے
ایماں کا اعتبار حسنؑ کے چلن میں ہے
مشتاقِ لہجہ صاحبِ نہج البلاغہ ہو
ایسا کوئی کمال کسی کم سخن میں ہے
بابا کا لہجہ سنتی ہیں بیٹے سے فاطمہؑ
وہ سب حسنؑ میں ہے جو رسولؐ زمن میں ہے
تیغِ علیؑ سے ہوگا نمایاں جو دبدبہ
وہ آج بھی جبینِ حسنؑ کی شکن میں ہے

رہ جائے جس سے سبزیِ گلزارِ دینِ حق
یہ ایک ایسا پھول نبیؐ کے چمن میں ہے
محسوس کیسے کرتا نہ خوشبوئے مصطفیٰؐ
خوشبو وہی تو فاطمہؑ کے گلبدن میں ہے
جن پانچ کی تھی آیتِ تطہیر منتظر
یہ فاطمہؑ کی جان انہیں پنجتن میں ہے
تھا جن کے باپ دادا کو صلحِ نبی میں شک
شبہ انھیں کو صلحِ امام حسنؑ میں ہے
ہر عیب کا خلاصہ ہے لفظِ معاویہ
جلوہ ہر ایک حُسن کا نام حسنؑ میں ہے
یوں تخت و تاج دے کے بچایا ہے دینِ حق
اسلام مطمئن ہے کہ اپنے وطن میں ہے
کاغذ پہ ملک حاکمِ شامی کو لکھ دیا
یا کوئی اقتدار کی میت کفن میں ہے
کاغذ پہ کلکِ صلحِ حسنؑ ہے رواں دواں
یا ذوالفقارِ حیدرِ کرار رن میں ہے

ہشیار شامیو کہ حسنؑ کے جلال سے
مٹ جائے گا وہ فرق بھی جو مرد و زن میں ہے

امام سجادؑ

جس کو اللہ یہ توفیق عبادت دیدے
زمرِ عبّاد میں آجائے تو زینت دیدے
ایسے بیمار پہ ہوں کیوں نہ مسیحا قربان
جس کی بیماری ہی اسلام کو صحت دیدے

مدحِ امام مجتبیٰؑ

ہر فرزدق گنگ ہے مجبور ہر حسان ہے
کون کہتا ہے کہ مدحِ مجتبیٰؑ آسان ہے
کیا قصیدہ ہے کسی کا کیا کوئی دیوان ہے
مدح شبّرؑ کا قصیدہ ہے تو بس قرآن ہے
سیدِ شبانِ جنت فاطمہؑ کی جان ہے
یہ نہیں میرا رسولؐ اللہ کا فرمان ہے
ناز برداری کرے خالق یہ کس کی آن ہے
ناقہ بن جائے رسولؐ حق یہ کس کی شان ہے
کم سے کم یہ فاطمہؑ کے لختِ دل کی شان ہے
جس پہ قربان ہے زمانہ اِس پہ وہ قربان ہے
سورتیں بے مثل ہیں اور آیتیں ہیں بے شمار
جو بشر کی شکل میں اترا یہ وہ قرآن ہے

اس کے گھر کے نوکروں میں عرش کا روح الامین
اس کے گھر کے درزیوں میں خلد کا رضوان ہے

مکھیاں ہیں جس کے شامی وہ ہیں شامی روٹیاں
جس کے سائل ہیں ملک شبّرؑ کا دسترخوان ہے

عرش والے آرہے ہیں ہاتھ پھیلائے ہوئے
کس قدر مشہور اس کے گھر کا دسترخوان ہے

دین - ایماں - بندگی - قرآن - تطہیر و کرم
اس کے گھر میں زندگی کا بس یہی سامان ہے

اس کے در پر رہتا ہے نجم فلک بھی سجدہ ریز
یہ اگر انسان ہے تو نازشِ انسان ہے

اپنا جیسا کہنے والو اک ذرا یہ تو بتاؤ
اس گھرانے کے سوا ایسا کوئی انسان ہے

ہر دلِ مومن میں ہے اک قبرِ فرزندِ رسولؐ
حاکم شامی مگر محروم قبرستان ہے

مدح امام حسنؑ

دل میں نہیں جو آلِ پیمبرؐ کی آرزو
بے فائدہ ہے جنت و کوثر کی آرزو

شبّرؑ کی یاد ہے دلِ مضطر کی آرزو
اور ان کا نقشِ پا ہے مرے سر کی آرزو

قنبر تھے جن کے دل میں تھی حیدر کی آرزو
ہم کو تو بس ہے جذبۂ قنبر کی آرزو

غربت کدہ میں ہوتا ہے جب ذکرِ اہلبیتؑ
کرتے ہیں اہل عرش مرے گھر کی آرزو

اہل زمانہ کہتے ہیں جس لال کو حسنؑ
پہلی ہے یہ زمانہ میں حیدر کی آرزو

چادریں آگئے تھے تلاشِ علاج میں
پوری ہوئی حسنؑ سے پیمبرؐ کی آرزو

کافی ہے فضلِ شبّرؑ و شبیرؑ کے لئے
دونوں کی تھی نبیؐ کو برابر کی آرزو

ہوتے نہ گر حسنؑ پس مولائے کائنات
پوری نہ ہوتی مسجد و منبر کی آرزو

قاسمؑ کی جنگ دیکھ کے دنیا پکار اٹھی
پوری ہوئی ہے اب دلِ شبّرؑ کی آرزو

ٹکڑے جگر کے دیدیے زہراؑ کے لال نے
دیکھی جو قلبِ دیں میں بہتّر کی آرزو

ہم طورِ مدحِ سبطِ پیمبرؐ کے ہیں کلیم
ارماں نہ تخت کا ہے نہ منبر کی آرزو

افتخارِ حسنؑ

اہلِ دنیا خاک سمجھیں گے حسن کا افتخار
خاک کے پُتلے ہیں یہ وہ رحمتِ پروردگار
مالکِ جنّت کا رتبہ اور سمجھیں اہلِ نار
فرش کے ساکن بتائیں عرش والوں کا وقار
یاد رکھو مختصر یہ ہے حسنؑ کا اقتدار
وقت کا قیصر بھی ہے اس در کا اک خدمتگذار
اُس کو خالق نے دیا ہے کل جہاں کا اختیار
اُس کے قبضہ میں سبھی ہیں باغِ جنت ہو کہ نار
وہ زمیں پر رہ کے ہے اہلِ فلک کا افتخار
ملک کو ٹھکرا کے بھی رہتا ہے اس کا اقتدار
کاٹ سکتا ہے رگِ باطل کو اس کا ایک وار
وہ بنا سکتا ہے لفظوں کو جوابِ ذوالفقار

وہ حسنؑ جس کا شرف ہے کل جہاں پر آشکار
جس کے جد کی جوتیاں اہل فلک کا افتخار
جس کا دادا محسن اسلام سشیر کردگار
جس کا بابا صنعت دست خدا کا شاہکار

شاہ مرداں، شیر یزداں ، قوت پروردگار
لا فتیٰ الا علیؑ لا سیف الا ذوالفقار

نام سے اُس کے نہ کیوں حسنِ ازل ہو آشکار
ذکر سے اُس کے نہ کیوں ہو چہرۂ دیں پر نکھار
اُس کی آمد تھی علاجِ ضعفِ شاہِ ذی وقار
وہ کسا میں آیا مثلِ رحمتِ پروردگار

اُس پہ صدقے اس لئے ہے گلستانِ روزگار
گلشن زہراؑ و حیدرؑ کی یہ ہے پہلی بہار

آج دنیا میں جو صلح و آشتی کی ہے پکار
درحقیقت ہے حسنؑ کی صلح کا اک شاہکار
اس نے بخشا صلح کو بھی ایک رنگِ کارزار
پردۂ الفاظ میں ایسا کیا باطل پہ وار

ملک دے کر رہ گیا دنیا میں اس کا اقتدار
ملک لینے والا ہے صدیوں سے اب تک بے دیار

امام سجادؑ

سرِ دربار جو سجادؑ کی تقریر ہوئی
لفظ کو تڑکی عیاں اک نئی تفسیر ہوئی
اشک سجادؑ کی تخلیق کی قوت دیکھو
ایک انسان سے اک قوم کی تعمیر ہوئی

ہم حسینی ہیں

جیسے ساری دنیا کھنچ جاتی ہے دولت کی طرف
ہم حسینی ہیں جو رہتے ہیں صداقت کی طرف

کھنچنے لگتی ہے جب دنیا ضلالت کی طرف
عشقِ سرور کھینچ لیتا ہے ہدایت کی طرف

دیں کا مقصد تھا کہ ہر طاقت رہے پابندِ حق
حق کبھی کھنچ کر نہیں جا سکتا طاقت کی طرف

اس کو دنیا کی کوئی طاقت دبا سکتی نہیں
ہر قدم ہے جس کا میدانِ شہادت کی طرف

کربلا کے بعد اب یہ فیصلہ آسان ہے
ہم حکومت کی طرف ہیں یا امامت کی طرف

تاجِ شاہی گر گیا تختِ خلافت اڑ گیا
اب زمانے کی نظر ہے بس امامت کی طرف

اے غمِ فرزندِ زہرا زندہ و پائندہ باد
تو مکمل اک اشارہ ہے حقیقت کی طرف

جو بھی کرتا ہے عداوت فاطمہ کے لال سے
دیکھنا پڑتا ہے ہم کو اس کی طینت کی طرف

کر دے انکارِ شہادت ایسا اندھا ہو بشر
دیکھتی ہے ہر نظر حیرت سے حیرت کی طرف

ہم نے مانا آپ قربانِ رسالت ہیں مگر
دھیان کچھ تو دیجئے اجرِ رسالت کی طرف

آ گیا جو خدمتِ شبیر میں یہ دیکھ کر
ہے درِ شبیر ہی سے راہ جنت کی طرف

قصۂ فطرس سے حاصل کیوں نہ ہو دل کو سکون
اک اشارہ ہے یہ مولا کی شفاعت کی طرف

در حقیقت یہ کشش ہے سجدۂ شبیر کی
خود بخود پیشانیاں جھکتی ہیں تربت کی طرف

عظمتِ شبیرؑ کا پایہ نظر آنے لگا
جب کبھی اٹھی نظر مہرِ نبوت کی طرف

جس کو سجدہ میں ملے پشتِ پیمبرؐ پہ جگہ
مڑ کے وہ دیکھے گا کیوں تختِ خلافت کی طرف

ہم کو بس شکلِ حسینؑ بن علیؑ آئی نظر
جب نظر اٹھی کبھی قرآں کی سورت کی طرف

ہیں نبیؐ شبیرؑ سے تم بھی بنو شبیرؑ سے
چھوڑ کر سنت کو کیوں جاتے ہو بدعت کی طرف

دل میں سردارِ جوانانِ جناں ہے جب کلیم
ہم حسینی کس طرح دیکھیں گے جنت کی طرف

صبرِ حسینؑ

ظالم کی یہ روش کہ جفا پر جفا رہے
مظلوم کی ہے فکر وفا پر وفا رہے

لازم ہے حق کے سامنے یوں سر جھکا رہے
آجائے گر قضا بھی تو سجدہ ادا رہے

گر چاہتے ہو نسل کا سونا کھرا رہے
لازم ہے آلِ پاک سے بھی رابطہ رہے

ہے عاصیوں کو اس لئے الفت حسینؑ سے
فردوس کے لئے بھی کوئی راستہ رہے

غیر از حسینؑ کون ہے وہ جس کے واسطے
اللہ کا رسولؐ بھی ناقہ بنا رہے

سمجھے گا کون اُس کے حدِ اقتدار کو
قبضہ میں جس کے زلفِ رسولِ خدا رہے

اس واسطے جھلانے لگے جھولا جبرئیل
زہراؑ کے در پہ آنے کا رستہ کھلا رہے
گر چاہتا ہے ملک میں سردار کے قیام
رضواں کا ہے یہ فرض کہ درزی بنا رہے
پشت نبیؐ پہ اس لئے بیٹھے رہے حسینؑ
اللہ کے رسولؐ کا سجدہ رکا رہے
صبر حسینؑ سارے زمانہ پہ چھا گیا
ظلم یزید جائے پنہ ڈھونڈھتا رہے
اسلام کی بہار ہے دم سے حسینؑ کے
یارب گلِ ریاض مدینہ کھِلا رہے
شبیرؑ نے عطش کو بھی دریا بنا دیا
اب تشنہ لب زمانے کا ہر بے وفا رہے
لازم ہے یہ کہ ہوتا رہے ماتم حسینؑ
یعنی ضمیرِ نوعِ بشر جاگتا رہے
اسلام کو حیات ملی کربلا کے بعد
اسلام بھی رہے گا اگر کربلا رہے

میرا حسینؑ

یوں تو ہے فکر بشر کی انتہا میرا حسینؑ
اک نئی تاریخ کی ہے ابتدا میرا حسینؑ
دین حق خطرہ میں تھا کام آگیا میرا حسینؑ
مشکلیں سب کی تھیں اور مشکل کشا میرا حسینؑ
ساری دنیا کے لئے اک آسرا دین رسولؐ
اور نبیؐ کے دین کا تھا آسرا میرا حسینؑ
مرسلِ اعظمؐ تھے جس دین الٰہی کی بنا
ہاں اُسی دین الٰہی کی بقا میرا حسینؑ
سب سے چھوٹی عمر میں سب سے بڑا تھا حوصلہ
اصل میں ہے آبروئے ہل اتیٰ میرا حسینؑ
فطرس و جبریل و رضواں در پہ سب آتے رہے
اور پھر ہر اک کے کام آتا رہا میرا حسینؑ

صبر اُس کا دیکھ کر حیراں نہ ہوتے کیوں ملک
دینِ پیغمبرؐ کا تھا اک معجزہ میرا حسینؑ

چودہ صدیوں میں نہ پیدا ہو سکا اس کا جواب
زیرِ خنجر ایسا سجدہ کر گیا میرا حسینؑ

جھک کے دیکھا آسماں نے بھی سوئے کربلا
زیرِ خنجر جب ہوا محوِ دعا میرا حسینؑ

کربلا کے سامنے ساری دوائیں گرد ہیں
خاک کو بھی کر گیا وجہِ شفا میرا حسینؑ

دینِ احمدؐ کی بقا کے چار یہ اسباب ہیں
تشنگی - انکارِ بیعت - کربلا - میرا حسینؑ

ثنائے شبیرؑ

قلم اٹھایا جو شبیرؑ کی ثنا کے لئے
قدم بھی اٹھنے لگے راہِ کربلا کے لئے

ثنائے ابنِ علیؑ کام شاعری کا نہیں
شعور چاہئے شبیرؑ کی ثنا کے لئے

ہے امتحان بڑا سخت یہ عطا مدد کے لئے
قصیدہ لکھنا ہے ممدوحِ کبریا کے لئے

دوائیں گرد نہ کیوں ہوتیں اپنی نظروں میں
جب اُن کی خاکِ قدم ہی ملی شفا کے لئے

زمانہ سمجھے گا کیا اُن کے عشق کی تاثیر
وہ جن کی خاک بھی کام آتی ہو شفا کے لئے

زمیں پہ آئے ہیں وہ بھی حسینؑ کی خاطر
بنے تھے عرش پہ جو طاعتِ خدا کے لئے

انھیں کو ملتا ہے مالک سے اختیارِ جناں
جو زندگی بھی لٹا سکیں یوں خدا کے لئے
حسینؑ کرتے مناجات یوں نہ زیرِ تیغ
بڑا حسینؑ تھا ماحول یہ دعا کے لئے
برائے بیعتِ فاسق وہ کس طرح اٹھتے
جو ہاتھ اٹھے تھے پیشِ خدا دعا کے لئے
خطا کے واسطے ہم نے ہزار کی تدبیر
بہانہ مل گیا اُن کو مگر عطا کے لئے
صدا یہ آتی ہے فطرس کے بال و پر سے کلیم
وسیلہ چاہیے شبیرؑ کا دعا کے لئے

وفائے حسینؑ

جو بے وفا تھے مائل جور و جفا رہے
ہم باوفا تھے خوگر صبر و رضا رہے
جب ہر قدم پہ یورش کرب و بلا رہے
لازم ہے دل میں یاد شہ کربلا رہے
ہم ہر نظام ظلم و ستم سے جدا رہے
اس بات پر وہ ہم سے ہمیشہ خفا رہے
ہم سب اُسی جناب کے سائل سدا رہے
جس در کے ساکنان فلک بھی گدا رہے
سمجھو کہ اس کے قبضہ میں ہے نظم کائنات
ہاتھوں میں جس کے زلف رسولؐ خدا رہے
سر اس کے آگے کوئی اٹھائے گا کس طرح
جس کے لئے رسولؐ بھی ناقہ بنا رہے

اس نفس مطمئن کا ہے حصہ رضائے حق
جو زیرِ تیغِ ظلم بھی محو دعا رہے

دنیا میں ہے وہ ایک ہی سجدہ حسینؑ کا
جس کی ادا کے واسطے ٹھہری قضا رہے

فطرس کی تھی صدا کہ سلامت رہے حسینؑ
کیا غم ہے اُس کو جس کا کوئی آسرا رہے

افسوس جس کے در کی بھکاری ہے کائنات
امت میں اس کا ذکر بھی بدعت بنا رہے

اے مفتیو! بتاؤ کہ تم چاہتے ہو کیا
احساس ظلم دہر سے مٹ جائے یا رہے

لاؤ وہ سر جو ظلم کے آگے نہ جھک سکے
کٹ جائے بھی تو نوک سناں پر اُٹھا رہے

حق اس لئے ہوا سرِ نوکِ سناں بلند
تا حشر سر غرورِ ستم کا جھکا رہے

جب تک ہیں ہونٹ خشک فراتِ حیات کے
لازم ہے ہر ترائی میں اک باوفا رہے

جب تشنگی ہی بخش دے انسان کو دوام
کس طرح آبرو تری آبِ بقا رہے

جس گھر کا ساکنانِ فلک بھی کریں طواف
جس گھر کی جانماز میں خاکِ شفا رہے

صحرا میں اس لئے کیا سجدہ حسینؑ نے
گر جائیں مسجدیں بھی تو سجدہ بچا رہے

گر چاہتے ہو قبر میں آجائیں بوتراب
لازم ہے ساتھ صُرّہٴ خاکِ شفا رہے

کس کی مجال اُس سے کرے قبر میں سوال
جس کے کفن پہ اُن کا قصیدہ لکھا رہے

ذوقِ شہادت

وہ کریں گے کیوں کسی پندارِ دولت کو سلام
خود سیاست کرتی ہو جن کی قیادت کو سلام

جو بھی کرتا ہے کسی ذوقِ شہادت کو سلام
اصل میں کرتا ہے انسانی شرافت کو سلام

کرتی ہے دنیا مصلے سے رسالت کو سلام
اور رسالت کرتی ہے خود آکے عترت کو سلام

یوم ندعو سے ملا ہے اس حقیقت کا سبق
حشر میں جو کام آئے اس امامت کو سلام

زاہدو! جس میں نہ ہو آلِ محمدؐ پر درود
دور سے کرتے ہیں ہم ایسی عبادت کو سلام

ہم غلامانِ ابوذر زر کو سمجھے ہیں ذلیل
اور غنی کرتے ہیں تھک کر اپنی غربت کو سلام

راہِ حق میں جو فرشتوں کو بھی پیچھے چھوڑ دے
ابن آدم اُس ترے شوقِ شہادت کو سلام

میرے اس دعویٰ کی شاہد ہے حدیثِ فاطمہؑ
کرتا ہے روح الامین بھی آدمیت کو سلام

حسرتیں لے کر سلاطینِ زمانہ مر گئے
مردِ مسلم کر نہیں سکتا حکومت کو سلام

ہر سپر پاور کو جو ہر گام پر دیدے شکست
ایسے قائد پر درود اور ایسی ملت کو سلام

کردے جو ہموار راہِ انقلابِ آخری
کرتا ہے خود انقلاب ایسی قیادت کو سلام

جو مٹا دے زعمِ دولت اس فقیری پر درود
جو الٹ دے تختِ شاہی اس قیادت کو سلام

موت کے خاکے میں جو بھر سکتا ہو رنگِ حیات
فقہِ اسلامی کے اُس خطِ ولایت کو سلام

اپنے نعروں سے بچالے جو حرم کی آبرو
اہلِ حق کے ایسے اعلانِ برأت کو سلام

حیف شبہ ہے تو بس تسلیم روح اللہ میں
ورنہ قبرستان کی ہر ایک تربت کو سلام

گر علی کے ہاتھ میں آجائے امت کی زمام
ہر سپر پاور کرے گا خود ولایت کو سلام

مرجعیت دیتی ہے در پر علی کے حاضری
اور کرتا ہے زمانہ مرجعیت کو سلام

اے شہیدانِ وفا تم ہو وطن کی آبرو
کرتے ہیں اہل وطن اس شان غربت کو سلام

جب تقدیر سے مالک کا کرم ہوتا ہے
اس کو حاصل شہ مظلومؑ کا غم ہوتا ہے

قطعہ

مجلسِ شاہ میں جب رکھتا ہے انسان قدم
فاصلہ خلد کا بس ایک قدم ہوتا ہے

شبیرؑ کی بات

جب بھی چھڑتی ہے کسی زلف گرہ گیر کی بات
یاد آجاتی ہے دوش شہ دلگیر کی بات

ہوگئی ختم ہر اک زلف گرہ گیر کی بات
لب تاریخ پہ ہے بس مری زنجیر کی بات

کرتے ہیں اہل جہاں زہر کی شمشیر کی بات
اور ہم کرتے ہیں بس شبرؑ و شبیرؑ کی بات

جو سدا کرتے ہیں سرکار کی تقریر کی بات
کیوں بگڑ جاتے ہیں جب ہوتی ہے تحریر کی بات

بزم میں آئی اِدھر مدحت شبیر کی بات
اُس طرف خلد میں ہونے لگی تعمیر کی بات

کتنی ہی تیز ہو ظالم ترے خنجر کی زباں
کاٹ سکتی نہیں دیوانہ شبیرؑ کی بات

جن کے گھر بچے بھی ہوں سید شبان جناں
ان کے گھر ہو نہیں سکتی ہے بڑے پیر کی بات

بدنصیبوں سے کہو مدحتِ شبیرؑ کریں
اسی تدبیر سے بن سکتی ہے تقدیر کی بات

جس جگہ نجم فلک بھیک ضیا کی مانگیں
چرخ سے اونچی ہے اس ڈیوڑھی کی تنویر کی بات

مصطفیٰ مالک کوثر ہیں علیؑ ہیں ساقی
وہ ہے قرآن کی بات اور یہ ہے تفسیر کی بات

اب فقط تذکرۂ خاک شفا باقی ہے
ہو گئی ختم ہر اک مرہم و اکسیر کی بات

دم عیسیٰ کے فسانے کو کہاں تک دہرائیں
اس سے تو اونچی ہے اک خاک کی تاثیر کی بات

ابن مریم بھی چلے آئے جماعت کے لئے
پہنچی جب چرخ پہ سرکار کی توقیر کی بات

بے شرائط نہیں توحید کا مفہوم کوئی
ذکر سرکار کرو پھر کرو تکبیر کی بات

ہم کو بس قطرۂ اشک غم شہ کافی ہے
ہم نہیں کرتے کبھی خلد کی جاگیر کی بات

حر کی قسمت نے گنہگاروں کو بخشا ہے سکوں
جو کرم کرتے ہیں کرتے نہیں تقصیر کی بات

مدحت آل پہ جو کاٹتے ہیں اپنی زباں
اصل میں کاٹتے ہیں آیۂ تطہیر کی بات

بات کوثر کی ہے جانا ہے اسے کوثر تک
حشر تک کیوں نہ رہے فاطمہؑ کے شیر کی بات

قبر میں ہم نے نکیرین سے یہ صاف کہا
خواب تو ختم ہوا اب کرو تعبیر کی بات

جس کی حسرت لئے پہنچے تھے سر طور کلیمؔ
اس اندھیرے میں کرو بس اس تنویر کی بات

مدح سیّد السّاجدینؑ

زمانہ یہ تو ممکن ہے مرے بازو قلم کر دے
یہ ناممکن ہے میری قوتِ پرواز کم کر دے

خدا کیوں کر نہ اس کو صاحبِ جاہ و حشم کر دے
جو پائے سید سجادؑ پر سر اپنا خم کر دے

مرے آقا مرے زین العبا اتنا کرم کر دے
جو ملت ہو گئی ہے منتشر اُس کو بہم کر دے

بتانِ عصر سے آزاد مالک کا حرم کر دے
ترے جد کی یہ امت ہے اے خیر الامم کر دے

تعجب کیا اگر زرخیز و طوفان خیز ہو جائے
وہ مٹی جس کو اشک سید سجادؑ نم کر دے

نگاہ اہلِ دانش میں وہی ہے فاتحِ اعظم
بندھے ہاتھوں سے جو اونچا شہادت کا علم کر دے

حیاتِ تازہ حاصل ہو نشاطِ روح پیدا ہو
صحیفہ اُس کا گر پڑھ کر کوئی مردہ پہ دم کر دے

مجاہد وہ، جوابِ تیغِ حیدر جس کے تیور ہوں
نظر کے زور سے مسمار ایوانِ ستم کر دے

مورخ وہ، جو ارضِ شام کے اک ایک گوشہ پر
بفیضِ اشکِ غم تاریخ آزادی رقم کر دے

مفکر وہ، جو افکارِ بشر کو ارتقا دے کر
جبینِ نوعِ انسانی کو حق کے آگے خم کر دے

مسافر وہ، جو پا بستہ دیارِ شام تک جا کر
فنا زنجیر کے حلقوں سے سارے پیچ و خم کر دے

مدبر وہ، جو اپنے اک حکیمانہ تبسم سے
ستم کے خوگروں کو مائل رحم و کرم کر دے

دلِ انساں پہ گر اس کی نگاہ لطف ہو جائے
فنا ہر کعبہ انسانیت کا ہر صنم کر دے

قصیدہ اس کا جو لکھے کلیم عصر ہو جائے
وہ مولا ہے جسے بھی چاہے جتنا محترم کر دے

مدحِ امام سجّادؑ

شرف یہ رکھا ہے مالک نے بس علیؑ کے لئے
یہاں کمال بھی جھکتا ہے بندگی کے لئے

علیؑ کا نام بھی بنیادِ سربلندی ہے
یہ اک علاج ہے احساس کمتری کے لئے

علیؑ ہے فاتحِ دربار گر تو کیا حیرت
کہ فتح کوئی نئی شے نہیں علیؑ کے لئے

اگر علیؑ کو تھا دنیا میں اشتیاقِ حسینؑ
تو ہیں حسینؑ بھی مشتاق اک علیؑ کے لئے

ہے کائنات میں سجّادؑ ایک ہی ورنہ
خدا نے سب کو بنایا تھا بندگی کے لئے

وہ جس کے سر کو کوئی طوق بھی جھکا نہ سکے
علیؑ کا نام مناسب ہے بس اُس کے لئے

سمجھ میں آیا فرشتوں کی دیکھ کر اُس کو
کہ بندگی کی ہے معراج آدمی کے لئے

قدم قدم پہ کئے راہِ شام میں سجدے
نئے چراغ جلائے ہیں روشنی کے لئے

اِدھر ہے باپ پہ گریہ اُدھر ہے سجدۂ حق
یہ زندگی کے لئے ہے وہ بندگی کے لئے

کھلا یہ راز جہاں پر ترے جہاد کے بعد
کہ تیغ کوئی ضروری نہیں علیؑ کے لئے

ترے بیان پہ یہ بے بسی یزید کی تھی
ملا نہ زہر بھی ظالم کو خودکشی کے لئے

وہاں وہاں پہ گرے تیرے اشک کے قطرے
جہاں جہاں پہ ضرورت تھی روشنی کے لئے

خدا کا جلوہ نظر آ گیا حسینؑ کے گھر
کلیمؔ اب نہ پریشاں ہوں روشنی کے لئے

مدح امام باقرؑ

یہ افتخار باعث صد افتخار ہے
بچپن سے مدح آلِ پیمبرؐ شعار ہے

باقرؑ کے اس شرف پہ زمانہ نثار ہے
یہ عظمتِ حسینؑ کا اک حصّہ دار ہے

اس کشتی پہ حق کو بھی کیا اعتبار ہے
کاندھوں پہ جس کے حق کی امانت کا بار ہے

مالک نے اس کو نام پیمبرؐ عطا کیا
یہ مصطفٰؐ کے نام کا بھی ورثہ دار ہے

قبل از وجود جس کو پیمبرؐ کریں سلام
بیشک وہ دینِ حق کا کوئی ذمہ دار ہے

اِس سے کھُلا ہے شانِ امامت کا مرتبہ
جابر صحابی ہو کے بھی اس پہ نثار ہے

شبّرؑ کا یہ نواسہ ہے پوتا حسینؑ کا
تنہا یہ دو گھرانوں کا آئینہ دار ہے

باقرؑ کے دم سے زندہ ہیں اسرارِ کربلا
یہ کربلا کا سب سے بڑا راز دار ہے

مانا کہ گھر میں دولتِ دنیا نہیں مگر
دینِ خدائے پاک کا سرمایہ دار ہے

دورِ خزاں تمام ہوا شام و کوفہ کا
لیکن خدا کی دین کی باقی بہار ہے

الفت ہے اس کی جنتِ فردوس کی سند
اس کے عدو پہ حشر میں مالک کی مار ہے

یہ امتیاز خاص ہے مدح امام کا
شعروں کا ہے شمار جزا بے شمار ہے

مدحِ امامِ صادقؑ

ہے ناممکن وہ لطف آجائے ہر انساں کی الفت میں
مزہ آتا ہے جو آلِ محمدؐ کی محبت میں
وہی رشتہ ہے احمدؐ اور عترت کی محبت میں
جو رشتہ ہوتا ہے ہر کام میں اور رسؐ کی اُجرت میں
پیمبرؐ اور جعفرؑ میں یہ وصف مشترک دیکھا
کہ دشمن بھی نہ شبہ کرسکے ان کی صداقت میں
زمانے میں بہت صدیق و صدیقہ نظر آئے
مگر صادق نہ دیکھا کوئی تاریخِ صداقت میں
خدا شاہد کہ اُس نے نطقتاً اک فرق رکھا ہے
غلامانِ نبیؐ و آل میں اور ساری امت میں

غلامانِ علیؑ سے شک امامت میں بھی ناممکن
مگر اُمت کو شک ہو جاتا ہے آخر رسالت میں
غلامانِ علیؑ کا رہنما افضل ہی ہوتا ہے
نظر آتے ہیں اُمت کو برابر سب فضیلت میں
غلامانِ علیؑ میں ہے خلیفہ نائبِ خالق
نہیں ہے فرق امت میں خلافت اور حجامت میں
غلامانِ علیؑ کا رہنما جاہل نہیں ہوتا
مگر امت کو لطف آتا ہے رہبر کی جہالت میں
غلامانِ علیؑ بکتے نہیں اغیار کے ہاتھوں
نہیں امت کو کوئی غم کسی فاسق کی بیعت میں
غلامانِ علیؑ ہیں کشتیٔ عترت سے وابستہ
یہ امت ہے جو ڈوبی جاتی ہے بحرِ ہلاکت میں
پیمبرؐ اور صادقؑ میں ہے ایسا نور کا رشتہ
کہ قدرت نے نہ رکھا فرق تاریخِ ولادت میں

بہاریں دیکھی ہیں قسمت سے اس تاریخ میں دو دو
کوئی باغِ رسالت میں کوئی باغِ امامت میں
مسلماں جو درِ سردارِ جنت پر نہیں آتا
سمجھ لو گلشنِ جنّت نہیں ہے اس کی قسمت میں
فدا شاہد منور بس اسی کا بخت ہوتا ہے
لکھی ہے الفت آلِ پیمبرؐ جس کی قسمت میں

امام صادقؑ

پڑھیں ذرات بھی کلمہ رسالت اس کو کہتے ہیں
بھروسہ دشمنوں کو ہو امانت اس کو کہتے ہیں
مرے مولا کو کہتا ہے زمانہ جعفرؑ صادق
ولایت ہو تو ایسی ہو صداقت ہو تو ایسی ہو

امام جعفر صادقؑ

خلاقِ دو عالم کا ایسا شاہکار امام صادقؑ ہیں
سرکارِ رسالت کا زندہ کردار امام صادقؑ ہیں
اسلام کے ہر منصب کیلئے اقرار امام صادقؑ ہیں
اور کفر کے ہر مذہب کیلئے انکار امام صادقؑ ہیں
قدرت نے عطا کی ہے ان کو پروازِ نظر کی وہ طاقت
مذہب کی ہر اک خدمت کیلئے تیار امام صادقؑ ہیں
گر دینِ خدا پر حملہ ہو بن جاتے ہیں یہ مذہب کی سپر
باطل جو اٹھائے سر اپنا تلوار امام صادقؑ ہیں
سب اہلِ ستم ان سے بھاگے ٹھہرا نہ کوئی ان کے آگے
فرار ہیں سارے اہلِ ستم کرار امام صادقؑ ہیں
منصور کا ناصر کوئی نہیں اس رہ کا مسافر کوئی نہیں
اب قافلۂ حق کے تنہا سالار امام صادقؑ ہیں

جو دینِ خدا کا ہو جو یا اس کے لئے ہیں قرآں سرو پا
دشمن کیلئے اک فولادی دیوار امام صادقؑ ہیں

ایمان کی ہر حکمت اُن سے اسلام کی ہر وسعت اُن سے
ہے علم اگر اک نقطہ پرکار امام صادقؑ ہیں

جو امتِ حق میں شامل ہو جو جنتِ حق میں داخل ہو
لازم ہے اُسے یہ یاد رہے سردار امام صادقؑ ہیں

مالک سے اگر تصدیق نہیں پھر کوئی بشر صدیق نہیں
اور دہر کی ہر سچائی کا معیار امام صادقؑ ہیں

مدحِ امام کاظمؑ

کسی کو حرفِ باطل کا اگر انکار کرنا ہے
تو حق موسیٰ کاظمؑ کا بھی اقرار کرنا ہے

اگر اقرار دینِ احمدؐ مختار کرنا ہے
مکمل اتباعِ عترتِ اطہارؑ کرنا ہے

اگر وصفِ کمالِ عترتِ اظہار کرنا ہے
تو پھر سولی پہ شکلِ میثمِ تمّارؓ کرنا ہے

یقیناً ہر عمل کو باطل و بیکار کرنا ہے
خدا کو کر کے سجدہ گر بتوں سے پیار کرنا ہے

اگر کرنا ہے دل سے اتباعِ موسیٰ کاظمؑ
تو زنداں میں بھی شکرِ ایزدِ غفار کرنا ہے

کھلانے ہیں کچھ اتنے پھول تسبیحِ الٰہی سے
کہ زنداں میں بھی اک گلشن نیا تیار کرنا ہے

قیامت ہے ہوس ظالم کو ہے ہارون بننے کی
مگر موسیٰ کو رسوا برسرِ بازار کرنا ہے

یہ وہ موسیٰ ہے جس کو سانپ سے ہوتی نہیں وحشت
اِسے ٹکڑے مثالِ حیدرؑ کرار کرنا ہے

نہ ہوتا ساحلِ دجلہ پہ کیونکر روضۂ کاظم
کہ اِن کو امتِ عاصی کا بیڑا پار کرنا ہے

امامت سے اگر کچھ لوگ جلتے ہیں تو جلنے دو
خدا کو ایک دن آخر انھیں فی النار کرنا ہے

قصیدہ کیوں نہ لکھتا مدحت باب الحوائج میں
کہ ذیشاں کو جناں کا راستہ ہموار کرنا ہے

مدحِ امام رضا علیہ السلام

کسی سے دیں کا کوئی کام گر لیا کیجیے
تو پھر برائے خدا اجر بھی دیا کیجیے

اگر ہے فکر کہ دور اپنی ہر بلا کیجیے
تو سوتے جاگتے لی خمسۃ پڑھا کیجیے

اگر برائے خدا ذکرِ مصطفےٰ کیجیے
تو پھر برائے نبیؐ مدحِ مرتضیٰؑ کیجیے

پئے عروجِ ثنا آلؑ کی ثنا کیجیے
ہیں خوش نصیب تو پھر کارِ کبریا کیجیے

صفائے نفس کی خاطر ہے عشقِ آلِ رسولؐ
رضائے حق کے لئے مدحتِ رضا کیجیے

ادائے اجرِ رسالت ہے عشقِ آلِ رسولؐ
یہ عشقِ آل ہے کیجئے تو برملا کیجئے

نبیؐ سے عشق ہو نفسِ نبیؐ سے ہو نفرت
جنابِ شیخ ذرا حل یہ مسئلہ کیجئے

اگر یہ الفتِ معصوم بھی خطا ہے کوئی
تو بہرِ عصمتِ کردار یہ خطا کیجئے

رضاؑ کو چھوڑ کے کرتے ہیں کیوں رضا کی دعا
دعا نہ کیجئے اب عقل کی دوا کیجئے

سفینہ چھوڑ کے مت دیکھئے نجوم کی سمت
جو ڈوب جاتے ہوں کیوں ان کا آسرا کیجئے

خدائے پاک نے جس کو بنا دیا ہے رضاؑ
پئے رضائے خدا اُس سے التجا کیجئے

رضا بغیر نہ مامون ہوگا کوئی بشر
یہ نکتہ سوچئے اور ہوش کی دوا کیجئے

خدا کا نام علیؑ ہے تو پھر ضروری ہے
علیؑ علیؑ بھی کریں گر خدا خدا کیجئے

مدحِ امام محمد تقی علیہ السلام

جس شخص کو تم نفسِ نبیؐ کہہ نہیں سکتے
اس شخص کو ہم مثلِ علیؑ کہہ نہیں سکتے

وہ فرق ہے نازک سا نبیؐ اور علیؑ میں
نافہم زمانے سے کبھی کہہ نہیں سکتے

مانا کہ ہیں اولادِ نبیؐ سب ہی محمدؐ
ہر ایک محمدؐ کو نبی کہہ نہیں سکتے

کیا جانئے وہ لوگ تقیؑ کس کو کہیں گے
جو ایک محمدؐ کو تقیؑ کہہ نہیں سکتے

ممکن ہے مروت میں اُسے کہہ دیں خلیفہ
لیکن کسی فاسق کو تقیؑ کہہ نہیں سکتے

ممکن ہے غنی کہہ دیں ہر اک صاحبِ زر کو
کنجوس اگر ہے تو سخی کہہ نہیں سکتے

جو سانپ کو بھی دیکھ کے رونے پہ ہو مجبور
ہم ایسے مسلماں کو جری کہہ نہیں سکتے

مامون کا لشکر جسے مرعوب نہ کر پائے
اُس شیر کو بچہ تو کبھی کہہ نہیں سکتے

معیارِ بلندی ہمیں معلوم ہے یارو
ہم قد کی بلندی کو علیؑ کہہ نہیں سکتے

فرار کو کرار کہیں کیسے ہے ممکن
روباہ کو تو شیر جری کہہ نہیں سکتے

آغوش میں جو پڑھ نہ سکے مصحفِ خالق
ہم وارثِ قرآن کبھی کہہ نہیں سکتے

دامادِ علیؑ کہہ کے وہ بہلاتے ہیں دل کو
جو اپنوں کو دامادِ نبیؐ کہہ نہیں سکتے

ہو نام کا یحییٰ بھی اگر دشمنِ حیدرؑ
ہم زندۂ جاوید کبھی کہہ نہیں سکتے

محمدؐ علیؑ کے گھر میں

بہت ہیں عالی جناب لیکن نبیؐ کے منصوص بس علیؑ ہے
ہزار دنیا میں متقی ہیں مگر تقیؑ ان میں ایک ہی ہے
کہو زمانے سے آکے دیکھے امامؑ کمسن کی ایسی کمسنی ہے
ہر اک خلافت انھیں کی انگلی پکڑ کے مدت تلک چلی ہے
وہ کوئی پہلو ہو کوئی رخ ہو ہیں نورِ واحد کے سارے جلوے
کبھی محمدؐ علیؑ کے گھر میں کبھی محمدؐ کبھی علیؑ ہے
سوال یحییٰ پہ کر لیے ہیں امامؑ نے پھر سوال اتنے
کہ جس کو کہتے تھے لوگ یحییٰ اسی کے چہرہ پہ مردنی ہے
شکار کی بات چھیڑ تو دی مگر یہ سارے جہاں نے دیکھا
کہ ابنِ اکثم کی قابلیت خود اپنے ہی جال میں پھنسی ہے

ہے کیا تعجب نقیؑ کو دیدی جو ایک کمسن نے اپنی بیٹی
کہ روز اول سے یہ سیاست ہر اک کو میراث میں ملی ہے
خلافتوں پر کوئی ہو قابض کلیم اپنا تو ہے یہ ایماں
جو ہے محمدؐ وہ ہے محمدؐ جو ہے علیؑ سب وہی علیؑ ہے

امام سجادؑ

بچھڑوں سے جس نے دہر آباد کر دیا
خالق نے اس کو سید سجاد کر دیا
اک بیکس و غریب کا اعجاز دیکھئے
بیڑی پہن کے دین کو آزاد کر دیا

مدح امام علی نقیؑ

وہ جس کے قلب و نظر میں یارو نقیؑ کی صورت بسی ہوئی ہے
اسی کے سینہ میں ہے حرارت اسی کی آنکھوں میں روشنی ہے
وہ جس کو کہتے ہیں اصل ایماں وہ میرے مولا کی دوستی ہے
وہ جس کو کہتے ہیں نسل شیطاں وہ میرے مولا کی دشمنی ہے
علیؑ کا جس کو نہ ہوگا عرفان نبیؐ پہ کیسے وہ لائے ایماں
بغیر در کے رسائی گھر تک کہیں جہاں میں کبھی ہوئی ہے
کہیں نقیؑ ہے کہیں رضاؑ ہے کہیں ہے عابدؑ کہیں مجتبیٰ ہے
علیؑ کو جس رنگ میں بھی دیکھا پکاری دنیا علیؑ علیؑ ہے
کرے جو آل نبیؐ سے نفرت بشر یقیناً ہے پست فطرت
علاج جس کا کہیں نہیں ہے جہاں میں وہ ایسی ہی کمی ہے

دکھا کے لشکر امام ہادی کو کیا ڈرائے گا کوئی نکما
خبر نہیں ہے اسی کی گودی کا ہے پروردہ عسکری ہے
نقی نے اشعار وہ پڑھے ہیں کہ بیٹ نکالے سے اڑ گئے ہیں
دماغ و دل پر ہو جس کا قبضہ نگاہ حق ہیں وہی دل ہے
اتر گیا سلطنت کا نشہ الٹ گئے سارے جام و مینا
جدا زمانے کی شاعری سے امام حق کی شاعری ہے
یہ مانا زنداں میں تھا اندھیرا امام بہت بنی روشنی ہے
کہ جس طرف سر اٹھا کے دیکھا تمام سجدوں سے جنت سجی ہے
کہا نقیؑ نے کرامت بتاؤ ہر ایک نے بنت ہن سکی ہے
تمہاری کوشش سے کوئی بیٹی کسی زمانے نے یہ اشارہ
نقیؑ کے قدموں پہ گر کے سجدہ سے آب شبِ وہ بھی ہے
انھیں کے قدموں پہ روز اول ملائکہ کی جبیں جب وہ ہے
قصیدہ نور ازل کا آیا لب کلیم جہاں پہ تق ہے
ہوا یہ محسوس ساری محفل جواب سینا بنی ہوئی ہے

مدح امام حسن عسکریؑ

اللہ اللہ کتنا اونچا ہے مقام عسکریؑ
مہدی دوراں ہے فرزند امام عسکریؑ

جس گلی نرجس کی خوشبو سے معطر ہے جہاں
اس کی منزل بھی ہے گلزار امام عسکریؑ

کہتا ہے جس کو زمانہ مہدی دیں کا نظام
اصل میں وہ بھی ہے استمرار نظام عسکریؑ

ابتدا صبح ازل ہے انتہا شام ابد
ساری دنیا سے الگ ہیں صبح و شام عسکریؑ

مکر راہب توڑ کر دنیا پہ ثابت کر دیا
بارش رحمت بھی ہے اک فیض عام عسکریؑ

کند ذہنی اس طرح کندی کی واضح ہو گئی
بن گیا شرح کلام حق کلام عسکریؑ

ظلمتیں مٹ جائیں گی ہر رات ہوگی صبح نور
جب نکل کر آئے گا ماہ تمام عسکریؑ

نامِ جانِ عسکریؑ پر کیوں نہ خم ہو جائے سر
ہے زمانہ میں یہی طرز سلام عسکریؑ

کار تنظیم جہاں مشکل نہیں آسان ہے
شرط بس یہ ہے کہ ہو انساں غلام عسکریؑ

خاک سجدہ ۔ نقش خاتم ۔ نافلہ، شہ کو سلام
یہ عناصر ہوں تو بنتا ہے غلام عسکریؑ

عسکریؑ کا حلم تو دنیا نے دیکھا ہے بہت
دیکھ لیں اے کاش ظالم انتقام عسکریؑ

جس کے اک پرتو سے یہ انسان بنتا ہے کلیم
اے خدا ہے کتنا اونچا وہ کلام عسکریؑ

نیمۂ شعبان

اے خدا یہ نور کا ٹکڑا ہے یا انسان ہے
یا بشر کے بھیس میں اترا ہوا قرآن ہے

یہ جو قرآن خدا میں سورۂ رحمان ہے
ایسا لگتا ہے مرے مولا کا دستر خوان ہے

سامرہ کی سرزمیں پر نور کا طوفان ہے
اہل ایماں کے لئے یہ دوسرا فاران ہے

تیرے نقش پا کا پرتو ہے جمالِ کہکشاں
عکس تیرے رخ کا ماہ نیمۂ شعبان ہے

اے گل گلزار نرجس اے دل و جان حسنؑ
تیرے دم سے گلشنِ ہستی بہارستان ہے

اس کے در کے ایک خادم کا لقب روح الامیں
اس کے گھر کے ایک درزی کا لقب رضوان ہے

اس کو ہے انکار آدم اس کو ہے خاتم میں شک
وہ بھی اک شیطان ہے اور یہ بھی اک شیطان ہے
اک طرف انکار غیب اور اک طرف ہے لو کشف
یہ بھی اک ایمان ہے اور وہ بھی اک ایمان ہے
محروم جلوہ آنکھ محروم نظر
وہ بھی اک حیران ہے اور یہ بھی اک حیران ہے
ہو اذاں کعبہ میں یا خورشید سے ظاہر ہو ہاتھ
یہ بھی اک اعلان ہے اور وہ بھی اک اعلان ہے
ہم کو غیبت کا یقیں ہے اُن کو الفت کا یقین
یہ بھی اطمینان ہے اور وہ بھی اطمینان ہے
درد فرقت اک طرف ہے شور دریا اک طرف
یہ بھی اک طوفان ہے اور وہ بھی اک طوفان ہے
ہم کو شوق دید ہے عیسیٰ کو ہے شوق نماز
یہ بھی اک ارمان ہے اور وہ بھی اک ارمان ہے
دفن ہو گا ظلم مکہ میں کہ ہو بغداد میں
یہ بھی قبرستان ہے اور وہ بھی قبرستان ہے

آئیں وہ اس بزم میں یا ہم کو پردہ میں بلائیں
یہ بھی اک احسان ہے اور وہ بھی اک احسان ہے
اس طرف اشعار ہیں اور اُس طرف آیات ہیں
یہ بھی اک دیوان ہے اور وہ بھی اک دیوان ہے

امام جعفر صادقؑ

مصلّٰی تیرا

یہ سب سے بڑا رتبہ ہے مولا تیرا
ملتا ہے پیمبرؐ سے سراپا تیرا
دنیا سے غنی کیوں نہ ہو بندہ تیرا
کھاتا ہے تو بس کھاتا ہے صدقہ تیرا
دل میں ہے ولا سر میں ہے سودا تیرا
اب کیا کہیں کیا میرا ہے اور کیا تیرا
جھکتا ہے تو اُس جا پہ یہ شیدا تیرا
ملتا ہے جہاں نقشِ کفِ پا تیرا
کس کام کا دنیا میں ہے پردہ تیرا
جب ساری زبانوں پہ ہے چرچا تیرا
کیوں ٹھہرے نہ دریا پہ مصلیٰ تیرا
طوفان کو سکوں دیتا ہے سجدہ تیرا

نانا کہیں تیرا کہیں دادا تیرا
یہ تیرا مدینہ ہے وہ مکہ تیرا
اپنا لیا دنیا نے جو کعبہ تیرا
پھر لوٹا مسلمانوں نے ترکہ تیرا

امام صادقؑ

جو نہیں جانتے اللہ کی وحدت کیا ہے
بے خبر ان کو کہ مرسل کی رسالت کیا ہے
جن کی تقدیر میں جھوٹوں کی حمایت کیا ہے
خاک سمجھیں گے کہ صادق کی صداقت کیا ہے

مصلّٰی لئے ہوئے

اٹھے جو ہم ثنا کا ارادہ لئے ہوئے
جبریل آئے نور کا سورہ لئے ہوئے

پوچھا ملک نے آئے ہیں یہ کیا لئے ہوئے
بولا نصیب یہ ہیں قصیدہ لئے ہوئے

اپنی مجال کیا کہ کریں مدحِ منتظر
قرآن جب ہے اُن کا قصیدہ لئے ہوئے

اے کاش دیکھتے وہ اٹھا کر حجابِ غیب
ہے کتنے داغ ایک کلیجہ لئے ہوئے

یہ بجھ گیا تو تھم گیا طوفاں کا زور و شور
کیا دید یہ ہے ان کا مصلّٰی لئے ہوئے

اللہ کس قدر ہے جماعت کا اشتیاق
عیسیٰ کھڑے ہوئے ہیں مصلّٰی لئے ہوئے

پردہ اٹھے تو دہر پہ روشن ہو راز یہ
ارمان کتنے ہے دلِ زہراؑ لئے ہوئے

اس روشنی میں دیکھیں گے نورِ امامِ عصرؑ
موسیٰ بھی آ گئے یدِ بیضا لئے ہوئے

حضرت عباسؑ کا ہے کیا اعلیٰ مقام
عزت آدمؑ ہے وہ اور غیرت حوا ہے

حضرت عبّاسؑ و زینبؑ

جزوِ زہراؑ اسے پہچانا ان کا یہ
ثانیِ حیدرؑ ہے وہ اور ثانیِ زہراؑ ہے یہ

اشکِ فراق

غمِ فراق میں جو اشکبار ہوتا ہے
اُسی کے عشق کا کچھ اعتبار ہوتا ہے
اِس ایک اشک کے قطرہ میں ہے وہ گہرائی
کہ جس پہ سارا سمندر نثار ہوتا ہے
اِسی میں ڈوبتے ہیں ظلم کے سفینے سب
اسی سے عاشقوں کا بیڑا پار ہوتا ہے
یہی رُلاتا ہے اہلِ ستم کو شام و سحر
یہی غریب کا وجہ قرار ہوتا ہے
یہی بڑھاتا ہے دنیا میں آبروئے عشق
یہی جوابِ درِ آبدار ہوتا ہے
اِسی کے سایہ میں مظلوموں کو پناہ ملی
یہ اصل میں شجرِ سایہ دار ہوتا ہے

کہیں یہ کرتا ہے خاموش آتشِ نمرود
اِسی سے حشر کہیں آشکار ہوتا ہے
اسی سے نرم ہوا ہے ہمیشہ حُسن کا دل
اسی سے حسنِ ازل کو بھی پیار ہوتا ہے
ٹپک گیا یہ اگر صفحۂ عریضہ پر
تو دل کا حال تمام آشکار ہوتا ہے
یزیدیت نے گرایا ہمیشہ نظروں سے
حسینیت میں اِسی کا وقار ہوتا ہے
کسی طرح تو بچے آبرو ان اشکوں کی
کسی حسینؑ کا اب انتظار ہوتا ہے

۹۱۔ رشکِ کعبہ ہے جانِ حیدرؑ کرار بھی

جودتِ افکار بھی ہے ندرتِ اشعار بھی
ہیں نمایاں جا بجا الہام کے آثار بھی

اک جہادِ عشق ہے یہ فکر بھی گفتار بھی
میں زباں سے موڑ سکتا ہوں چھری کی دھار بھی

ہے یہ میدانِ ولا پُرخار بھی گلزار بھی
دار بھی اس کی جزا ہے طالعِ بیدار بھی

عشق دولت ہے سکوں پرور بھی دل آزار بھی
یہ مسیحا بھی بنا سکتا ہے اور بیمار بھی

زید مجنوں کی قسم بہلول دانا کی قسم
مردِ عاشق ہوتا ہے دیوانہ بھی ہشیار بھی

عشق عاشق کو عطا کرتا ہے اعجازِ حیات
سر کٹا کر ہوتا ہے بے سر بھی اور سردار بھی

دیکھتا ہے خواب میں اکثر ترا روئے حسین
تیرا عاشق رہتا ہے خوابیدہ بھی بیدار بھی

نام لے کر کود پڑتا ہے جو کوئی آگ میں
ساری دنیا دیکھتی ہے نار بھی گلنار بھی

تیری فرقت میں یہ دل جینے سے یوں اُکتا گیا
بن گیا ہے اک معمہ زار بھی بیزار بھی

بارِ غم کے ساتھ ہے دل میں ہجومِ آرزو
اک دلِ نازک ہے اس پر بار بھی انبار بھی

چاک دامانی میں بھی میں نے چھپایا رازِ دل
بن گیا تارِ گریباں تار بھی ستّار بھی

میرے رونے پر بھی ہمسایہ ہے میرا معترض
جار بھی میرا ہے ظالم اور ناہنجار بھی

سب مخالف ہوگئے دیندار بھی کفار بھی
کیا نہ دیکھیں گے غلاموں کی طرف سرکار بھی (مطلع)

آپ ہی نفسِ نبیؐ ہیں آپ ہی جانِ علیؑ
احمدِ مختار بھی ہیں حیدرِؑ کرار بھی

یوں نمایاں ہیں رخ انور سے اوصاف خدا
آپ کا دیدار ہے اللہ کا دیدار بھی

کیوں نہ پردہ میں چھپا کر رکھتا صناع ازل
آپ ہیں تخلیق بھی تخلیق کا شہ کار بھی

ہے یہی نام محمد ابتدا و انتہا
یعنی ہے راز بقا اس نام کی تکرار بھی

عرش اعظم کے فرشتے پاسبان در بنے
کتنی اونچی ہے مرے سرکار کی سرکار بھی

گھر کا ہے وہ اہل گھر والے کا رشتہ دار بھی
وارث کعبہ بھی جان حیدر کرار بھی (مطلع)

ہم ہیں عاشق ہم کو کیا باغ جناں سے واسطہ
ہم کو کافی ہے تمہارا سایہ دیوار بھی

حسرت دیدار پر راضی نہیں قلب کلیم
اب تو لازم ہے کہ ہو سرکار کا دیدار بھی

دیدار ہو جائے

یہ حسرت ہے کہ دل دیوانہ سرکار ہو جائے
مگر ایسا کہ آپ آئیں تو پھر ہشیار ہو جائے

جناں کے آپ ہیں مالک جنوں دولت ہماری ہے
یوں ہی اے کاش یہ سودا سر بازار ہو جائے

زمانہ ہے طلبگارِ شفا سرکار والا سے
مگر دل چاہتا ہے آپ کا بیمار ہو جائے

کٹا دے آپ کے قدموں میں سر یوں آپ کا عاشق
کہ بے سر ہو کے اہل عشق کا سردار ہو جائے

مصلیٰ آپ کے پیچھے بچھائے سطح دریا پر
یوں ہی اے کاش بیڑا زندگی کا پار ہو جائے

نظر ہر سورتِ قرآں میں آئے آپ کی صورت
تلاوت کرتے کرتے آپ کا دیدار ہو جائے

چھپے گی کیسے دیوانوں سے آمد آپ کی مولا
نقیبِ در اگر زنجیر کی جھنکار ہو جائے

عریضہ اس لئے اہل جنوں ہر سال لکھتے ہیں
جو حال اِس پار کا ہے کچھ عیاں اُس پار ہو جائے

یہ دل صرف اس لئے کھینچ کر حرم کی سمت آیا ہے
طوافِ کعبہ میں مولا ترا دیدار ہو جائے

زباں کو میثم تمار کی طاقت اگر دیدے
تو تیرا بندۂ مجبور بھی مختار ہو جائے

قطعہ

بتا دو ان دشمنانِ حق کو جنھیں کوئی بھی خبر نہیں ہے
جہاں میں کیسا ہے یہ اجالا جو عسکریؑ کا قمر نہیں ہے
زمانہ ہوتا ہے دیں کا پیرو امام اس دور میں ہے جب
نہیں ہے جس میں امام کوئی وہ جسم ہے جس میں سر نہیں ہے

وعدہ

یہ تو طے ہے آنے کا وعدہ کیا ہے آئیں گے
ایسا لگتا ہے کہ وہ آئیں گے اور ہم جائیں گے

دل یہ کہتا ہے رخِ پر نور جب دکھلائیں گے
جو بھی ہیں بیہوش سب کو ہوش میں لے آئیں گے

ہم ہیں اُن کے مشکلوں سے کس لئے گھبرائیں گے
چار دن کی بات ہے اک روز وہ آجائیں گے

راکٹوں پر کیوں اکڑتے ہیں طواغیتِ جہاں
راکٹوں کا کیا بھروسہ ایک دن اڑ جائیں گے

پہلے سنتے تھے کہ آنے پر اُٹھے گا شورِ حشر
اب یہ لگتا ہے کہ محشر ساتھ لے کر آئیں گے

ہم بلاتے ہیں تو وہ پردہ سے بھی آتے نہیں
وہ بلائیں گے تو ہم تربت سے بھی آجائیں گے

نقشِ الفت اتنی آسانی سے مٹ سکتا نہیں
سب مٹاتے جائیں گے اور ہم بناتے جائیں گے

ان کو تڑپاتے ہیں یہ اہلِ زمانہ ظلم سے
کیا وہ اپنے عاشقوں کو ہجر سے تڑپائیں گے

کب تلک دیکھیں گے اپنے عاشقوں کا قتلِ عام
ایک دن گھبرا کے پردہ سے نکل بھی آئیں گے

جب نہیں آتا عریضوں کا مرے کوئی جواب
دل یہ کہتا ہے کہ شائد خود ہی اب آجائیں گے

ہے یقیں لکھا ہے خطِ شوق پر جب ان کا نام
اپنے کاغذ کے سفینے پار اب لگ جائیں گے

میرے مولا آپ خضرا میں بلا کر دیکھ لیں
میرے حالِ دل کو ابنِ روح کیا بتلائیں گے

ہم تو ہر ہر موڑ پر کرتے ہیں جشنِ انتظار
کیا کبھی سرکار بھی اپنا پتہ بتلائیں گے

دے کے خطِ شوق یہ ہر موج کرتی ہے سوال
میں پلٹ کر جاؤں گی سرکار کچھ فرمائیں گے

مسکرا کر کہتے ہیں کرتے نہیں کیوں اعتبار
آئیں گے ہم آئیں گے ہم آئیں گے ہم آئیں گے

لطف دیدار

رخ سے پردہ کو ہٹاؤ تو مزہ آجائے
دہر کو طور بناؤ تو مزہ آجائے

میری راتوں میں شب نور نہیں ہے کوئی
رخ روشن جو دکھاؤ تو مزہ آجائے

شور برپا ہے پس پردہ نہیں ہے کوئی
ایسے میں پردہ اٹھاؤ تو مزہ آجائے

کہتے ہیں پانی پہ ممکن نہیں سجدہ کوئی
تم مصلیٰ جو بچھاؤ تو مزہ آجائے

نقش کاغذ پہ تو دنیا نے بہت دیکھے ہیں
نقش پانی پہ جماؤ تو مزہ آجائے

لاکھوں مرحب ہیں کوئی حیدر کرار نہیں
زورِ حیدر جو دکھاؤ تو مزہ آجائے

زد پہ جبریلِ امیں اب نہیں آنے والے
اب جو تلوار اٹھاؤ تو مزہ آجائے

مدتیں گذریں مرے دل میں سمائے ہو تم
اب جو آنکھوں میں سماؤ تو مزہ آجائے

امتوں کو تو سبھی لوگ پڑھاتے ہیں نماز
تم نبوت کو پڑھاؤ تو مزہ آجائے

رسم دنیا ہے کہ لکھتے ہیں عریضوں کا جواب
تم جو خود ہی چلے آؤ تو مزہ آجائے

فخرِ سلیمان

جب تلک چاہیں رہیں نظروں سے پنہاں ہوکر
ایک دن آنا ہے محفل میں نمایاں ہوکر

جس طرح دل میں سمائے ہیں وہ ایماں ہوکر
کاش نظروں میں بھی آجاتے وہ قرآں ہوکر

کبھی ہنسنے کا بھی موقع ملے میرے سرکار
کب تلک ذکر تمہارا کریں گریاں ہوکر

کیسے ممکن ہے۔اٹھا لائیں وہ تختِ بلقیس
تم سے پردہ نہ اٹھے فخرِ سلیماں ہوکر

دستِ تاویل سے اب لٹتی ہے میراثِ کتاب
کیسے خاموش ہو تم وارثِ قرآں ہوکر

نازِ قرآں کو ہے تم ہو محافظ اُس کے
فخرِ مسلم کو ہے بس حافظِ قرآں ہوکر

رعبِ سرکار سے کس طرح نہ پھیلے اسلام
جو بھی دیکھے گا وہ پلٹے گا مسلماں ہوکر

حیف شیطان کے بارے میں نہیں شک کوئی
بابِ سرکار میں رہ جاتے ہیں حیران ہوکر

مدحِ سرکار میں نازل ہوئیں اتنی آیات
حق کا قرآں بھی رہا آپ کا دیواں ہوکر

میرے مولا کوئی مداح نہ خالی جائے
جو بھی آیا ہے وہ سرکار کا مہماں ہوکر

ہمزباں ہوگیا خالقِ دو عالم کا کلیم
یہ شرف مل گیا مولا کا ثناخواں ہوکر

حالتِ انتظار

ہوتی نہیں شناخت اب صورت لالہ زار کی
ایک ترے نہ ہونے سے گت یہ بنی بہار کی

جب بھی کسی نے کہہ دیا آگئی رُت بہار کی
دھڑکنیں اور بڑھ گئیں اس دلِ بیقرار کی

تیرا ہی گھر ہے دل مرا لرزاں ہیں جس کے بام و در
جانِ جہاں نکال دے شکل کوئی قرار کی

کیسے کہوں ترے لئے راہِ قرار ہے محال
لوگ نکال لیتے ہیں راہیں نئی فرار کی

در پہ نگاہ، دل میں شوق ۔ لب پہ دعا جگر میں درد
سب سے جدا مثال ہے حالتِ انتظار کی

میرے حضور کیوں نہیں اٹھتا ہے آپ سے حجاب
سنتے ہیں کہ کوئی حد نہیں آپ کے اختیار کی

صدیاں گذر چکی ہیں اور خونِ عدو ملا نہیں
آکے بجھا دے پیاس اب دادا کی ذوالفقار کی

طعنوں کا دیں گے ہم جواب جب بھی اٹھے گا یہ حجاب
مانا کہ سو سنار کی کافی ہے اک لوہار کی

مانا نہ آئے گا جواب اپنے عریضوں کا مگر
لکھنا ہے فرض اس لئے ۔ بات ہے اعتبار کی

ایک ترے فراق کا دل پہ ہوا ہے یہ اثر
بند زبان ہو گئی مصحفِ کردگار کی

شکرِ خدا کہ آگیا چہرہ ترا نگاہ میں
جب بھی کبھی طلب ہوئی جلوۂ کردگار کی

تیری ثنا میں اس لئے نطقِ کلیم گُنگ ہے
بات کہاں سے لائے گا لہجۂ کردگار کی

قبلہ نما

ہیچ یہ دنیا ہے میرے دلربا کے سامنے
ہر بلندی پست ہے عرشِ علا کے سامنے

اس کے آگے دست بستہ یوں کھڑے ہیں اولیا
انبیا رجیسے محمد مصطفیٰ کے سامنے

اس طرح اس نے فقیروں میں ولایت بانٹ دی
جیسے ٹکڑے ڈال دیتے ہیں گدا کے سامنے

کہہ کے یہ چرخِ چہارم سے چلے آئے مسیح
آسماں ہے خاک اس کی اقتدا کے سامنے

ہاتھ پھیلائے ہوئے دیکھا ہے ہم نے بارہا
ساکنانِ عرش کو اس کی عطا کے سامنے

یا روعین اللہ کو مثلِ بشر کیسے کہیں
ایک دن جانا ہے ہم کو بھی خدا کے سامنے

ہم ہیں خاطی وہ ہیں معطی دونوں ہی مجبور ہیں
ہم خطا کے سامنے اور وہ عطا کے سامنے

دل یہ کہتا ہے عریضوں کا نہیں گر اعتبار
حال عاشق دیکھ لیجئے خود بلا کے سامنے

سامنے کعبہ کے آجائیں کہ دنیا دیکھ لے
جھکتا ہے کعبہ مرے قبلہ نما کے سامنے

قطعہ

جب بھی ہوتی ہے قیامت کی فضا چاروں طرف
ہم کو آتے ہیں نظر مشکل کشا چاروں طرف
تیغِ حیدرؑ گرتی ہے یوں لشکرِ کفار پہ
گھومتی ہے جس طرح رن میں قضا چاروں طرف

کوئی بوتراب ہے

گردش میں ہے فلک کہ کوئی آفتاب ہے
قائم ہے یہ زمیں کہ کوئی بوتراب ہے

ہر انقلابِ دہر صدا دے رہا ہے آج
باقی ابھی زمانے میں اک انقلاب ہے

کہتے ہیں انتظار بھی ہے باعثِ ثواب
ہم کو تو یہ ثواب بھی وجہِ عذاب ہے

دیتے نہیں عریضوں کا میرے کوئی جواب
شائد کہ ہر سوال مرا لاجواب ہے

نظریں بچا کے آ گئے دل میں سما گئے
واللہ یہ حجاب بھی کیا لاجواب ہے

مدت سے ان کو خواب میں بھی دیکھتا نہیں
شائد قریب منزلِ تعبیرِ خواب ہے

آئیں گے اب جو وہ تو جگہ دوں گا میں کہاں
اب گھر میں صرف اک دلِ خانہ خراب ہے

تابانیِ جمال سے کھلتا نہیں ہے راز
آنکھوں پہ ہے حجاب کہ رخ پر حجاب ہے

کہتی ہیں یہ ادائیں نبوت کا ہے جمال
کہتا ہے دبدبہ کہ علیؑ کا شباب ہے

کرتا ہوں ہر نماز میں آلِ نبیؐ کا ذکر
جس کو پئیں حرم میں یہی وہ شراب ہے

میں پی رہا ہوں جلتا ہے شیخِ حرم کا دل
کیا خوب اجتماعِ شراب و کباب ہے

اللہ ہر نگاہِ ستم سے اسے بچائے
یہ آخری ریاضِ نبیؐ کا گلاب ہے

یہ صرف دردِ دل ہے قصیدہ نہیں **کلیم**
اُن کا قصیدہ ہے تو خدا کی کتاب ہے

پردۂ غیب

جب سخت وقت کوئی بھی آیا ہے سامنے
ہم نے ہمیشہ آپ کو رکھا ہے سامنے

اہلِ جہاں کے واسطے پردہ ہے سامنے
ہم جب بھی دیکھتے ہیں تو جلوہ ہے سامنے

دیوانگیِ عشق کا عالم نہ پوچھئے
خوش ہے کہ دل میں جلوہ ہے پردہ ہے سامنے

اپنی نمازِ عشق کا انداز ہے الگ
مولودِ کعبہ دل میں ہے کعبہ ہے سامنے

اس سے غرض ہے کیا کہ کدھر ہے رخِ حیات
کافی ہے یہ کہ کعبہ کا قبلہ ہے سامنے

یوں زندگی گذاری کہ یہ بھی خبر نہیں
کیا پیچھے چھوڑ آئے ہیں اور کیا ہے سامنے

تشنہ لبی کا درد فقط جانتے ہیں ہم
محتاج قطرہ قطرہ کو دریا ہے سامنے

عالم یہ ہے کہ مصلحِ کل ہے پسِ حجاب
بگڑا ہوا زمانے کا نقشہ ہے سامنے

ہر حافظِ کتاب کا ہے حالِ زار یہ
آنکھیں ہیں بند اور صحیفہ ہے سامنے

کرتا ہوں جب تلاوتِ آیاتِ کبریا
لگتا یہ ہے کہ اُن کا سراپا ہے سامنے

موجیں اٹھائیں سر تو بھلا کس طرح اٹھائیں
مختارِ بحر و بر کا مصلّٰی ہے سامنے

عاشق کا حال دیکھ کے موجیں ہیں بیقرار
پردہ میں ہے جواب عریضہ ہے سامنے

آتی ہے اک صدا کہ نہ کر شکوۂ فراق
اٹھ اے مریضِ عشق مسیحا ہے سامنے

صد شکر جس کے طور پہ مشتاق تھے کلیم
اپنے لئے وہ طور کا جلوہ ہے سامنے

آثارِ ظہور

بدلے اس دہر کے اطوار نظر آتے ہیں
جو تھے اشرار وہ ابرار نظر آتے ہیں
جہلا، قوم کے سردار نظر آتے ہیں
علما، برسرِ پیکار نظر آتے ہیں
امرا، درپے آزار نظر آتے ہیں
رؤسا، دیں کے خریدار نظر آتے ہیں
یہ جو کچھ صاحبِ کردار نظر آتے ہیں
سمجھو یہ غیب کے انوار نظر آتے ہیں
ایسا لگتا ہے کہ اٹھنے کو ہے ان کا پردہ
ہر طرف حشر کے آثار نظر آتے ہیں
نہ خلافت کا نشاں ہے نہ حکومت کا پتہ
صرف اجڑے ہوئے دربار نظر آتے ہیں

مٹ گیا زورِ یزید اور ستمِ ابن زیاد
اہل حق پھر بھی سردار آتے ہیں
اس سفیہانہ سیاست کو بھلا کیا کہئے
جو یگانے تھے وہ اغیار نظر آتے ہیں
اب فقط ایک امامت کا سہارا ہے کلیمؔ
جس کے ہر موڑ پہ آثار نظر آتے ہیں
جب تصور میں ابھرتا ہے کبھی اُن کا خیال
سر بسر احمدِ مختار نظر آتے ہیں
دبدبہ اُن کا جو ہے مظہرِ قہرِ داور
ہو بہو حیدرِ کرار نظر آتے ہیں
حُسنِ یوسفؑ کے خریدار تھے اہل دنیا
اُن کے یوسف بھی خریدار نظر آتے ہیں
رخ پہ پردہ بھی ہے ملنے کی تمنا بھی ہے
حسن میں عشق کے آثار نظر آتے ہیں
ایک جلوہ نظر آتا نہیں ان کا ورنہ
سیکڑوں طالبِ دیدار نظر آتے ہیں

انوار ہی انوار

بیتِ زہراؑ میں جو کردار نظر آتے ہیں
سب ہی تخلیق کے شہکار نظر آتے ہیں

حسن میں احمدؐ مختار نظر آتے ہیں
رعب میں حیدرِ کرار نظر آتے ہیں

بیتِ زہراؑ کو یہ مالک نے شرف بخشا ہے
اس میں سرکار ہی سرکار نظر آتے ہیں

اس کا خیاط ہے رضوان تو درباں جبریل
یہاں سردار ہی سردار نظر آتے ہیں

طور کی کوئی حقیقت نہیں اس کے آگے
یہاں انوار ہی انوار نظر آتے ہیں

اس کی تاریخ میں آتا نہیں فرّار کا ذکر
یہاں کرّار ہی کرّار نظر آتے ہیں

ہر جگہ مرضیِ خالق کے طلب گار ملے
یہاں مرضی کے خریدار نظر آتے ہیں

قافلہ آلِ محمدؐ کا ہے تنہا ایسا
جس میں سب قافلہ سالار نظر آتے ہیں

جس کی نظروں میں سمائی ہیں ادائیں اُن کی
اس کو انوار ہی انوار نظر آتے ہیں

ان کے غائب سے محبت کا اثر ہے کہ یہاں
کچھ نہ کچھ زیست کے آثار نظر آتے ہیں

اس کی آمد سے زمیں کا یہ شرف ہے کہ مسیح
فرش پر آنے کو تیار نظر آتے ہیں

دیکھ کر میرے عریضہ کو ہیں موجیں بیتاب
کچھ جواب آنے کے آثار نظر آتے ہیں

اس کے قدموں کی ہے آہٹ کہ غریبوں کے نصیب
جو تھے خوابیدہ وہ بیدار نظر آتے ہیں

شانِ غیبت تو بہت دیکھ لی اب ہے حسرت
دیکھیں کس طرح سے سرکار نظر آتے ہیں

اُس طرف وادیِ خضرا ہے اِدھر قلبِ **کلیم**
رہتے اُس پار ہیں اِس پار نظر آتے ہیں

جانِ عسکریؑ

کوئی کسی کے لئے ہے کوئی کسی کے لئے
یہ دل ہے وقف فقط جانِ عسکریؑ کے لئے

یہ مانا جلوہ نظر میں نہیں خیال تو ہے
یہ کم نہیں ہے محبت کی دلکشی کے لئے

بغیر دیکھے زمانہ بنا ہے دیوانہ
یہ جذبِ خاص ہے بس دلبرِ نبیؐ کے لئے

ہر ایک گوشۂ دل پر اُسی کا قبضہ ہے
بچا نہیں کوئی گوشہ یہاں کسی کے لئے

ہر ایک بات سے مدحت اسی کی کھلتی ہے
لکھو نبیؐ کے لئے یا لکھو علیؑ کے لئے

بلا پتہ کا عریضہ ہو اور پہنچ جائے
بڑے سکون کی منزل ہے عاشقی کے لئے
امام وقت میں شک ہو یقیں ہو شیطاں کا
یہ بات زیب نہیں دیتی آدمی کے لئے
ہے بغضِ آلِ پیمبرؐ قصور فطرت کا
کوئی علاج نہیں یاروا اس کمی کے لئے

خدایا دین پہ کیسی گھڑی یہ آئی ہے
نبیؐ کے گھر پہ مسلمانوں کی چڑھائی ہے

قطعہ

علیؑ کا لال سنوارے گا قسمت اسلام
کہ اس نے لمحوں میں تقدیر حرم بنائی ہے

جانِ زینبؑ

زینبؑ کا لال وہ شہِ عالی وقار ہے
جس پر نثار رحمتِ پروردگار ہے
مالک کو اپنے بندہ پہ کیا اعتبار ہے
ہاتھوں میں اس کے گردشِ لیل و نہار ہے
نظروں سے دور دامنِ رحمت میں دی جگہ
کس درجہ اپنے بندہ سے قدرت کو پیار ہے
دورِ خزاں سے دُور نہ کیوں رکھتا کبریا
قائم اِسی سے دینِ نبیؐ کی بہار ہے
کہتا ہے اُس کا حسن۔ ہے تصویرِ مصطفٰےؐ
کہتا ہے دبدبہ اسدِ کردگار ہے
جب منزلِ جہاد میں رکھے گا وہ قدم
محسوس ہوگا وارثِ دلدل سوار ہے

خاموشیوں سے اس کی نہ دھوکہ ہو ظالمو
قبضے میں اُس کے اب بھی وہی ذوالفقار ہے

جوہر کھلیں گے تیغِ علیؑ کے بوقت جنگ
یہ آخری شجاعتِ حیدرؑ کا وار ہے

تیغِ دودم کا دیکھیں گے میدان میں یہ اثر
جو ایک تھا وہ دو ہے جو دو تھا وہ چار ہے

لائے گا کون حملۂ شیرانہ کا جواب
وہ شاہِ لافتیٰ ہے تو یہ ذوالفقار ہے

مدحِ امامِ عصرؑ

در شہر "العین"

اسی صورت سے ان کی راہ میں آنکھیں بچھائیں گے
کہ ان کی یاد میں العین میں محفل سجائیں گے
نظر سے دور رہ کر بھی مرے دل میں سمائیں گے
کہ وہ اس کعبۂ دل میں نئے رستے سے آئیں گے
سوئے دریا مصلّی لے کے جب تشریف لائیں گے
بلائیں لیں گی موجیں اور حباب آنکھیں بچھائیں گے
جماعت عیسیٰ مریم کو وہ جس دم پڑھائیں گے
زمیں کی سرحدوں کو آسمانوں سے ملائیں گے
وہ بیٹھیں گے تو اپنے حسن کا سکہ بٹھائیں گے
وہ اٹھیں گے تو دنیا میں نیا محشر اٹھائیں گے

زمیں پر کیسے رکھیں گے قدم وہ آسماں والے
اس باعث ہم ان کی راہ میں آنکھیں بچھائیں گے

اندھیرا قبرِ پاکِ مصطفیٰ پر رہ نہیں سکتا
وہ آئیں گے تو تربت پر چراغِ دل جلائیں گے

کریں گے نصب دریا پر علم عباسؑ غازی کا
تو سطحِ آب پر اسلام کا سکہ جمائیں گے

بمیدانِ وغا برسے گا یوں تلوار کا پانی
کہ سارے حوصلے ظلم و ستم کے ڈوب جائیں گے

نکل جائیں گے سارے حوصلے یوں تیغِ حیدرؑ سے
کہ اب جبریل بھی تلوار کی زد پر نہ آئیں گے

انھیں معلوم ہے تیغِ علیؑ کی تشنگی کیا ہے
علیؑ کے لال ہیں خونِ دلِ دشمن پلائیں گے

حسابِ حقِ زہراؑ ان سے منصب کا تقاضا ہے
وہ ٹھوکر مار کر قبروں سے مُردوں کو اٹھائیں گے

عمل ان کے دم سے انتقامِ کربلا ہوگا
جو روئے ہیں ہزاروں سال وہ بھی مسکرائیں گے

ملوکیت رہے گی تا ابد ایماں کے قدموں میں
وہ تاجِ سلطنت کو اس طرح ٹھوکر لگائیں گے

وہ مشرق سے دکھائیں گے جب اپنے حسن کا جلوہ
تو مغرب میں نہ جانے کتنے سورج ڈوب جائیں گے

قطعہ

عبث ہے فکر کہ مدحِ نبیؐ میں کیا کہیے
ہے بات صاف! جو اللہ نے کہا کہیے
زبانِ حق کو اگر دیکھیں مدح خوانِ رسولؐ
کلامِ حق کو قصیدہ حضورؐ کا کہیے

مدحِ امامِ عصرؑ

تمہاری یاد میں شام و سحر آنسو بہائیں گے
اندھیری زندگی میں اب یونہی شمعیں جلائیں گے

فقط یہ سوچ کر احساس بڑھ جاتا ہے فرقت کا
خدا جانے مرے سرکار کب پردہ اٹھائیں گے

دلِ بیتاب کو اکثر تسلی دی ہے یہ کہہ کر
کہ وہ فرزندِ زہراؑ ہیں یقیناً رحم کھائیں گے

کبھی دل میں خیال آتا ہے ان کی دید لازم ہے
علیؑ کے لال ہیں بالیں پہ وقتِ نزع آئیں گے

جو کہتا ہوں تڑپ کر مرگئے عاشق تو کیا ہوگا
تو کہتے ہیں ہم اپنے عاشقوں کو پھر جلائیں گے

اسی باعث لگائے ہم نے کعبہ کے بڑے چکر
وہ اہلِ بیت ہیں آخر خود اپنے گھر تو آئیں گے

مزہ جب ہے کہ یہ خادم بھی ہو شامل جماعت میں
ہمیں کیا گر جماعت ابنِ مریم کو پڑھائیں گے

مرے مولا ترا گھر ہے ہمارا اول و آخر
ترے ہاتھوں سے زمزم پی کے پھر کوثر پہ جائیں گے

اسی باعث سجائی ہے انھیں کے نام سے محفل
نہ آئے اپنی محفل میں تو پھر آخر کب آئیں گے

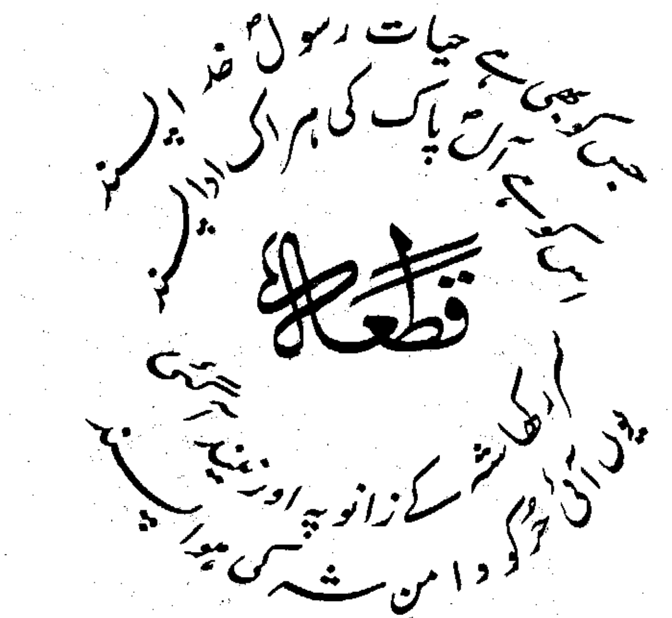

بیاد مہدیؑ

یہ لگتا ہے کہ دن فرقت کے یونہی بیت جائیں گے
سنائیں گے انھیں ہم حال دل وہ مسکرائیں گے
کہیں گے ہم کہ دیوانے ہیں عاشق روٹھ جائیں گے
کہیں گے وہ منائیں گے منائیں گے منائیں گے
کہیں گے ہم بگڑتی جا رہی ہے عشق کی قسمت
کہیں گے وہ بنائیں گے بنائیں گے بنائیں گے
کہیں گے ہم جو فرقت ہی میں موت آئی تو کیا ہو گا
کہیں گے وہ جلائیں گے جلائیں گے جلائیں گے
کہیں گے ہم کہ لگتی جا رہی ہے آگ دنیا میں
کہیں گے وہ بجھائیں گے بجھائیں گے بجھائیں گے
کہیں گے ہم رہے گی راز کب تک آپ کی غیبت
کہیں گے وہ بتائیں گے بتائیں گے بتائیں گے

کہیں گے ہم یہ اشرارِ زمانہ سر اٹھائے ہیں
کہیں گے وہ جھکائیں گے جھکائیں گے جھکائیں گے
کہیں گے ہم خدا جانے کہاں ہے وادیٔ خضرا
کہیں گے وہ بلائیں گے بلائیں گے بلائیں گے
کہیں گے ہم کہ تیغ حیدری ہے خون کی پیاسی
کہیں گے وہ پلائیں گے پلائیں گے پلائیں گے
کہیں گے ہم کہ عیسیٰ کو بہت شوق جماعت ہے
کہیں گے وہ پڑھائیں گے پڑھائیں گے پڑھائیں گے
کہیں گے ہم کہ ہے سارا زمانہ طالب جلوہ
کہیں گے وہ دکھائیں گے دکھائیں گے دکھائیں گے
کہیں گے ہم کہ سوتی جا رہی ہے محفل عشرت
کہیں گے وہ جگائیں گے جگائیں گے جگائیں گے

مدحِ امام عصرؑ

فرقت میں ہے یہ حال دلِ بے قرار کا
ہر لمحہ اک صدی ہے شبِ انتظار کا
دشمن اڑا رہے ہیں مذاق انتظار کا
یہ کام ہے مشیت پروردگار کا
ہے ایک ہی علاج دلِ بے قرار کا
دامن سمیٹ لیجئے اب انتظار کا
ہم مدتوں سے اس لئے کرتے ہیں انتظار
دراصل اک ثبوت ہے یہ اعتبار کا
دامن بچائے چاہنے والوں کی بزم سے
انداز یہ نیا ہے مرے پردہ دار کا
ہر اک نظر سے دور ہر اک دل میں جلوہ گر
پہرہ ہر ایک جبر پہ ہے اختیار کا

حالت یہ ہے کہ قطروں سے طوفاں اُبل پڑیں
دامن نچوڑ دوں جو شبِ انتظار کا
سوکھی زمیں کو ابر کرم کی ہے جستجو
مژدہ کوئی سنائیے فصلِ بہار کا
سرکار اس مکان میں رہنا ہے آپ کو
کچھ تو کریں علاج دلِ داغ دار کا
طوفانوں میں عریضہ ہے سرکار المدد
کوئی نہیں انیس غریب الدیار کا
ہے کربلا کے بعد سے ابتک نیام میں
ارماں نکال دیجیے دل ذوالفقار کا
محروم جلوہ گر رہے محفل میں بھی کلیم
طور شنا نہیں ہے یہ تختہ ہے دار کا

مدحِ امام عصرؑ

بہت ستاتے ہیں مولا! یہ نابکار مجھے
سمجھ گئے ہیں کہ سرکار سے ہے پیار مجھے

اِس اک خطا پہ بنایا گناہگار مجھے
نہیں پسند زمانے کے داغدار مجھے

نہ چاہیئے کوئی دولت نہ اقتدار مجھے
اگر نصیب ہو سرکار کا جوار مجھے

کسی بھی ملک میں ملتا نہیں قرار مجھے
بنا دیا ہے زمانے نے بے دیار مجھے

کِھلی جو دل کی کلی ظلم نے مسل ڈالا
نہ راس آیا کبھی موسم بہار مجھے

تمہارے پردہ اٹھانے کا اعتبار تو ہے
نہیں حیات کا اب کوئی اعتبار مجھے

یہ انتظار رہے گا یونہی سدا قائم
کہ اپنے عشق کا رکھنا ہے اعتبار مجھے

عریضہ بھیجا یہ الفت کا اک تقاضا تھا
پئے جواب تمہارا انتظار مجھے

یہ آرزو ہے کہ تم پر نثار ہو جاؤں
زمانہ کہتا ہے حضرت کا جاں نثار مجھے

حضور جیسے ہوں موجود اپنی محفل میں
خیال آتا ہے رہ رہ کے بار بار مجھے

یہ آرزو ہے کہ نعلین پاک سر پہ رکھوں
بنا بھی دیجئے دنیا کا تاجدار مجھے

تمہارے رخ سے منور ہو کائنات تمام
اُس ایک دن کا ہے برسوں سے انتظار مجھے

مدحِ امامِ عصرؑ

دولت نہ کوئی درہم و دینار چاہیئے
خاکِ قدم حضور کی سرکار چاہیئے

عشقِ علیؑ کی دولتِ بیدار چاہیئے
ملتی ہو دار پر تو مجھے دار چاہیئے

دنیا کے جاہ و مال کا انکار چاہیئے
اور آپ کے کمال کا اقرار چاہیئے

چاروں طرف سجے ہیں محل ظلم و جور کے
کوئی تو دینِ حق کا بھی دربار چاہیئے

تاریکیوں میں ڈوب گیا ہے جہاں تمام
دنیا کو ایک مرکزِ انوار چاہیئے

گفتار کے سپاہی ہیں یہ سارے کلمہ گو
اور دینِ حق کو صاحبِ کردار چاہیئے

انسانیت بھٹکتی ہے صحرائے زیست میں
پروردگار قافلہ سالار چاہیئے

اے کردگار ہم کو بھی توفیقِ خیر دے
سنتے ہیں اُن کو لشکرِ دیندار چاہیئے

مدت سے ذوالفقار پڑی ہے نیام میں
چلنے کو دستِ حیدرِ کرار چاہیئے

ہم صورتِ کلیمؑ نہ جائیں گے طور پر
ہم کو اِسی مقام پہ دیدار چاہیئے

نرجس کے لال اب تو اٹھا دیں نقابِ رخ
کیا آپ کو بھی مصر کا بازار چاہیئے

مدحِ امام عصرؑ

(مسدس)

اہل دل دیکھو یہ اعلانِ مہ شعبان ہے
اہل حق وہ ہے جسے سرکار کا عرفان ہے
اہل دیں وہ ہے جو شہ کی آل پر قربان ہے
اہل الفت ہے وہ جس کو دید کا ارمان ہے
اہلِ غیبت جس کی نظروں میں سدا قرآن ہے
اہل قرآں وہ ہے جس کا غیب پر ایمان ہے

وہ جو صدیوں سے ہے پوشیدہ حجاب اندر حجاب
جس کے جلووں کا نہیں ممکن زمانے میں جواب
جس کے قدموں سے ہے وابستہ محبت کا شباب
اک قیامت ہو الٹ دے گر وہ چہرے سے نقاب
وہ زلیخائے شریعت کا دلی ارمان ہے
یوسف کنعاں بھی اس کے حسن پر قربان ہے

اس کی ہستی دہر میں ہے محرم رازِ خدا
وہ محمدؐ کی دعا ہے وہ علیؑ کا مدعا
اس سے وابستہ ہے ہر اک آرزوئے فاطمہؑ
مجتبیٰؑ کی جان ارمانِ شہیدِ کربلا
خامشی میں وہ رسولؐ کبریا کی شان ہے
اور زباں کھولے تو گویا بولتا قرآن ہے

ہے لب کونین پر اُس کا فسانہ دیکھئے
بحر و بر پر ہر طرف ہے اس کا قبضہ دیکھئے
قعرِ دریا میں رواں اُس کا عریضہ دیکھئے
سطحِ دریا پر بچھا اُس کا مصلےٰ دیکھئے
وہ اکیلا ہے کہ حاصل جس کو اطمینان ہے
ورنہ دریا میں فقط طوفان ہی طوفان ہے

ہے رواں روزِ ازل سے زندگی کا قافلہ
ہو رہی ہیں منزلیں طے مرحلہ در مرحلہ
دورِ آخر تک آ پہنچا ہے حق کا سلسلہ
اب اسی کے دم سے ہوگا دوجہاں کا فیصلہ

قلب زہراؑ و علیؑ کا آخری ارمان ہے
یہ نکل جائے تو سمجھو حشر کا سامان ہے

جو مسلماں ہے اُسے اِس سے محبت چاہیئے
دل میں الفت اور زباں پر اسکی مدحت چاہیئے

حکم خالق ہے تو خالق کی اطاعت چاہیئے
عشق احمدؐ ہے تو پھر اجر رسالت چاہیئے

ہم کریں مدحت تو دنیا کس لئے حیران ہے
اک قصیدہ اس کا خود اللہ کا قرآن ہے

امام عصرؑ

نرجس کے لال جب بھی ترا تذکرہ ہوا
اپنے دل و دماغ میں محشر بپا ہوا
اٹھنے لگے ہیں اپنے قدم سوئے بیت حق
نکلا ہوں جب بھی ترا پتہ پوچھتا ہوا

مدحِ امام عصرؑ

جب ہمارے امام آئیں گے
لے کے حق کا نظام آئیں گے

وارث شاہ تشنہ کام ہیں وہ
تشنہ کاموں کے کام آئیں گے

مقتدی بن کے آئیں گے عیسیٰؑ
اور وہ بن کر امام آئیں گے

ہر شہید نیاز کی خاطر
لے کے عمر دوام آئیں گے

صبح تک گھر میں روشنی ہو گی
وہ اگر وقت شام آئیں گے

میکدوں کا نظام بدلے گا
لے کے کوثر کا جام آئیں گے

کھلے ذوالفقار کا قبضہ
وہ پئے انتقام آئیں گے
مجرموں کی پکار جب ہو گی
کچھ پرانے بھی نام آئیں گے
عشق کی آبرو بڑھانے کو
سوئے دارالسلام آئیں گے
کہدو عہدوں پہ مرنے والوں سے
کل یہ عہدے نہ کام آئیں گے
ان کے ہمراہ بہر نصرت حق
صرف اُن کے غلام آئیں گے
سن کے نام ان کا دل یہ کہتا ہے
اب رسول انام آئیں گے
دور دنیا سے ظلمتیں ہوں گی
جب وہ ماہ تمام آئیں گے
صبح یثرب جہاں پہ چھائے گی
کچھ نہ کام اہل شام آئیں گے

روح زہرا کرے گی استقبال
وہ بصد اہتمام آئیں گے
قبر زہرا پہ آنسوؤں کے چراغ
لے کے وہ صبح و شام آئیں گے
بھیجیں گے ہم زمین والے درود
آسمان سے سلام آئیں گے

قطعہ

کسی نے نام علیؑ کا نہیں لیا اب تک
کوئی نجات کا ساماں نہیں کیا اب تک
نشان ملتا نہیں تخت شام کا لیکن
ہر ایک گھر میں ہے حیدرؑ کا دیا اب تک

یاد امام عصرؑ

کوئی کرتا ہے جب بھی احمدؐ مختار کی باتیں
تو یاد آتی ہیں مجھ کو حیدرؑ کرار کی باتیں

قدم رکھتے ہیں جب بھی آگ پر ہم یا علیؑ کہہ کر
تو شعلوں کی زباں سے سنتے ہیں گلزار کی باتیں

محب کے ساتھ اُن کے ۔ ذکر دشمن اس طرح آیا
کہ جیسے ایک منزل پر ہوں نور و نار کی باتیں

زہے قسمت ہمارے لب پہ ذکر باب حکمت ہے
کریں کیوں چھوڑ کر دروازہ کو دیوار کی باتیں

مقدر نے بنایا ہے کلیم طور ایمانی
تو لازم ہے کہ ہم کرتے رہیں دیدار کی باتیں

خدا رکھے انھیں سے حسرت دیدار زندہ ہے
مزہ دینے لگی ہیں اب تو ہجر یار کی باتیں

کتاب حق میں تو ہر گام پر ہیں غیب کے چرچے
وہ کافر ہیں جو دہراتے ہیں بس کفار کی باتیں

یقین ہونے لگا ہے دھیرے دھیرے اُن کے آنے کا
کہ اب ہونے لگی ہیں ہر طرف کردار کی باتیں

ضرورت ہے کہ بس اب یوسف زہراؑ کے چرچے ہوں
پرانی ہو چکی ہیں مصر کے بازار کی باتیں

نگاہوں میں مرے آجاتا نقشہ قیامت کا
جو یاد آجاتی ہیں سرکار کے دربار کی باتیں

زمانہ ہو گیا جب سے لگا بیٹھا ہوں پردہ سے
یونہی اسے کاش سن لیتا کبھی سرکار کی باتیں

کہیں بھی سنتا ہوں جب وادی خضرا کے افسانے
یہ لگتا ہے کہ یہ ہیں عشق کے گلزار کی باتیں

مری نظروں میں ہے میدانِ خم اور وادی خضرا
میں اِن کو چھوڑ کر کیسے کروں گا غار کی باتیں

خدا شاہد یہ ان کے جذب الفت کی کرامت ہے
لبِ مجبور پر ہیں خلد کے مختار کی باتیں

یَاوَارِثَ الْحُسَیْنِ تُنَادِیْكَ کَرْبَلَا

بدلی ہے ایسی عالم اسلام کی فضا
ایماں کا چمن ہے نہ کردار کی ہوا
ہر غم ہے لاعلاج تو ہر درد لا دوا
اب مرکز فساد ہے بغداد و سامرہ
یَاوَارِثَ الْحُسَیْنِ تُنَادِیْكَ کَرْبَلَا

ظلم و جفا و جور کا ہے ایسا سلسلہ
دینِ خدا ہے کربِ مسلسل میں مبتلا
ہوتی ہے ہر یزید کی تائید برملا
طوفان شرک سرحد بصرہ تک آچکا
یَاوَارِثَ الْحُسَیْنِ تُنَادِیْكَ کَرْبَلَا

خطرہ میں ہر طرف سے ہے اسلام کا وجود
پھر آرہے ہیں مطلعِ تاریخ پر یہود
وجہ سکوں شراب ہے اصل حیات سود
جیسے یزید شام کا پھر دور آگیا
یَاوَارِثَ الْحُسَیْنِ تُنَادِیْكَ کَرْبَلَا

اک مصدرِ علوم شریعت تھا جو عراق
اب اس کا گوشہ گوشہ ہے اک مرکز نفاق
ہر صبح اک فساد ہے ہر شام افتراق
بربادیوں کی زد پہ ہے روضہ شہید کا
یَاوَارِثَ الْحُسَیْنِ تُنَادِیْكَ کَرْبَلَا

نذر خزاں ہے سارا شریعت کا گلستاں
محوِ سکوتِ مرگ ہیں امت کے پاسباں
لکھے گا کون خون سے مذہب کی داستاں
اب کوئی جان نثارِ پیمبر نہیں رہا
یَاوَارِثَ الْحُسَیْنِ تُنَادِیْكَ کَرْبَلَا

مشرق میں جب سے رکھے ہیں شیطان نے قدم
ایمان کا ہے وقار نہ کردار کا بھرم
کاغذ کے بدلے بکتے ہیں بازار میں قلم
ہر ہر قدم پہ ہوتا ہے سودا اصول کا
یَا وَارِثَ الْحُسَیْنِ تُنَادِیْكَ کَرْبَلَا

بے شرم ایسی امتِ بے دین ہو گئی
جیسے کہ مر کے قابلِ تلقین ہو گئی
رنگین خون سے ارضِ فلسطین ہو گئی
اور شور ہے کہ دین کو خطرہ نہیں رہا
یَا وَارِثَ الْحُسَیْنِ تُنَادِیْكَ کَرْبَلَا

امت میں تابِ شعلہ بیانی نہیں رہی
اسلام کے لہو میں روانی نہیں رہی
ایماں کی زندگی ہے جوانی نہیں رہی
درکار عصرِ نو کو ہے اکبرؑ کا حوصلہ
یَا وَارِثَ الْحُسَیْنِ تُنَادِیْكَ کَرْبَلَا

الحاد خوش ہے کوئی خمینی نہیں ہے اب
بغداد خوش ہے کوئی کلینی نہیں ہے اب
بیداد خوش ہے کوئی حسینی نہیں ہے اب
اب کوئی چارہ ساز نہیں آپ کے سوا
یَا وَارِثَ الْحُسَیْنِ تُنَادِیْكَ کَرْبَلَا

کیونکر نہ قلب دین و شریعت ہو داغ داغ
اسلام کا مدینہ میں ملتا نہیں سراغ
قبر رسولؐ پاک پہ جلتا نہیں چراغ
ہے کون اب جو خون سے روشن کرے دیا
یَا وَارِثَ الْحُسَیْنِ تُنَادِیْكَ کَرْبَلَا

مولا کلیمِ عصر کی ہے بس یہ التجا
دکھلا دو جلد جلوۂ انوار مصطفٰے
دیکھے جہاں جلال جگر بندِ مرتضٰے
ٹھہرے کہیں تو گریۂ زہراؑ کا سلسلہ
یَا وَارِثَ الْحُسَیْنِ تُنَادِیْكَ کَرْبَلَا

خاتمة

سلام

جبکہ ہے میرے لبوں پر پنجتنؑ کا تذکرہ
شش جہت میں کیوں نہ ہو میرے سخن کا تذکرہ

پنجتنؑ کا ذکر ہے کب پنجتنؑ کا تذکرہ
سچ جو پوچھو یہ ہے ربِ ذوالمنن کا تذکرہ

زورِ حیدرؑ اور اخلاقِ نبیؐ کی بات ہے
حملۂ شبیرؑ اور صلحِ حسنؑ کا تذکرہ

جس کی ہر ہر فرد ہے اپنی جگہ پر انتخاب
ہے زبانِ وحی پر اُس انجمن کا تذکرہ

راہِ حق میں دھوپ میں مرجھا گئے ہوں جس کے پھول
ہر مسلماں پر ہے لازم اس چمن کا تذکرہ

جب کوئی سبزہ ہوا پامال باغِ دہر میں
ہر طرف ہونے لگا ابنِ حسنؑ کا تذکرہ

تیر کھا کر مسکرایا ایک لمحہ کو صغیر
ہو رہا ہے آج تک اس بانکپن کا تذکرہ

دینِ حق ہے اک امانت زینبؑ و شبیرؑ کی
اس لئے ہر لب پہ ہے بھائی بہن کا تذکرہ

خشک لب بے شیر کے ماں کو نظر آنے لگے
جب کبھی آیا کسی غنچہ دہن کا تذکرہ

قید میں اکثر یہ پوچھا کرتی تھی بنتِ حسینؑ
کیوں پھوپھی کیا جرم ہے ہم پر وطن کا تذکرہ

ہر قدم پر اس لئے ہم نے لگائی ہے سبیل
حشر تک ہوتا رہے تشنہ دہن کا تذکرہ

ہے خدا شاہد سکوں ملتا ہے دل کو اے کلیم
کرتے ہیں غربت میں جب اک بے وطن کا تذکرہ

سلام

سلام اُن پہ جو معیار تھے وفا کے لئے
جئے خدا کے لئے مر گئے خدا کے لئے

سدا وہ رہتے تھے تیار ہر بلا کے لئے
جنھیں خدا نے بنایا تھا کربلا کے لئے

حسینؑ خاک کو خاکِ شفا بنا کے گئے
زمانہ کس لئے بیچین ہے دوا کے لئے

خدا کے دیں کی ضرورت حسینؑ و اسماعیلؑ
وہ ابتدا کے لئے تھے یہ انتہا کے لئے

رکھا جو خاک پہ ابن ابو تراب نے سر
فلک بھی جھک گیا تعظیم کربلا کے لئے

مٹا دے سر کو جو بنتا ہو زندۂ جاوید
جنابِ خضر یہ اک راہ ہے بقا کے لئے
عزائے شہ کو مٹا دے مجال ہے کس کی
دعائیں مانگی ہیں زہراؑ نے اس عزا کے لئے

کمال زینبؑ و عباسؑ یوں ہوا روشن
ہے شیرِ جانِ پدر زینتِ پدر زینبؑ
علیؑ کے خون کی تاثیر حضرت عباسؑ
تو شیرِ فاطمہ زہراؑ ہے ثانی زینبؑ
حضرت عباسؑ و زینبؑ

سلام

کوئی جواب جفا کا نہیں وفا کے سوا
کہیں نہ کھل سکا یہ رازِ کربلا کے سوا
اس اک طلسم کو خاکِ شفا نے توڑا ہے
علاج درد کا کوئی نہیں دوا کے سوا
حسینؑ نے تہِ خنجر یہ کر دیا ثابت
نہیں ہے لائقِ سجدہ کوئی خدا کے سوا
جسے نصیب ہو دنیا میں آسماں بنتا
کوئی وہ خاک نہیں خاکِ کربلا کے سوا
بغیر مانگے یہاں ہر مراد ملتی ہے
ہر ایک بات کرو عرضِ مدعا کے سوا

لٹا کے اپنی کمائی بچائے دولت دیں
جہاں میں کوئی ہے فرزندِ فاطمہؑ کے سوا
سراغِ راہِ جناں کوئی دے سکا نہ کہیں
جہاں میں دلبرِ زہراؑ کے نقشِ پا کے سوا

جب دکھاتے ہیں غمِ شہ میں روانی آنسو
حوضِ فردوس کے بن جاتے ہیں پانی آنسو

آنسو

یہ مرے مالک مرے اشکوں کا تسلسل نہ رکے
یہ غریبوں کی محبت کی نشانی آنسو

سلام

بغیر ذکرِ علیؑ دین کی گفتگو نہ کرو
نماز سے ہے عداوت تو پھر وضو نہ کرو
خدا کے بندے ہو وجہ خدا پہ رکھو نظر
نگاہ دینِ محمدؐ میں چار سو نہ کرو
اُسے علیؑ کی زیارت سے موت آتی ہے
بوقتِ نزع بھی ظالم کو قبلہ رو نہ کرو
عدوئے دیں کی غلامی کے واسطے یارو
تباہ دینِ پیمبرؐ کی آبرو نہ کرو
نمازِ عشق ادا ہو محال ہے یارو
خود اپنے خونِ جگر سے اگر وضو نہ کرو

اگر ضروری ہے سرِ دار خلد سے نفرت
خدا کے واسطے جنت کی آرزو نہ کرو
دیا ہے درس خواتینِ کربلا نے کلیمؔ
عزیز دیں کے لئے اپنی آبرو نہ کرو

قطعہ

قدم قدم پہ ہے اک تازہ کربلا اب تک
اسی لئے غمِ سرور نہ مٹ سکا اب تک
تہِ مزار ہیں سب کل کے بے کفن لاشے
مگر یزید کا لاشہ نہیں اٹھا اب تک

سلام

خدا گواہ جو حق کے امام ہوتے ہیں
وہ مستحقِ درود و سلام ہوتے ہیں
بہ شوق ناز اٹھاتا ہے صاحبِ معراج
خدا کے دین کے ایسے امام ہوتے ہیں
جو بن کے آتے ہیں زہراؑ کی آنکھ کے تارے
وہی زمانے میں ماہِ تمام ہوتے ہیں
جو کوئی کام نہیں کرتے نام کی خاطر
دلوں پہ ثبت فقط ان کے نام ہوتے ہیں
جو اپنے خون سے کرتے ہیں معرکوں میں وضو
پس حیات وہی لالہ فام ہوتے ہیں

امام رکھتا ہے اُن کے سروں کو زانو پہ
بصدقِ دل جو علیؑ کے غلام ہوتے ہیں
درود کیوں نہ ہو آلِ رسولؐ حق پہ کلیم
غلام اُن کے علیہم السلام پڑھتے ہیں

آلِ رسولؐ

بنامِ بیت شام و سحر ہیں قرباں نبیؐ کے گھر کی خبر نہیں ہے
یہ دین اسلام وہ شجر ہے کہ جس کا کوئی ثمر نہیں ہے
کلیم جائے گا کیا جناں میں عدوئے آلِ رسولؐ بن کر
کہ اس مسلماں کا رُخ جدھر ہے جناں کا رستہ اُدھر نہیں ہے

سلام

وفا کی بزم کی زینت تھے ناصرانِ حسینؑ
شعاعِ مہرِ امامت تھے ناصرانِ حسینؑ
زمیں نہ تھی بھلا کیسے آسماں کا جواب
بجرمِ پیرہنِ شہادت تھے ناصرانِ حسینؑ
لہو سے اپنا بنایا ہے خاک کو کاہر
کچھ ایسے جانِ بہارت تھے ناصرانِ حسینؑ
گلا کٹا کے دیا اپنی زیست کا ثبوت
کتابِ حق کی صداقت تھے ناصرانِ حسینؑ
پسِ حیات بھی لبیک کی صدا دی ہے
وہ صاحبانِ کرامت تھے ناصرانِ حسینؑ

نثار کیوں نہ ہو کل کائناتِ عشق آن پہ
کہ جاں نثارِ امامت تھے ناصرانِ حسین
کلیم جس کی تجلی کی تاب لا نہ سکیں
وہ نورِ حق و صداقت تھے ناصرانِ حسین

دعائے سجّاد با صفا پر اگر کسی کی نظر نہیں ہے
تو اس سے بڑھ کے زمانے بھر میں کوئی بشر باثر نہیں ہے

قطعہ

نہ زندگی کا کوئی طریقہ نہ بندگی کا کوئی سلیقہ
یہی سبب ہے کہ ہر زباں پر دعا ہے لیکن اثر نہیں ہے

سلام

جہاں میں آتے ہیں جو انقلاب کی خاطر
وہ پلتے نہیں ہیں شباب کی خاطر
بنے جو حجتِ رسالت مآب کی خاطر
زمیں خلق ہوئی بوتراب کی خاطر
غمِ حسین شرافت کا اک تقاضا ہے
غمِ حسین نہیں ہے ثواب کی خاطر
وہ جن کے دل میں نہ ہو داغِ ماتمِ شبیر
وہ انتظار کریں آفتاب کی خاطر
ہمارے دل میں ازل سے ہے الفتِ شبیر
یہ دل نہیں کسی خانہ خراب کی خاطر

ہاں عون و محمد سے ہوگی روشن
کہ اس کی قید نہیں انقلاب کی خاطر
علی ہیں ابن تب ہیں موجود - خوف کیا ہے کہیں
کہ ہو فرشتوں سے آئیں حساب کی خاطر

یوں ہوئی آسان مشکل اپنی دشواری کے بعد
جیسے صحت روح کو مل جائے بیماری کے بعد

جناب زینبؑ

اس طرح چونکا دیا زینبؑ نے انساں کو نیند سے
عقل سو سکتی نہیں ہے دل کی بیداری کے بعد

سلام

کسی چمن کی طرف اور نہ انجمن کی طرف
نگاہ اپنی ہے بس روئے پنجتنؑ کی طرف

مری نظر میں زمانہ سما نہیں سکتا
کہ یہ نگاہ ہے اک شاہ صف شکن کی طرف

متاع زیست لٹاتا ہے جن کو صحرا میں
وہ مڑ کے دیکھ نہیں سکتے ہیں وطن کی طرف

کبھی جو دھوپ میں مرجھاتے دیکھا کوئی پھول
نگاہ اٹھ گئی زہراؑ کے گلبدن کی طرف

کبھی جو سبزۂ پامال کا خیال آیا
خیال مڑ گیا اک دلبر حسنؑ کی طرف

خیال آتا تھا سرور کو جب اسیری کا
تو دیکھ لیتے تھے بے ساختہ بہن کی طرف

بسی ہے دل میں مرے یادِ غربتِ شبیرؑ
خیال اب نہیں جاتا کبھی وطن کی طرف

جو ہوں عروسِ شہادت سے ہمکنار کلیم
وہ کیسے مڑ کے بھلا دیکھتے دلہن کی طرف

قطعہ

گونجتی ہے یوں اذانوں کی صدا چاروں طرف
ہوتا ہے ذکر علیؑ و مصطفیٰؐ چاروں طرف

یہ مدینہ وہ نجف یہ کربلا وہ کاظمین
ہم کو آتی ہے نظر شانِ خدا چاروں طرف

سلام

علیؑ کی گود میں بچہ اگر پلا ہوگا
تو اپنے وقت کا اک شاہ لافتیٰ ہوگا

دلیل عظمت حیدرؑ رہے خانہ کعبہ
کہ گھر بڑا ہے تو گھر والا بھی بڑا ہوگا

جو کربلا میں شہِ دیں کے کام آیا ہے
وہی زمانے کا اک روز آسرا ہوگا

حسینؑ دیں گے اگر شیرِ حق کو اذنِ جہاد
تو چند لمحوں میں طے سارا معرکہ ہوگا

نگاہ ہے رخ غازی پہ دل لرزتا ہے
علیؑ کا شیر ہے غیظ آگیا تو کیا ہوگا

سکینہؑ کہتی تھیں بچوں سے اب نہ گھبراؤ
مرا چچا مرا مشکیزہ لا رہا ہوگا

نہ آیا پانی تو دل کو یہ کہہ کے بہلایا
علیؑ کا شیر ترائی میں سو رہا ہوگا
مگر یہ دل کی صدا تھی کہ لوٹ آؤ چچا
طمانچے ماریں گے ظالم مجھے تو کیا ہوگا
یہ سوچ سوچ کے ام البنین روتی تھیں
فرس سے لال مرا کس طرح گرا ہوگا

قطعہ

خدایا دین پہ کیسی گھڑی یہ آئی ہے
نبیؐ کے گھر پہ مسلمانوں کی چڑھائی ہے
کسی کے منھ سے نہ نکلا بوقت قتل حسینؑ
تمام عمر کی زہراؑ کی یہ کمائی ہے

سلام

نظر میں جب بھی کبھی آفتاب آیا ہے
خیالِ حسنِ رسالت مآبؐ آیا ہے
شبیہِ احمدؐ مرسل ہے نور عین حسینؑ
جو لاجواب تھا اس کا جواب آیا ہے
جمال اکبرؑ دھر وسے ہوتا تھا محسوس
پلٹ کے جیسے نبیؐ کا شباب آیا ہے
جدھر بھی مڑ گئے میدان میں علی اکبرؑ
ستم کی فوج میں اک انقلاب آیا ہے
حسینؑ کیجئے پانی کی اب تو کوئی سبیل
کرن سے نور نظر کا میاب آیا ہے
لہو میں ڈوبے جو اکبرؑ تو بولا قلب حسینؑ
گہن میں آج مرا آفتاب آیا ہے

حسینؑ بیٹھے ہیں خاموش لاش اکبرؑ پر
جوان بیٹے کا ہنگام خواب آیا ہے
ضعیف باپ اٹھائے جواں کی لاش کلیمؔ
جہاں میں ایسا کوئی انقلاب آیا ہے؟

جسے عروج ملائک کی انتہا کہئے
اسے کمال پیمبر کی ابتدا کہئے

کہئے

جب اس کے پیچھے ہیں صف بستہ انبیاء کرام
اسے نبی نہیں سردار انبیاء کہئے

سلام

اے سلامی کیا غرض اس کو کسی اکسیر سے
جس کو نسبت ہوگئی خاک درِ شبیرؑ سے

الفت شہ ہم نے پائی خوبی تقدیر سے
یہ وہ دولت ہے جو ہاتھ آتی نہیں تدبیر سے

دین حق کو ہم نے سمجھا اسوۂ شبیرؑ سے
جس طرح قرآن سمجھا جاتا ہے تفسیر سے

خطِ فاصل درمیانِ حق و باطل بن گیا
بس وہ کاغذ رہ گیا محروم جو تحریر سے

اس لئے ہم کربلا جاتے ہیں جنّت کے لئے
لیں گے ہم جاگیر لیکن صاحبِ جاگیر سے

روئے عابد پر نظر ہے یاد آتے ہیں علیؑ
اس قدر ملتی ہوئی تصویر ہے تصویر سے

فرق خالق نے نہیں رکھا برائے نام بھی
زورِ عابد کیوں نہ ملتا زورِ خیبر گیر سے

چودہ صدیوں سے ہے دنیا میں نقیبِ حرّیت
وہ صدا نکلی تھی جو عابد تری زنجیر سے

تیرے خطبہ نے سرِ دربار ثابت کر دیا
ظلم کا تختہ الٹ سکتا ہے اِک تقریر سے

وہ بھی تو نے آنسوؤں کی دھار سے سر کر لیا
معرکہ جو سر نہ ہو سکتا کبھی شمشیر سے

ماتمِ سجادؑ کا یہ بھی اثر ہے اے کلیم
زندگی اِس قوم کی ہے ماتمِ شبیرؑ سے

سلام

امتحانِ عشق ہے باطل سے ٹکرانے کا نام
اور وفا ہے عشق میں جی سے گزر جانے کا نام

موت ہے اہلِ ستم کی روٹیاں کھانے کا نام
زندگی ہے عشق کے ہاتھوں میں مر جانے کا نام

یوں تو ہر دیوانگی ہے ٹھوکریں کھانے کا نام
پر جنونِ عشق ہے گر کر سنبھل جانے کا نام

یاد آتے ہیں علیؑ کھل جاتی ہے دل کی کلی
جب بھی لے لیتا ہے کوئی موت کے آنے کا نام

عشقِ آلِ مصطفیٰؐ ہے اک ضمانت ہوش کی
اس لئے ہوتا ہے دانا ان کے دیوانے کا نام

دشمنانِ آلؑ پر کرتے ہیں لعنت صبح و شام
ہم نہیں لیتے ہیں ان کے ساتھ بیگانے کا نام

غازیانِ راہِ حق کا ہے کچھ ایسا دبدبہ
موت لے سکتی نہیں ہے ان کے گھر آنے کا نام

جن کے بچے کھیلتے ہیں خنجر و شمشیر سے
ان کے گھر آتا نہیں باطل سے گھبرانے کا نام

وہ تو کہیے کربلا والوں نے رکھ لی آبرو
ورنہ اک دشنام تھا مذہب میں پروانے کا نام

آنے والا ہے جہاں میں ورثہ دارِ ذوالفقار
اب نہ لیں روح الامیں میدان میں آنے کا نام

خالی کوزے کربلا کے یاد آتے ہیں کلیم
جب بھی لیتا ہے کوئی محفل میں پیمانے کا نام

سلام

عظمت ہے کیا رسولؐ کی حیدرؑ سے پوچھئے
حیدرؑ کا کیا شرف ہے پیمبرؐ سے پوچھئے

کیا ابتدا علیؑ کی ہے کیا ان کی انتہا
بیتِ خدا سے دوشِ پیمبرؐ سے پوچھئے

بیتِ خدا سے پوچھئے حیدرؑ کا مرتبہ
جس گھر کی ہے جو بات اسی گھر سے پوچھئے

کن کن بلندیوں پہ ہیں حیدرؑ کے نقشِ پا
عرشِ خدا سے دوشِ پیمبرؐ سے پوچھئے

لمحوں میں کیسے طے ہوا جنّت کا فاصلہ
صبحِ دہم یہ حرؑ کے مقدر سے پوچھئے

بے تیغ کیسے لڑتا ہے لاکھوں سے اک جری
یہ شیرِ حق کے شیرِ دلاور سے پوچھئے

زخموں کے پھول خون کا سہرا برات غم
لگتی ہے کیسی بیوۂ شبرؑ سے پوچھئے

کس طرح دم نکلتا ہے عہد شباب میں
قلب حسینؑ، سینہ اکبرؑ سے پوچھئے

طرز جفا پہ آتی ہے کس طرح سے ہنسی
اس حوصلہ کو جرأت اصغرؑ سے پوچھئے

بھائی کو کیسے روتے ہیں بیٹوں کو چھوڑ کر
یہ درد قلب زینبؑ مضطر سے پوچھئے

لفظوں سے کیسے ہوتا ہے سر کوئی معرکہ
یہ طرز جنگ، شام کے منبر سے پوچھئے

ہاتھ آئی کیسے دولت غم ہم کو اے کلیمؔ
ہم سے نہیں ہمارے مقدر سے پوچھئے

سلام

ہم ہمیشہ زور باطل آزماتے ہی رہے
تیر کھاتے ہی رہے اور مسکراتے ہی رہے

وہ ہمیشہ نہر پر پہرے بٹھاتے ہی رہے
ہم ہمیشہ خوں کے دریا میں نہاتے ہی رہے

وہ لہو محراب و میداں میں بہاتے ہی رہے
ہم اسے افسانہ کی سرخی بناتے ہی رہے

کیا اگر چھوڑا زمانے نے در آل نبیؐ
عشق والے تو گدا بن بن کے آتے ہی رہے

جز علیؑ کوئی نہ آیا جنگ میں بہر مدد
ورنہ پیغمبرؐ تو ہر اک کو بلاتے ہی رہے

مٹ گئے اہل ستم ان کو مٹانے کے لئے
اور شہیدان وفا دنیا پہ چھاتے ہی رہے

اے علی اصغرؑ تمہارے حوصلوں کا کیا جواب
چھد گیا ننھا گلا اور مُسکراتے ہی رہے

کچھ تو تھا اٹھا ترائی سے نہ لاشہ شیر کا
ورنہ سرور صبح سے لاشیں اٹھاتے ہی رہے

آئے اکبرؑ بن کے میداں میں شبیہِ مصطفیٰؐ
امتی اس پر بھی تلواریں چلاتے ہی رہے

اس طرح توڑا جہاں میں ہم نے طوفانوں کا زور
آندھیوں کی زد پہ ہم شمعیں جلاتے ہی رہے

ظالموں نے بارہا شانے کئے اپنے قلم
ہم علم عباسؑ کا لیکن اٹھاتے ہی رہے

کیا مٹا سکتے ہیں اہلِ زمانہ اے کلیمؔ
زندگی ہم ماتمِ سرور سے پاتے ہی رہے

سلام

جو لے کے جذبِ مدحِ علیؑ دار تک گئے
گویا دیارِ میثمِ تمار تک گئے

دروازہ سے ملے گا ہر اک فیض شہر کا
کیا پائیں گے جو شہر کی دیوار تک گئے

جنت بھی مل گئی ہے سرِ روضہ کربلا
ہم جب بھی باغِ خلد کے سردار تک گئے

ماں نے سجایا عون و محمدؑ کو اس طرح
گویا وغا کو جعفرِ طیار تک گئے

ہم شکلِ مصطفیٰؐ پہ جو برسے تھے تیرِ ظلم
دراصل جسمِ احمدِ مختار تک گئے

عباسؑ نے الٹ دیا میدانِ کربلا
یہ معجزہ ہے ہاتھ نہ تلوار تک گئے

اُس قوم کا جواب ملے یہ محال ہے
بے شیر جس کے تیروں کی بوچھار تک گئے

ضعفِ بصر بھی اور شکستہ کمر بھی ہے
کیا جانے شاہ کیسے علمدار تک گئے

اللہ جن کا سایہ نہ دیکھا تھا مہر نے
بے پردہ وہ یزید کے دربار تک گئے

فتحِ دیارِ شام ضروری تھی اس لئے
اس معرکہ میں عابدِ بیمار تک گئے

یہ معجزہ ہے ماتمِ سرور کا اے کلیم
خلدِ بریں میں ہم سے گنہگار تک گئے

سلام

جب تلک "دہر" میں قرآں کی زباں باقی ہے
بالیقیں مدحتِ سردارِ جناں باقی ہے

روکی تھی مدحِ علیؑ کاٹ کے میثم کی زباں
کیا خبر تھی ابھی قرآں کی زباں باقی ہے

اب نہ سجدہ ہے نہ ہیں پشتِ پیمبرؐ پہ حسینؑ
نگہِ دین میں لیکن وہ سماں باقی ہے

ہم کو کیا فکر کہ تربت میں اندھیرا ہوگا
سینہ پر ماتمِ سرور کا نشاں باقی ہے

ہر طرف گونجے گی ہمشکلِ پیمبرؐ کی صدا
جب تلک دہر میں آوازِ اذاں باقی ہے

ساری دنیا میں ہے شبیرؑ کے روضہ کی شبیہ
کہیں ظالم کا کوئی نام و نشاں باقی ہے؟

کہتا تھا رن میں حبیب بن مظاہر کا جہاد
ظالمو! دل میں ابھی عزم جواں باقی ہے

دل اکبرؑ سے نکل آئی ہے برچھی لیکن
دل لیلیٰ میں ابھی نوک سناں باقی ہے

گو کہ ہیں عصر کے سہمے ہوئے بچے خاموش
دشت میں فاطمہ زہراؑ کی فغاں باقی ہے

تذکرہ اصغرؑ بے شیر کا ہے چار طرف
تیر باقی ہے جہاں میں نہ کماں باقی ہے

نام شبیرؑ پہ جاری ہیں سبیلیں ہر سو
اب کہاں قافلۂ تشنہ دہاں باقی ہے

مجلس شاہ سے آباد ہے دنیائے کلیم
یہ ہیں باقی تو محبت کا جہاں باقی ہے

سلام

اٹھے جو مدحِ شاہؑ کا ارماں لئے ہوئے
جبریلؑ آئے ہاتھ میں قرآں لئے ہوئے

کعبہ سے خالی ہاتھ نہیں آئے مصطفےٰؐ
آئے ہیں بولتا ہوا قرآں لئے ہوئے

سینہ پہ داغ نامِ شبیرؑ دل میں عشق
جاتے ہیں ہم نجات کا ساماں لئے ہوئے

رکتے تو کیسے رکتے یہ اشکِ غمِ حسینؑ
آنکھیں ہیں عکسِ گنجِ شہیداں لئے ہوئے

ٹوٹے ہوئے قلوب کے جلتے ہوئے دیے
آئی ہے ساتھ شامِ غریباں لئے ہوئے

سرورؑ کے رونے والوں کو محشر کا خوف کیا
یہ خود ہیں ایک حشر کا ساماں لئے ہوئے

سینہ سے کیوں لگاتا نہ و لخت دل رسولؐ
حرؑ آ رہا ہے قلب پشیماں لئے ہوئے

زخموں کے پھول خون کا سہرا ہوا نصیب
اور ماں تھی دل میں بیاہ کا ارماں لئے ہوئے

کچھ اس ادا سے لائے تھے بے شیرؑ کو حسینؑ
ظالم یہ سمجھے آئے ہیں قرآں لئے ہوئے

اے ضعف بڑھ کے دیدے سہارا حسینؑ کو
آتے ہیں لاش اکبرؑ ذیشاں لئے ہوئے

کون ان کے کام آئے گا محشر میں اے کلیم
جو حسینؑ کے ساتھ ہیں قرآں لئے ہوئے

سلام

آیت کوئی حیدرؑ کی مدحت میں سنا دی ہے
یوں ماؤں نے بچوں کو قرآں کی ہوا دی ہے

جب اپنی ہر اک حسرت مٹی میں ملا دی ہے
تب خاک کے ذرّوں کو تاثیرِ شفا دی ہے

شبیرؑ کی یادیں اب جینے کا سہارا ہیں
اس واسطے دنیا کی ہر چیز بھلا دی ہے

کیوں کر نہ مرا دل ہو سورج کی طرح روشن
اس آئینۂ دل پر اشکوں نے جلا دی ہے

ہر سمت فضاؤں میں الفت کا اجالا تھا
عاشور کی شب شہؑ نے جب شمع بجھا دی ہے

مقتل میں اذاں دے کر یوں سوئے علی اکبرؑ
اسلام کی خوابیدہ تقدیر جگا دی ہے

حُسنِ رُخِ اکبرؑ کو دی حق نے جِلا ایسی
احمدؐ کی جوانی کی تصویر بنا دی ہے

ساحل نے قدم چومے موجوں نے بلائیں لیں
عباسؑ کو دریا نے یوں دادِ وفا دی ہے

اب جنگ کو دنیا میں ہتھیار نہیں لازم
اک ننھے مجاہد نے یہ رسم اُٹھا دی ہے

اُس قوم کو دنیا میں کیا کوئی مٹائے گا
جس قوم کو زہراؑ نے جینے کی دعا دی ہے

یہ غم ہے غمِ سرورؑ قربان کلیجہ اس پہ
اس غم نے زمانے کی تقدیر بنا دی ہے

سلام

ابھرا علیؑ کا نقشِ کفِ پا کہاں کہاں
دل نے کیا ہے شوق کا سجدہ کہاں کہاں

زیرِ لحد سے پردۂ اسریٰ کے پار تک
پھیلا ہے مرتضیٰؑ کا اُجالا کہاں کہاں

باقی ہے دار، مسجد و منبر نہیں تو کیا
مدحِ علیؑ پہ بیٹھے گا پہرہ کہاں کہاں

ہم کو نہ دیکھو کہتے ہیں ہم یا علیؑ مدد
دیکھو کہ مُصطفیٰؐ نے پکارا کہاں کہاں

ہنگامِ نزع، زیرِ لحد اور سرِ صراط
ملتا ہے مرتضیٰؑ کا سہارا کہاں کہاں

باغِ فدک اِدھر ہے اُدھر دشتِ کربلا
امت نے اہلِ بیتؑ کو لوٹا کہاں کہاں
کوفے سے لے کے تا سرِ میدانِ کربلا
حیدرؑ کا خوں بہا ہے خدایا کہاں کہاں
اکبرؑ کی لاش۔ ساحلِ دریا۔ سرِ نشیب
شہؑ نے کیا ہے شکر کا سجدہ کہاں کہاں
بازارِ کوفہ۔ دشتِ بلا اور دیارِ شام
دردر پھرا رسولؐ کا کنبہ کہاں کہاں
مقتل میں۔ پشتِ خیمہ پہ۔ زندانِ شام میں
روئی ہے اپنے لال کو زہراؑ کہاں کہاں
زنداں میں پوچھتی تھی سکینہؑ کہ اے پھوپھی
جائے گا اپنے ساتھ اندھیرا کہاں کہاں
نوکِ سناں پہ۔ طشت میں۔ بچیؑ کی گود میں
زینبؑ نے سرِ حسینؑ کا دیکھا کہاں کہاں

بتلائے گا یہ زخموں سے بہتا ہوا لہو
رویا ہے اپنے باپ کو بیٹا کہاں کہاں
انساں کے ساتھ روتے ہیں جن و ملک تمام
پہنچا غمِ حسینؑ کا چرچا کہاں کہاں
اٹھے لحد سے کہتے ہوئے یا حسینؑ ہم
کام آیا اے کلیمؔ یہ نوحہ کہاں کہاں

ہر ایک گھر میں ہے مظلومؑ کی عزا اب تک
یزید پٹ گیا زندہ ہے کربلا اب تک

قطعہ

قدم قدم پہ سبیلِ حسینؑ ہے قائم
مگر یزید کو پانی نہ مل سکا اب تک

اگر جہاں میں کوئی آفتاب باقی ہے
تو سمجھو معجزہ بوتراب باقی ہے

کہاں چلا سوئے مغرب پلٹ بھی آ خورشید
ابھی نماز ولایت مآب باقی ہے

کمال حسن کو لازم ہے پردۂ اسرار
اسی لئے شب اسریٰ حجاب باقی ہے

غم حسینؑ سے قوموں نے زندگی پائی
کرم سے بحر کے اب تک حباب باقی ہے

کیا تھا بنت پیمبرؐ نے جو بروز فدک
وہ اک سوال تھا جس کا جواب باقی ہے

ہزاروں آندھیاں سر سے گذر گئیں لیکن
جہاں میں باغ نبیؐ کا گلاب باقی ہے

شباب اکبرؑ مہرو خدا بچائے تجھے
ترے ہی دم سے نبیؐ کا شباب باقی ہے

نصیب حُرؑ کا تو جاگا اذان اکبرؑ سے
مگر ضمیر ستمگر کا خواب باقی ہے

سکوں سے سو گئے سب غازیان دین خدا
دلِ ستم میں مگر اضطراب باقی ہے

ہزار حیف کہ بعد حبیب و اکبرؑ بھی
جہاں میں تفرقۂ شیخ و شاب باقی ہے

لحد میں دیتا ہے ضو داغ ماتم شبیرؑ
اندھیرا کیسے ہو جب آفتاب باقی ہے

عزائے سرور دیں حشر میں بھی کام آئی
عمل تمام ہوا اور ثواب باقی ہے

ابوتراب کی الفت نہیں ہے جس دل میں
نہ جانے کیسے وہ خانہ خراب باقی ہے

ہیں چودہ شافع محشر تو فکر کیا ہے کلیم
ابھی جو پرسش روز حساب باقی ہے

سلام

کیوں ثنائے حیدرؑ صفدر سے گھبراتے ہیں لوگ
نام سنتے ہیں علیؑ کا اور مر جاتے ہیں لوگ

جب نہیں مولودِ کعبہ سے کوئی نسبت انھیں
جانے پھر کس منہ سوئے بیتِ حق جاتے ہیں لوگ

کیا خبر تھی مرتضیٰؑ مولا بنائے جائیں گے
خم تک آ کر مصطفیٰؐ کے ساتھ پچھتاتے ہیں لوگ

بہرِ سجدہ رکھتے ہیں سر کربلا کی خاک پر
اس طرح رہ کر زمیں پر عرش تک جاتے ہیں لوگ

کربلا ہے بارگاہ سیدِ شبانِ خلد
کتنی آسانی سے جنت میں چلے جاتے ہیں لوگ

اے فلک شبیرؑ پر آیا یہ کیسا انقلاب
بوسہ لیتے تھے نبیؐ اور تیر برساتے ہیں لوگ

غرقِ خوں جس طرح قاسمؑ کا سراپا ہو گیا
کیا یونہی تو شاہ کو دنیا میں نہلاتے ہیں لوگ

پیٹتی سر کیوں نہ آتی خیمہ کے در پر رباب
لاشِ اصغرؑ ڈھونڈتے میدان میں جاتے ہیں لوگ

قلبِ زینبؑ کہتا تھا عباسؑ سوتے ہوں کہاں
چادریں چھنتی ہیں خیمہ میں چلے آتے ہیں لوگ

کہتی تھیں بالی سکینہؑ کیوں نہیں جاتے ہیں ہم
شام کے ہنگام تو گھر کو چلے جاتے ہیں لوگ

کیا یقیں ہے ظالموں کو اب نہ آئیں گے چچا
کس لئے دکھلا کے پانی ہم کو ترساتے ہیں لوگ

میں مدینہ جا کے نانا سے کہوں گی ماجرا
اُن کا کلمہ پڑھتے ہیں اور ہم کو تڑپاتے ہیں لوگ

کیا خبر تھی ہے دیارِ شام میں یہ رسم بھی
سر دکھا کر باپ کا بچوں کو بہلاتے ہیں لوگ

ہائے وہ بچی کی قسمت ہائے وہ زندان شام
ایسے عالم میں تو خود بے موت مر جاتے ہیں لوگ
ماتم سبط پیمبرؐ کا اثر ہے یہ کلیم
نام سن کر ہم غریبوں کا لرز جاتے ہیں لوگ

امام سجادؑ

جب کبھی ویرانیٔ دنیا سے گھبراتا ہے دل
ذکر سجادؑ حزیں سے کچھ سکوں پاتا ہے دل
نام سجادؑ آتا ہے جب بھی مرے لب پر کلیم
ایسا لگتا ہے کہ سجدہ میں جھکا جاتا ہے دل

سلام

سیم و زر کا ذکر کیا ہے نذر جاں مشکل نہیں
ہم علیؑ والوں کو کوئی امتحاں مشکل نہیں
سر کٹانے کی رہ عشق و وفا میں دیر ہے
مرد مومن کو حیات جاوداں مشکل نہیں
نفس بن جائے اگر نفس نبیؐ نفس خدا
پھر رسائی تا بہ حد لامکاں مشکل نہیں
واسطہ بچے کا دے کر فاطمہؑ مانگیں دعا
بیت خالق میں نیا در ہو عیاں مشکل نہیں
اک ذرا ہو جائے حاصل بندگی کو اعتبار
تارہ آئے چومنے کو آستاں مشکل نہیں

ہاتھ بھی اپنے کٹا دے گر علمدار وفا
تا ابد اونچا رہے حق کا نشاں مشکل نہیں
جو کٹا دے راہ حق میں سجدۂ خالق میں سر
سجدہ گہہ بن جائے اس کا آستاں مشکل نہیں

حضرت عباسؑ

ہر سمت اگر اک مجمع ہے عباسؑ ترے دیوانوں کا
دراصل ہے یہ بھی ایک اثر دنیا پہ ترے احسانوں کا
دنیا کے تلاطم میں جب بھی آیا ہے زباں پر نام ترا
چکرایا ہے سر گردابوں کا جی چھوٹ گیا طوفانوں کا

سلام

صفت یہ خاص ہے آل محمدؐ کی زمانے میں
محمدؐ ہی محمدؐ ہیں محمدؐ کے گھرانے میں
کہاں شبیرؑ سا ایثار گر ہوگا زمانے میں
لٹا یا اپنا گھر اسلام کی بستی بسانے میں
بجھا دیتے نہ گر عاشور کی شب شمع کو سرور
نہ جلتی حشر تک شمع وفا کوئی زمانے میں
دلوں میں شمع عشق حیدرؑ کرار ہو روشن
یہ پہلی شرط ہے دین خدا سے لو لگانے میں
بنائے کعبہ آساں ہے بنائے کربلا مشکل
کہ سارا گھر لٹانا پڑتا ہے یہ گھر بسانے میں
لب دریا سے بچوں کے لئے پیاسا پلٹ آیا
کہاں عباسؑ جیسا باوفا ہوگا زمانے میں

علی اصغرؑ زمانہ رو رہا ہے چودہ صدیوں سے
نہ جانے درد تھا کتنا تمہارے مسکرانے میں

وہ خون انکار جس کے بار سے ارض و سما کو تھا
اُسی کا رنگ ہے اب تک شہ دیں کے فسانے میں

دیارِ شام کی تاریخ شاہد ہے مسلمانو
بنا رکھی ہے ہم نے حریت کی قید خانے میں

کوئی سجادؑ سے پوچھے جنازہ کیسے اٹھتا ہے
جو مر جاتا ہے بیکس کوئی قیدی قید خانے میں

کلیمؔ اشکوں کے قطرے ہیں بہانے رحمت حق کے
سکوں ملتا نہ کیسے قلب کو آنسو بہانے میں

سلام

جب بھی کبھی ہونٹوں پہ نام آگیا حیدرؑ کا
نظروں میں کھنچا منظر کعبہ کے نئے در کا

مولود کے لینے کو آئے ہیں پیمبرؐ بھی
کیا اوج پہ تارہ ہے کعبہ کے مقدر کا

ہم اہل جنوں اس کو دیوانگی کہتے ہیں
امت سے تقابل ہو اور نفس پیمبرؐ کا

انصاف سے بتلاؤ وہ کیسے مسلماں ہیں
جو مد مقابل ہو ہم شکل پیمبرؐ کا

غیروں پہ کرے کیونکر تنقید مسلماں اب
جب لوٹا ہے امت نے سرمایہ پیمبرؐ کا

انصار حسینی نے فوجوں کو بھگایا ہے
وہ حال تھا لاکھوں کا یہ عزم بہترؑ کا

کیونکر نہ الٹ جاتا جنگاہ کا کل نقشہ
عباسؑ کے بازو ہیں اور زور ہے حیدرؑ کا

اے فاتح خیبر اب امداد کو آجاؤ
شبیرؑ اٹھاتے ہیں لاشہ علی اکبرؑ کا

چھ ماہ کے بچے نے فوجوں کو رلا ڈالا
انداز عجب دیکھا شبیرؑ کے لشکر کا

آنکھوں میں جھلکتے ہیں جب اشک غم سرور
نظروں سے نہ گر جاتا کیوں مرتبہ گوہر کا

اجڑی نظر آتی ہے دنیا شہ والا کو
جب دیکھتے ہیں خالی جھولا علی اصغرؑ کا

جلتے ہوئے خیموں میں فریاد تھی زینبؑ کی
اے ظالمو مت لوٹو یہ گھر ہے پیمبرؐ کا

شبیرؑ کا غم کیوں کر رہتا نہ کلیمؔ اب تک
باقی ہے اسی غم سے اسلام پیمبرؐ کا

سلام

سلام اُس پہ جسے بوتراب کہتے ہیں
جواب اپنا رسالتمآب کہتے ہیں

جو متقی ہیں اُسے کہتے ہیں امام سبب
جو اولیا ہیں ولائت مآب کہتے ہیں

اگر ہو پردۂ اسرا تو اس کا نام ہے چاند
غدیر ہو تو اسے آفتاب کہتے ہیں

ہے اُس کا بچپنا آغازِ عظمتِ اسلام
اُسی کے زور کو دیں کا شباب کہتے ہیں

بلندی عرش کی اک خواب تھی زمیں کیلئے
علیؑ کے قدموں کو تعبیرِ خواب کہتے ہیں

نشانِ پائے علیؑ جس جگہ نظر آئے ہیں
اُسی کو اصل میں راہِ صواب کہتے ہیں

علیؑ کے ذکر کا کیا ذکر ہے مسلمانو
یہاں نظر کو بھی کارِ ثواب کہتے ہیں

زمیں کو رفعتیں بخشی ہیں اپنے سجدوں سے
اسی لئے تو اُسے بوتراب کہتے ہیں

جنابِ شیخ بھی لولا علیؑ کے پردہ میں
ہر اک سوال کا زندہ جواب کہتے ہیں

حضور کیوں نہیں کہتے ہیں حسبنا حیدر
رسولؐ جب انھیں گویا کتاب کہتے ہیں

وہ اپنے دشمنِ جاں کو بھی کرتے ہیں سیراب
جبھی تو اُن کو کرم کا سحاب کہتے ہیں

نبیؐ کے نفس کی گردن میں ہیں ریسمانِ ستم
اِسی کو دہر کا اک انقلاب کہتے ہیں

نہ جس کے دل میں ہو دنیا میں الفتِ حیدر
اُسی کو ہم دل خانہ خراب کہتے ہیں

حساب کرتا ہے جو بھی فضائلِ حیدر
اسی کے واسطے ہم بے حساب کہتے ہیں

کہاں خطابتِ حیدر کہاں کلامِ کلیم
اِسے جواب اُسے لاجواب کہتے ہیں

آگیا جب شوقِ دیدارِ خدا چاروں طرف
میں نے دیکھا جلوۂ مشکل کشا چاروں طرف

قطعہ

چھوڑ کر مولودِ کعبہ کو جو کرتا ہے طواف
کون جانے ڈھونڈھتا ہے شیخ کیا چاروں طرف

سلام

ساقیا آج اگر رہ گیا کاسہ خالی
لوگ کہدیں گے کہ ہے میکدہ تیرا خالی

جب بھی کاسہ ترے دروازہ پہ لایا خالی
شکر خالق کہ کسی نے بھی نہ دیکھا خالی

اپنے کاسہ کو کہوں یارو بھرا یا خالی؟
آتا تو خالی ہے واپس نہیں جاتا خالی

کس طرح ہوتا بھلا باب کرم اُن کا بند
کہیں پیاسوں سے بھی ہوجاتا ہے دریا خالی

جبکہ ہیں رندوں کی تقدیر میں بارہ ساقی
غیر ممکن ہے کہ ہو جام تو لا خالی

عشق کعبہ سے ہے مولود حرم سے نفرت؟
چھوڑ کر مے کو لئے پھرتے ہیں مینا خالی

کوئی کہلاتا نہ اپنے کو حرم کا خادم
گر علیؑ کرتے نہ اصنام سے کعبہ خالی

اک فقط طوس کا جہان سرا ہے جس کو
سیکڑوں سال سے ابتک نہیں دیکھا خالی

لوگ کہہ دیں گے کہ بیجان ہے سارا مذہب
ہوگئی حجت خالق سے جو دنیا خالی

اس لئے ہم نے بیاباں میں لٹایا ہے گھر
اپنے آثار سے رہ جائے نہ صحرا خالی

ہر جگہ آلؑ کے روضے ہیں مدینہ کے سوا
ہائے افسوس ہوا ایسا مدینہ خالی

سارے گھر باقی ہیں اک خانۂ زہراؑ کے سوا
کیسا آباد تھا اور ہو گیا کیسا خالی؟

ظالموں کیوں نہ دیا جان نبیؐ کو پانی
ایک چلو سے تو ہوتا نہیں دریا خالی

جب بھی گرتا ہوں تو آجاتا ہے لب پر ترا نام
تیری یادوں سے نہ ہوگی مری دنیا خالی

سلام

کرتے ہیں ذکرِ وفا اہلِ جفا کے سامنے
ہم چراغ اپنا جلاتے ہیں ہوا کے سامنے

کب تلک ہم ہاتھ پھیلاتے گدا کے سامنے
شکر خالق آ گئے مشکل کشا کے سامنے

چھوڑ کر حیدر کو پہنچے مصطفیٰؐ کے سامنے
چور دروازہ سے جاتے ہیں خدا کے سامنے

سامنے قرآن ہے اور بند آنکھیں ہو گئیں
کیا یونہی جائیں گے یہ ظالم خدا کے سامنے

جھکتے ہیں کعبہ کے آگے اور نہیں اتنا شعور
جھکتا ہے کعبہ مرے قبلہ نما کے سامنے

وارث حیدر کے ہاتھوں وہ بھی توڑے جائیں گے
بُت جو محلوں میں ہیں بیتِ کبریا کے سامنے

جاتے ہیں کافر کے آگے ہاتھ پھیلائے ہوئے
باندھ کر ہاتھوں کو جاتے ہیں خدا کے سامنے

امامِ عصرؑ

پورا اپنی زندگی کا مدعا ہو جائے گا
جب بھی وعدہ جانِ زہراؑ کا وفا ہو جائے گا

طور کے بدلے چلے ہیں جانبِ کعبہ کلیمؑ
دل یہ کہتا ہے کہ دیدارِ خدا ہو جائے گا

سلام

آکے دیکھو دلبرِ شیرِ خدا کے سامنے
دیکھتا ہوں کون رکتا ہے قضا کے سامنے

آج تک جبریلؑ کے شہپر پہ باقی ہیں نشاں
آگئے تھے ایک دن خیبر کُشا کے سامنے

اب بھی ہے موجود کوئی وارثِ تیغِ علیؑ
ہے اگر شک دیکھ لینا تم بھی آکے سامنے

نیام سے جس دن نکالے گا وہ حق کی ذوالفقار
سر اڑیں گے جیسے پتے ہوں ہوا کے سامنے

شرق سے تا غرب پھیلے گا مشیت کا نظام
سب فنا ہوجائیں گے دینِ خدا کے سامنے

اس طرح لہرائے گا دینِ پیمبرؐ کا علم
جیسے کل لہرا رہا تھا مصطفیٰ کے سامنے

وارثِ دینِ خدا ہے جانِ مولودِ حرم
ہوگا ظاہر اس لئے بیتِ خدا کے سامنے

لافتیٰ الا علی لا سیف الا ذوالفقار
پھر پڑھیں گے حضرتِ جبریلؑ آکے سامنے

دیکھ لینا آکے اُس دن تم بھی یارو کس طرح
جھکتا ہے کعبہ مرے قبلہ نما کے سامنے

سکے نہ کوئی سے گا شہ لافتیٰ کا نام
یہ نام ہے کتاب خدا میں خدا کا نام

قطعہ

لولا علیؑ کے کہنے سے یہ راز کھل گیا
مشکل میں سب ہی لیتے ہیں مشکل کشا کا نام

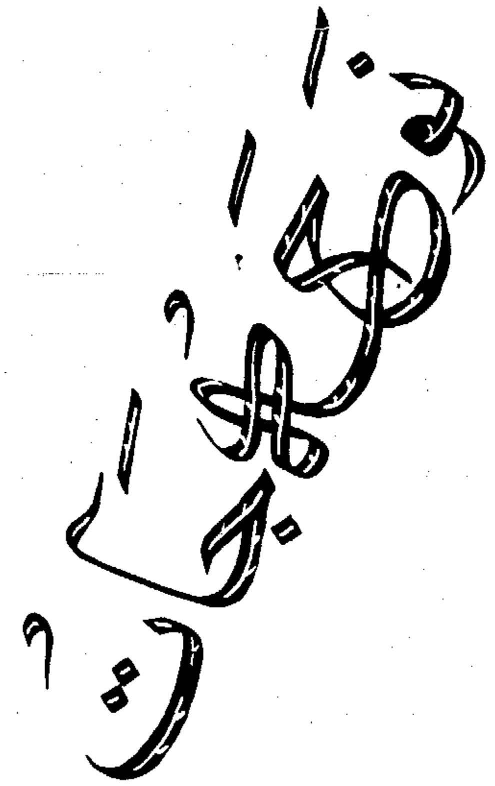

سلام

کربلا کے سامنے

کیا کوئی ٹھہرے گا اس جذب ولا کے سامنے
ہم ہمیشہ مسکراتے ہیں قضا کے سامنے

ہم کھڑے رہتے نہ کیونکر ہر بلا کے سامنے
ہر بلا بے وزن ہے اک کربلا کے سامنے

ہم نمازِ عشق یوں تیروں میں کرتے ہیں ادا
خود قضا جھک جاتی ہے اپنی ادا کے سامنے

تخت پر آجاتے ہیں اہل ریا کے بھی قدم
بوریہ جھکتا ہے لیکن بے ریا کے سامنے

سر کٹاتے بھی ہیں ہم اور سر جھکاتے بھی ہیں ہم
وہ جفا کے سامنے اور یہ وفا کے سامنے

چھوڑ کر اپنے عریضہ کو ذرا بتلائیے
کون یوں ٹھہرا ہے طوفان بلا کے سامنے

نوحہ برائے وفات پیغمبر اسلامؐ

روضہ پہ مصطفیٰؐ کے تنہا فاطمہؑ کا نوحہ
بابا تمہاری بیٹی اب رہ گئی ہے تنہا
آتا نہیں ہے در پہ کوئی سلام کرنے
دشمن ہوا زمانہ بدلی ہوئی ہے دنیا
کیا جانے ہوگی حالت اب کیا تمہارے گھر کی
جب دو دنوں میں بدلا دنیا کا ایسا نقشہ
امت ہمارے در پہ اس شان سے ہے آئی
دروازہ کو جلا کر ہم کو دیا ہے پرسہ
ان لوگوں نے کیا ہے پہلو مرا شکستہ
پہلو میں بیٹھے تھے جو کل تمہارے بابا

بیعت کے طالبوں نے باندھی رسن گلے میں
قیدی اسے بنایا جس کو کہا تھا مولا
قیدی تھا میرا وارث ٹوٹا تھا میرا پہلو
پھر بھی اٹھایا میں نے محسنؑ کا اپنے لاشہ
حسنینؑ رو رہے ہیں نانا کو یاد کر کے
زینبؑ تڑپ رہی ہے اب کون ہے سہارا
ان بچیوں کی حالت کیونکر نہ غیر ہوتی
جو بچپنے میں دیکھیں دروازہ اپنا جلتا
بابا تمہارے غم میں سب بچے رو رہے ہیں
کس کس کو دوں تسلی کس کس کو دوں دلاسہ
یہ بارِ غم اٹھایا کس دور میں زمیں نے
سب انقلاب ایسا اس آسماں نے دیکھا

بابا تمہارے غم میں روتی وہ قوم کیسے
جس قوم نے تمہاری اولاد کو رلایا
زہراؑ کے بین سن کر جن و ملک تھے گریاں
روضہ پہ مصطفیٰؐ کے اک حشر سا تھا برپا
صُبّت علیؑ جب دم کہتی تھی بنت احمدؐ
گیتی کو زلزلہ تھا تھرا رہا تھا روضہ
آواز آ رہی تھی یہ قبرِ مصطفیٰؐ سے
بابا کو مت رلاؤ یوں رو کے میری زہراؑ

نوحہ شہادت جناب امیرؑ

کوفہ میں اک قیامت ہو کس طرح نہ برپا
جب مرتضیٰؑ کے خوں سے رنگین ہو مصلیٰ
ظالم نے مرتضیٰؑ پر اُس وقت ظلم ڈھایا
جب کر رہا تھا بندہ اپنے خدا کا سجدہ
اللہ کا ہمیشہ اللہ ہی کا بندہ
اللہ ہی کا روزہ اللہ ہی کا سجدہ
پہلے سنی جہاں نے صورتِ اذانِ حیدرؑ
اب سن رہی ہے دنیا روح الامیں کا نوحہ
تربت میں رو رہے ہیں بھائی کو اپنے احمدؐ
اور خاک اڑا رہی ہیں مرقد میں اپنے زہرؑا
خاموش کیوں نہ ہوتے سارے چراغ مسجد
جس وقت بجھ رہی ہو شمعِ حیاتِ مولا

دیکھی کہاں کسی نے اس شان کی قیامت
سجدہ میں ہو نمازی - ہو جائے سر دوپارہ
شمشیرِ ابنِ ملجم وہ ظلم ڈھا گئی ہے
روتی رہے گی جس پر تا حشر ساری دنیا
کہرام ہے فضا میں روتے ہیں عرش والے
مسجد سے آرہے ہیں اب گھر کی سمت مولا
یہ کہہ کے دوستوں کو واپس کیا حسنؑ نے
اب بیٹیاں کریں گی بابا کے غم میں نوحہ
افسوس اہلِ دنیا آواز سن نہ پائیں
اور لائیں قید کر کے بے پردہ اہلِ کوفہ
فریاد کر رہا تھا بابا سے قلبِ زینبؑ
میں آپ کی ہوں بیٹی یہ آپ کا ہے کوفہ
کوئی نہیں ہے بابا عباسؑ ہیں نہ اکبرؑ
بیٹی تمہاری بابا بالکل ہے بے سہارا
بھائی کا فرق جس پر قرآن پڑھ رہا ہے
نظروں کے سامنے ہے میرے وہ نوک نیزہ

سوچا تھا کب کسی نے بابا کی ہو حکومت
اور پھر زمانہ دیکھے اولاد کا تماشا
راضی رضائے حق پر ہر حال میں ہے زینبؑ
یہ آج کا ہے کوفہ وہ کل کا تھا مدینہ
زینبؑ پہ آگئی تھی آفت کلیمہ ایسی
دل میں تھا وا علیا لب پر تھا وا حسینا

قطعہ

دیکھتے ہیں تو نظر آتے ہیں پانی آنسو
پھر بھی کہہ دیتے ہیں مفلس کی کہانی آنسو
اک ذرا آہ کا بیکس کی سہارا مل جائے
دیکھو دکھلاتے ہیں کیا شعلہ بیانی آنسو

سلام و نوحہ

دخترِ شاہِ لافتیٰ زینبؑ
کوئی سمجھے گا تجھ کو کیا زینبؑ
یہ تھا بس تیرا حوصلہ زینبؑ
وہ فقط تیرا ایک بھائی تھا
دینِ اسلام کی بنا تھے حسینؑ
قلبِ حیدرؑ کا مدعا تھے حسینؑ
کارِ ایماں کی ابتدا شبیرؑ
فاتحِ جنگِ کربلا شبیرؑ
تو بھی دنیا میں ثانیِ زہراؑ
نام بیعت یزید لے نہ سکا
مٹ گیا شام سے یزید کا نام
تو نے دیکھیں قیامتیں لاکھوں

اپنی منزل کی فاطمہؑ زینبؑ
تجھ پہ شبیرؑ تھے فدا زینبؑ
تجھ سے زندہ ہے کربلا زینبؑ
جس کا ثانی نہ ہو سکا زینبؑ
دینِ اسلام کی بقا زینبؑ
دلِ زہراؑ کی تھی دعا زینبؑ
کارِ ایماں کی انتہا زینبؑ
فاتحِ جنگِ کربلا زینبؑ
تیرا ثانی نہ ہو سکا زینبؑ
توڑا یوں تو نے حوصلہ زینبؑ
تیرا روضہ ہے گھر رہا زینبؑ
پردے کی تو نے بددعا زینبؑ

تیرے دم سے ہے آج دنیا میں
بجھ گئے سب یزیدیت کے چراغ
تیرا سر تا ابد رہے گا بلند
بعد شبیر اب برائے کلیم

ہاتم شاہ کربلا زینبؑ
جل رہا ہے ترا دیا زینبؑ
اب نہیں کوئی بیلچہ زینبؑ
ہے فقط تیرا آسرا زینبؑ

جناب زینبؑ

علیؑ کی بیٹی ہے محو سخن سر دربار
کہ بیکسی ہے حکومت سے برسر پیکار
لگائی ظلم کو مظلومیت نے وہ ٹھوکر
یزید کرنے لگا اپنے جرم کا اقرار

مرثیہ شہادت امام حسینؑ

مالک سلطنت صبر و شجاعت تھے حسینؑ
عارفِ دبدبۂ عزم شہادت تھے حسینؑ
وارث عظمتِ سرکار رسالت تھے حسینؑ
جان زہرؑا و علیؑ نازشیت تھے حسینؑ

حیف جس کا کوئی کونین میں ثانی نہ ملا
زیرِ شمشیرِ ستم اُس کو بھی پانی نہ ملا

یوں تو ہر بیکس و مضطر کا سہارا تھے حسینؑ
سارا عالم تھا مریض اور مسیحا تھے حسینؑ
دردِ تنہائیِ آدم کا مداوا تھے حسینؑ
عصر کے وقت مگر بیکس و تنہا تھے حسینؑ

ہر ستمگر تھا نئے ظلم کا ڈھانے والا
اور نہ تھا کوئی بھی بیکس کا بچانے والا

ہائے وہ وقت کہ جب تھے تہِ شمشیر حسینؑ
مُنہ کے بَھل خاک پہ تھا فاطمہؑ کا نُورِ عینؑ
دشت میں گونج رہے تھے کسی غمخوار کے بین
اب تو جنّت میں بھی ممکن نہیں ماں کیلئے چین
شمر کچھ سوچ کہاں تیری جفا پہنچی ہے
فاطمہؑ خلد سے سر پیٹتی آ پہنچی ہے

کوئی باقی نہیں سیّد کا بچانے والا
جلتی ریتی سے نہیں کوئی اٹھانے والا
آفتیں لاکھ ہوں کوئی نہیں آسنے والا
نہیں مقتل میں کوئی یہ بھی بتانے والا
ظالمو خاک پہ جو دھوپ میں افتادہ ہے
یہ تمھارے ہی پیمبرؐ کا نبی زادہ ہے

خاک پر گر کے ہوئے اس طرح بیہوش حسینؑ
لب بھی ہلتے نہیں یوں ہو گئے خاموش حسینؑ
کر کے اس سارے زمانے کو فراموش حسینؑ
ماں کے نالوں پہ ہوں جیسے ہمہ تن گوش حسینؑ

پانی وہ کیسے دمِ تشنہ دہانی مانگے
جس کی گردن پہ چلے تیغ تو پانی مانگے

کون بتلائے کہ کیا ثانیِ زہراؑ کا تھا حال
خاک پر بیٹھی تھی اور ضعف سے چہرہ تھا نڈھال
لب تھے یوں خشک کہ باقی نہ رہی تابِ مقال
بیکسی شاہ کی کرتی تھی اگر کوئی سوال
عالمِ سکتہ میں شبیرؑ کی شیدائی تھی
فاطمہؑ خلد سے گھبرا کے نکل آئی تھی

کانپتی تھی یہ زمیں عرش بھی تھراتا تھا
شمر شمشیرِ ستم اس طرح چمکاتا تھا
نہ حیا کرتا تھا ظالم نہ ترس کھاتا تھا
پردہ خیمے کا جو اُٹھتا تھا تو گر جاتا تھا
بہرِ شبیرؑ قیامت کی گھڑی جب آئی
یا علیؑ کہتی ہوئی دشت میں زینبؑ آئی

شمر شمشیرِ ستم لے کے سرہانے آیا
عرش ہلنے لگا بیکس پہ ستم وہ ڈھایا

غرق خوں ہوگیا اس طرح نبیؐ کا جایا
شام سے پہلے زمانے میں اندھیرا چھایا
ذبح یوں فاطمہؑ کا زینتِ آغوشش ہوا
دفعتاً مہرِ فلک شرم سے روپوشش ہوا
گردن شاہ پہ یوں خنجر بیداد چلا
دیکھتے دیکھتے کونین کا نقشہ بدلا
ہوگیا عالم بالا میں بھی اک حشر بپا
ہر ملک روتا ہوا جانب مقتل دوڑا
آل احمدؐ پہ مصیبت کی وہ ساعت آئی
حشر سے پہلے زمانے میں قیامت آئی
یوں گرا دوش پیمبرؐ کا مکیں مقتل میں
نوحہ پڑھنے لگے جبریل امیں مقتل میں
کس طرح کوئی نظر آتا کہیں مقتل میں
روح زہراؑ کے سوا کوئی نہیں مقتل میں
کہتی ہے بہر مدد آؤ دہائی بابا
لٹ گئی دشت میں کل میری کمائی بابا

نوحہ

تابوت امام سجادؑ

اے مومنو ماتم کرو اور خاک اڑاؤ
بیمار کا تابوت ہے آہستہ اٹھاؤ
تا عمر وہ روتا رہا شبیرؑ کے غم میں
اب اس کا یہ تابوت ہے تم اشک بہاؤ
زنداں میں بہت دیکھی ہیں تاریکیاں اس نے
اب تم سر تابوت کوئی شمع جلاؤ
سو بار سر بازار کیا اہل ستم نے
تم چاہنے والے ہو عقیدت سے اٹھاؤ
تا شام وہ ہر گام پہ کرتا رہا فریاد
اے ظالمو اولاد نبیؐ کو نہ ستاؤ
ہر گام پہ صدمے سہے دکھ جھیلے ہیں ہم نے
جو دل ہیں دکھے ان کو دوبارہ نہ دکھاؤ

سیدانیاں ہیں جن کے سروں پہ نہیں چادر
اولاد پیمبرؐ کو تماشہ نہ بناؤ

دربار ستم میں بھی یہی اس کی تھی فریاد
امت ہو تو اولادِ نبیؐ کو نہ ستاؤ

عاشور سے ہے گریہ کناں روحِ پیمبرؐ
اب ظلم نیا کر کے اسے پھر نہ رلاؤ

جب کوئی نہ سنتا تو تڑپ کر یہی کہتا
بابا تمہیں اک لمحہ کو امداد کو آؤ

دُرّوں کے طمانچوں کے سوا کچھ نہیں ملتا
اولاد تمہاری ہے تمہیں آ کے بچاؤ

واللہ کہ اس غم کا ہے بس ایک تقاضا
ماتم کرو تا عمر کلیمؔ اشک بہاؤ

نوحہ برائے وفات امام علی رضا علیہ السلام

سر پیٹو خاک اڑاؤ یہ وقت ہے عزا کا
تابوت اٹھ رہا ہے فرزندِ فاطمہؑ کا

مامون نے دیا ہے مولاؑ کو زہر ایسا
ٹکڑے جگر ہو جس سے ہر صاحبِ ولا کا

پردیس میں بلا کر زہرِ دغا سے مارا
کس بیکسی سے اٹھا تابوت یہ رضاؑ کا

بستر پہ بے کسی سے کروٹ بدل رہے ہیں
دنیا میں کس نے دیکھا انداز یہ جفا کا

کوئی نہیں بظاہر ہمشیر ہے نہ بیٹا
بیمار کو سہارا کوئی نہیں دوا کا

لاش رضا پہ روئے نہ اہل دنیا
جن و ملک میں لیکن اک شور تھا بکا کا

کیا جانیں اہل دنیا کیا گذری مصطفیٰؐ پر
کیا سمجھیں ظلم والے کیا حال ہے رضاؑ کا

سب اک صدائے گریہ کانوں میں آرہی ہے
فردوس میں یہ شاید نوحہ ہے فاطمہؑ کا

اس بے کسی میں کوئی پیچھی نہیں ہے کہتا
لوگو یہ ہے جنازہ سلطانِ اولیا کا

فرزند آیا جب دمِ اعجاز سے سرہانے
دیکھا کہ دم لبوں پر ہے جانِ فاطمہؑ کا

بابا نے کی وصیت بیٹے نے کی عیادت
لشکر خدا نہ دیکھے انداز کربلا کا

جب گھوڑے دوڑتے تھے اور خیمے جل رہے تھے
اور بیچ میں تھا لاشہ فرزند فاطمہؑ کا

یثرب کہاں ہے لوگو اور ہے کہاں خراساں
کوئی نہیں ٹھکانا اولادِ مصطفیٰؐ کا

غربت میں جب کو مارا لاکھوں ہیں اس کے زائر
کہہ دو زمانہ دیکھے اعجاز یہ رضاؑ کا

باطل کا سر جھکا ہے حق کا علم ہے اونچا
سمجھے کلیم دنیا یہ فلسفہ عزا کا

رضا کے در سے مل جائے جسے پروانہ ایماں کا
یقیناً مستحق ہو جاتا ہے گلزارِ رضواں کا

اِمامِ رضاؑ

مقدر پر ایک ہے ناز تیرا زائرِ مشہد
کہ غربت میں بھی ہے مہماں تو شاہ خراساں کا

نوحہ تابوت سکینہؑ

اے اہلِ عزا روؤ کہ زنداں میں اٹھا تابوت سکینہؑ
پابند رسن بھائی تھا پھر کون اٹھاتا تابوت سکینہؑ

سجادؑ کی فریاد تھی ہوں بیکس و ناچار اور صاحبِ آزار
اٹھوا دو ذرا دے کے سہارا مرے دادا تابوت سکینہؑ

تھا کون جو اس وقت کوئی شمع جلاتا اور روشنی لاتا
تاریکیوں کے بیچ تھا زنداں میں رکھا تابوت سکینہؑ

رونے پہ بھی مظلوموں پہ ہوتی تھیں جفائیں ملتی تھیں سزائیں
افسوس کہ اشکوں کا بھی حقدار نہ ٹھہرا تابوت سکینہؑ

مردوں میں کہاں ملتا کوئی مونس و غمخوار عابدؑ بھی تھے بیمار
سیدانیوں کے ہاتھوں پہ زنداں سے نکالا تابوت سکینہؑ

بے ساختہ رونے لگی وہ بانوئے دلگیر یاد آئے شبیرؑ
اٹھتے ہوئے زنداں میں جب آنکھوں سے دیکھا تابوت سکینہؑ

واللہ جگر پھٹتا ہے احساسِ الم سے سجادؑ کے غم سے
کس طرح بندھے ہاتھوں سے عابدؑ نے سنبھالا تابوت سکینہؑ

صحرا میں تو شبیرؑ کا لاشہ بھی نہ دیکھا تھا ماں کا نہ جواں کا
صد شکر کہ زنداں میں اٹھے ہوئے دیکھا تابوت سکینہؑ

بھولیں گے جہاں والے بھلا کیسے یہ منظر جب ایک برادر
حسرت کی نگاہوں سے کھڑا دیکھ رہا تھا تابوت سکینہؑ

حیرت کی نگاہوں سے ملک دیکھ رہے تھے سکتے میں پڑے تھے
بیمار نے کس طرح سے تربت میں اتارا تابوت سکینہؑ

صد شکر کلیمؔ اب نہیں باقی وہ ستمگار وہ ظالم و غدار
اب دھوم سے ہر روز اٹھاتا ہے زمانہ تابوت سکینہؑ

الوداع الوداع الوداع الوداع

اے شہ ذیقدر و ذیشاں الوداع
اے امیر باغ رضواں الوداع
اے اساس مُلک ایماں الوداع
اے عزاداروں کے مہماں الوداع
الوداع الوداع الوداع الوداع

اے صفات حق کے مظہر الوداع
اے دل و جان پیمبرؐ الوداع
اے سکون قلب حیدرؑ الوداع
فاطمہؑ کے راحت جاں الوداع
الوداع الوداع الوداع الوداع

ہم رہے شام و سحر محو عزا
ہر گھڑی لب پر تھا ذکر کربلا
پھر بھی حقِ غم نہ کر پائے ادا
کہتے ہیں با چشم گریاں الوداع
الوداع الوداع الوداع الوداع

یہ غم شبیرؑ ہے اک ایسا غم
عمر بھر روئے بشر لیکن ہے کم
کیوں نہ شرمندہ ہو اپنی چشم نم
رہ گئے سب گھُٹ کے ارماں الوداع
الوداع الوداع الوداع الوداع

کیفیت دل کی بتا سکتے نہیں
دھڑکنیں دل کی سنا سکتے نہیں
پھر بھی تیرا غم بھلا سکتے نہیں
اے دل مضطر کے ارماں الوداع
الوداع الوداع الوداع الوداع

تیرا غم ہے رہبر راہِ صواب
داغ ماتم دل پہ مثل آفتاب
ذکر تیرا دین احمدؐ کا شباب
اے حیات نوع انساں الوداع
الوداع الوداع الوداع الوداع

ہر طرف چھایا ہے اک خوف و ہراس
دل ہے پژمردہ تو چہرہ ہے اداس
بِن ترے کوئی نہیں جینے کی آس
اے سکونِ قلب ایماں الوداع
الوداع الوداع الوداع الوداع

تیرے غم کو حق نے بخشا ہے کمال
بڑھتا جاتا ہے سدا اس کا جلال
حشر تک ممکن نہیں اس کا زوال
اس کا مالک ہے نگہباں الوداع
الوداع الوداع الوداع الوداع

کیوں نہ اِس غم سے کلیجہ ہو دو نیم
تیرے جانے سے ہوا کل گھر یتیم
ہوگئی اندھیر دنیائے کلیمؑ
رونق شام غریباں الوداع
الوداع الوداع الوداع الوداع

احساس ضعف کرتے نہیں ہیں کہیں سے ہم
زمزم نکال دیتے ہیں اپنی زمیں سے ہم

اسیرانِ کربلا

تھی مصلحت خدا کی جو زنداں میں آگئے
ورنہ خزانے دیتے ہیں روح الامیں سے ہم

منظومات

جشن چہاردہ معصومینؑ

جس کی نظروں میں جمال احمدؐ مختار رہے
اس کو حاصل عرش پر اللہ کا دیدار رہے
مہر خالق کا مرقع احمدؐ مختار رہے
قہر خالق کا نمونہ حیدر کرار رہے
حیدر کرار رہے نقش جلال مصطفیٰؐ
فاطمہؑ عکس جمال احمدؐ مختار رہے
صلح شبر کاٹ دیتی کیوں نہ باطل کا گلا
جس کو کہتے ہیں قلم یہ صلح کی تلوار رہے
کربلا سے ملتا ہے فردوس کا یوں سلسلہ
جو یہاں بے سر ہے وہ فردوس کا سردار رہے
خطبۂ عابد سے گونجے کیوں نہ ایوانِ ستم
ذوالفقار حیدری کی یہ بھی اک جھنکار رہے

جس کو مالک نے بنایا باقرِ علم نبی
وہ سلام احمدِ مرسل کا بھی حقدار رہے

اس طرح صادق نے بانٹی دولت علم و کمال
یہ ہے جعفر اور دنیا مدح پر تیار رہے

ایسے موسیٰ کو ید بیضا کی حاجت کچھ نہیں
جس کے دم سے قید خانہ مطلعِ انوار رہے

ڈھونڈتا ہوں کس طرف ہے قبر مامون رشید
ہاں نگاہوں میں غریب طوس کا دربار رہے

اس طرح کھائی سیاست نے امامت سے شکست
بیٹی دینے کے لئے مامون بھی تیار رہے

رینگتی ہے خاک پر ہر حاکم ظالم کی فوج
آسماں پر بس نقی کا لشکر جرار رہے

قحط باراں ہے کہیں تاویل قرآں ہے کہیں
اس جہاں کو پھر امام عسکری درکار رہے

ابتدا سے انتہا تک ہے محمد کا جمال
راز ہستی بس اسی اک نام کی تکرار رہے

اہل عصمت ہوتے ہیں کس شان کے کردار ساز
اس کا شاہد زینبؑ و عباسؑ کا کردار ہے

منفرد عباسؑ اور زینبؑ کا یہ کردار ہے
ایک ہی گفتار ہے اور ایک ہی رفتار ہے

حضرت عباسؑ و زینبؑ

اک نے جیتی ہے بلا تلوار جنگ کربلا
اک کا خطبہ شام میں خود مستقل تلوار ہے

مدحِ ثانیِ زہراؑ

مختصر لفظوں میں یہ بنت علیؑ کی شان ہے
حیدر کرار کا دل فاطمہؑ کی جان ہے

زندگیِ ثانیِ زہراؑ کا یہ عنوان ہے
جو کہا قرآن ہے اور جو کیا ایمان ہے

درمیاں لاشوں کے وہ صبر و سکوں کا معجزہ
آسماں کا ہر ملک اس شان پر حیران ہے

جس کو کہتے تھے اسیری سارے ارباب ستم
درحقیقت فتح شبیری کا اک اعلان ہے

مقصد شبیرؑ کو یوں اُس نے زندہ کر دیا
اس کے دم سے قالب دین خدا میں جان ہے

شام کے دربار میں دیکھا یہ زینبؑ کا جہاد
رسیوں میں ہاتھ ہیں اور ہاتھ میں میدان ہے

شام کے دربار میں وہ اس کا انداز خطاب
صاحب نہج البلاغہ جس پہ خود قربان ہے

ہو کے عورت اس نے کل عالم کو حیران کر دیا
اس کی قربانی دلیل عظمت انسان ہے

جو محافظ دیں کا تھا اُس نے بچایا ہے اُسے
گردن دین خدا پر اُس کا یہ احسان ہے

اُس کے روضہ نے مٹایا اس طرح نام یزید
کل جو تھا دار الخلافہ آج قبرستان ہے

حضرت خدیجۃ الکبریٰؑ

بے وجہ نہیں دہر میں یہ شانِ خدیجہؑ
اللہ و پیمبرؐ کو ہے عرفانِ خدیجہؑ

ہیں سارے مسلمانوں سے اسلام میں سابق
ایمان کی بنیاد ہے ایمانِ خدیجہؑ

گردن پہ مسلماں کی ہے اسلام کا احسان
اسلام کی گردن پہ ہے احسانِ خدیجہؑ

خالق کی نظر میں ہیں یہی منزلِ کوثر
اے صلِّ علیٰ وسعتِ دامانِ خدیجہؑ

خاموش ہو کوثر تو ہے قرآن کا سورہ
ہو جائے جو خالق تو ہے قرآنِ خدیجہؑ

رہتے تھے پیمبرؐ بھی خدیجہؑ کے مکان میں
اس رشتہ سے جبریل تھے دربانِ خدیجہؑ

رضوان جو درزی ہے تو جبریل ہے دربان
افلاک پہ رہتے ہیں غلامانِ خدیجہؑ

جب یہ تھیں مسلماں تو سب لوگ تھے کافر
کس طرح مسلماں کو ہو عرفانِ خدیجہؑ

وہ سارے مسلمان جو ہیں منکرِ عمران
صد شکر کہ ہیں وہ بھی مسلمانِ خدیجہؑ

اولاد کے ہاتھوں میں ہے جنت کی حکومت
دیکھے تو کوئی سرحدِ امکانِ خدیجہ

ایماں کا جو محور ہے وہ ہے نفسِ پیمبرؐ
عصمت کا جو پیکر ہے وہ ہے جانِ خدیجہؑ

ہے خانۂ احمدؐ میں جو سرچشمۂ کوثر
تاریخ میں ملتا ہے، بعنوانِ خدیجہؑ

ہیں پھول امامت کے تو عصمت کے ہیں غنچے
سرسبز نہ ہو کیسے گلستانِ خدیجہؑ

مانا کہ مسلماں نے بہت لوٹ کے کھایا
فردوس میں محفوظ ہے سامانِ خدیجہؑ

ازواج سے آباد تھا گھر خیر بشر کا
باقی ہے مگر نسل بہ فیضانِ خدیجہؑ

آتے تھے یہاں احمدِؐ مرسل سحر و شام
دیکھو تو ذرا رفعتِ ایوانِ خدیجہؑ

ہے عشقِ پیمبرؐ تو روایات کو چھوڑو
دنیا کے لئے ہے یہی فرمان خدیجہؑ

مرنے پہ بھی ہوتا رہا کردار کا چرچا
یہ شانِ خدیجہ ہے فقط شانِ خدیجہؑ

مدح ثانیِ زہراؑ

اگر صفاتِ علیؑ کا ہے آئینہ زینبؑ
تو صاف کہئے ہے ممدوحِ کبریا زینبؑ

خدا نے اس کو بنایا ہے باپ کی زینت
اس اک جہت سے ہے دنیا سے ماورا زینبؑ

وہ ابتدا کہ نہیں جس کی انتہا کوئی
کمال صبر کی ہے ایسی ابتدا زینبؑ

پس حسینؑ نہ تھا اُس کا آسرا کوئی
مگر تھی سارے گھرانے کا آسرا زینبؑ

کیا حسینؑ کو قربان روزِ عاشورہ
حدودِ کرب و بلا میں تھی فاطمہؑ زینبؑ

دیارِ کوفہ میں اس شان سے دیا خطبہ
کہ جیسے وقت کی ہو اپنے مرتضیٰؑ زینبؑ

لہو میں ڈوب کے اسلام کو بچایا ہے
سفینہ دینِ خدا ہے تو ناخدا زینبؑ
لگائی آنکھ سے یوں خاک تربتِ شبیرؑ
جہاں کو دے گئی اک نسخہ شفا زینبؑ
کچھ ایسی شان سے کی ابتدائے رسمِ عزا
رہے گا تا بہ ابد اب یہ سلسلہ زینبؑ
ہر انقلاب اُسی پر ہے گامزن اب تک
نکالا تو نے جو جینے کا راستہ زینبؑ
تمام قصرِ ستم خامشی میں ڈوب گیا
ترے بیان کا تھا ایسا دبدبہ زینبؑ
مٹا سکا نہ ترے خانداں کو ظلمِ یزید
مگر یزید کو تو نے مٹا دیا زینبؑ

علمدارِ کربلا

کیا تعجب ہے جو سب کا مدعا عباسؑ ہیں
جو دلِ حیدرؑ سے نکلی وہ دعا عباسؑ ہیں
مختصر الفاظ میں وہ باوفا عباسؑ ہیں
ہے وفا اک لفظ جس کا ترجمہ عباسؑ ہیں
بزم میں امّ البنین کا مدعا عباسؑ ہیں
رزم میں شیرِ خدا کا حوصلہ عباسؑ ہیں
ہیں اگر شبیرؑ اپنے عہد کے اب مصطفےٰؐ
بالیقیں اس مصطفےٰؐ کے مرتضیٰ عباسؑ ہیں
حق سے حیدرؑ کو ملا شیرِ الٰہی کا غضب
شیر جس کو کہتے ہیں شیرِ خدا عباسؑ ہیں

حضرتِ شبیرؑ ہیں دینِ خدا کا آسرا
حضرت شبیرؑ کا اک آسرا عباسؑ ہیں

کھا کے ٹھوکر جب کسی کو کوئی دیتا ہے صدا
ایسا لگتا ہے کہ اس کا مدعا عباسؑ ہیں

خون کے دریا سے لگا دے پار جو کشتیِ دیں
مذہبِ اسلام کے وہ ناخدا عباسؑ ہیں

ننھے بچّوں کی تمنّا قلبِ زینبؑ کا سکوں
یعنی ہر بے آسرا کا آسرا عباسؑ ہیں

ہر طرف سے آتی ہے آوازِ یا عباسؑ کی
دو جہاں کے آج تک مشکلکشا عباسؑ ہیں

آتی ہے روضہ پہ دنیا ہاتھ پھیلائے ہوئے
یعنی سب محتاج ہیں حاجت روا عباسؑ ہیں

ایک خطبے سے الٹ دے جو دیارِ ظلم کو
فاتحِ اعظم ہے وہ اس کے چچا عباسؑ ہیں

سارے جھنڈے دہر کے اٹھتے رہے گرتے رہے
جس کا پرچم آج تک اونچا رہا عباسؑ ہیں

امتِ اسلام! اگر حالات پر اپنے نظر
بے وفائی سے تری شائد خفا عباسؑ ہیں

تذکرہ عباسؑ کا ہو کیوں نہ معراجِ کلیم
خانۂ حیدرؑ کا قرآنِ وفا عباسؑ ہیں

قطعہ

یوں دل کو ہے ولائے شہِ لافتیٰ پسند
جیسے مریضِ غم کو ہو خاکِ شفا پسند
خاکِ نجف اڑا کے جو لے آئے صبح و شام
ہم بوترابیوں کو ہے بس وہ ہوا پسند

(مسدس)

علمدارِ کربلا

روح کمال احمدؐ مختار ہے وفا
حسن و جمال حیدرؑ کرار ہے وفا
محبوب خاص ایزد غفار ہے وفا
انسانیت کی نسل کا معیار ہے وفا
کہتا ہوں صاف میثم تمار کی طرح
ہو باوفا تو شہ کے علمدار کی طرح

عباسؑ ہر کمال سیادت سے ہے قریب
عباسؑ ہر فریب سیاست کا ہے رقیب
عباسؑ ہر ادائے بلاغت کا ہے خطیب
عباسؑ ہر وفائے امامت کا ہے نقیب
یہ جب وفائے عہد پہ تیار ہو گیا
میداں میں آکے حیدرؑ کرار ہو گیا

میداں میں آیا مونس و غمخوار کی طرح
پرچم اٹھایا فوج کے سردار کی طرح
تیور دکھائے حیدرؑ کرار کی طرح
بازو کٹائے جعفر طیارؑ کی طرح
شبیرؑ نے جو فوج کا سقا بنا لیا
زہراؑ نے لے کے سایہ میں بیٹا بنا لیا

نکلا بسوئے رزم عجب آن بان سے
مشکیزہ باندھا لشکر شہ کے نشان سے
حملہ کیا وہ حیدرؑ و جعفرؑ کی شان سے
گھبرا کے فوج ہٹ گئی خود درمیان سے
دریا پہ جا کے فتح کا سکہ جما دیا
ہر مشکل حیات کو پانی بنا دیا

عباسؑ کے جہاد کا ممکن نہیں جواب
جرأت میں بے مثال شجاعت میں انتخاب
یوں لشکر یزید لعیں سے کیا خطاب
اللہ آج مجھ کو بنائے گا کامیاب

تلوار چاہیئے نہ مجھے ہاتھ چاہیئے
بس اک دعائے بنتِ علیؑ ساتھ چاہیئے

عباسؑ باوفا کی لڑائی عجیب ہے
پیاسے کی لشکروں پہ چڑھائی عجیب ہے
فوجوں کی اک بشر سے دہائی عجیب ہے
میدان سے صفوں کی صفائی عجیب ہے

ظالم کو ہاتھ آیا نہ کچھ یاس کے سوا
دریا پہ اب کوئی نہیں عباسؑ کے سوا

مانا نکل سکا نہ بہادر کا حوصلہ
اور ہو سکا نہ قوت بازو کا فیصلہ
لیکن کسی سے رک نہ سکا حق کا راستہ
ابتک ہے رن میں ابن علیؑ کا یہ دبدبہ

میداں کی ہے صدا کہ یہ مردِ دلیر ہے
آواز دے رہی ہے ترائی کہ شیر ہے

الٹی علیؑ کے لال نے جس وقت آستیں
تھرا گیا فلک تو لرزنے لگی زمیں

آئی صدائے غیب کہ ہشیار فوج کیں
عباسؑ رن میں آگئے اب خیریت نہیں
فوجوں میں تھا یہ شور خدا کا جلال ہے
جبریل کانپتے تھے کہ حیدرؑ کا لال ہے

کس نے کوئی حرف ناروا کہا
سمجھو جو کوئی برا ہو تو پھر برا کہا

قطعہ

جو ماہِ رسولؐ پہ قربان اسے کہیں عاشق
جو بھاگے چھوڑ کے اس کو تو بے وفا کہیے

محسنِ اسلام ـ و اولاد

حیف اس کو بھی سمجھنے لگی دنیا کافر
جس کے رشتوں میں نہیں کوئی بھی رشتہ کافر
جس کو بھی چاہے بنا دیتا ہے ملّا کافر
سچ ہے کافر کو نظر آتی ہے دنیا کافر
نسل وہ جس میں نہ ہو باپ نہ دادا کافر
غیر ممکن ہے کہ ہو اس کا خلاصہ کافر
اب تو کافر بھی ہے اس دور میں اندھا کافر
کل ایماں نظر آتا ہے سراپا کافر
بت پرستوں کو مسلمان سمجھنے والے
خاک سمجھیں گے مسلمان ہے کیا کیا کافر
اک قیامت ہے کہ ہوں کفر کے پالے مسلم
اور زچہ خانہ ہو جس کے لئے کعبہ، کافر

فخر سے کہتے ہیں اپنے کو سواد اعظم
اِن میں جو کفر کرے گا وہ ہے کالا کافر
کفر کی بحث نہ چھیڑو تو غنیمت ہے یہی
ورنہ بتلائیں گے ہم کون ہے کیسا کافر
جس کی اولاد ہوں اسلام میں چودہ معصوم
وہ بھی کافر ہو تو ہو جائیں گے چودہ کافر
کون جانے کہ پیمبرؐ کو ضرورت کیا تھی
عقد مسلم کا ہو، پڑھنے لگے صیغہ کافر
جس کی گودی کا پلا بانیِ اسلام بنے
وہ بھی کافر ہے تو ہے سارا زمانہ کافر
کل ایمان پسر ہوتا تو کیسے ہوتا
پالنے والا مقدر سے جو ہوتا کافر
اس کے پوتے ہیں زمانے میں حسینؑ اور حسنؑ
پوتے سردارِ جناں اور ہے دادا کافر؟
اک علیؑ نفسِ نبیؐ ایک علیؑ ہے سجاد
اس کا بیٹا کوئی کافر ہے نہ پوتا کافر

باقرؑ علم، خلفِ جعفرِ صادقؑ وارث

کب زمانے میں کوئی ہوتا ہے سچا کافر
اس کے اک لال کو کہتا ہے زمانہ کاظمؑ
وہ ہے موسیٰؑ تو نہیں ہوتا ہے موسیٰ کافر
اُس کے ایماں کی علامت ہے رضاؑ کا دربار
جہاں آجائے تو کر لیتا ہے سجدہ کافر
اس کے کردار کا اعلان سے تقوائے تقیؑ
اور نہیں ہوتا کوئی صاحبِ تقویٰ کافر
نفس ہے اُس کا نقی اور سراپا ہے حسنؑ
کون اِس نسل کے مورث کو کہے گا کافر
اس کا فرزند جب آئے گا الٹ کر پردہ
پھر زمانے میں کوئی رہ نہ سکے گا کافر
سرِ دربار یہ اعلان کیا زینبؑ نے
ابوطالب نہیں۔ ہے آلِ امیّہ کافر
اُس کا پوتا تھا علمدارِ شہِ دیں عباسؑ
پوتا ہو جس کا علمدار وہ کیسا کافر

اُس کے اکبرؑ کی اذاں آج تلک گونجتی ہے
کیا کوئی داعیِ توحید بھی ہوگا کافر
کلمہ پڑھنے سے مسلماں نہیں ہوتا کوئی
کرتے ہیں کتنے ہی اسلام کا دعویٰ کافر
ابوسفیان کے بارے میں زباں کھلتی نہیں
اس کو کچھ کہتے نہیں جو تھا سراپا کافر
لعبت ہاشم بالملک کی آواز سنو
قوم کا ذکر ہے کیا جب ہے خلیفہ کافر
طورِ مدحت پہ ہے مصروفِ مناجات کلیم
دل لرزتا ہے کہ ہوجائے نہ دنیا کافر